میں اُداس شام کا گیت ہوں

ہیا احمد

میں اداس شام کا گیت ہوں

تحریر: بیا احمد

مکمل ناول

قیمت:100 روپے

PRIME URDU NOVELS

انتباہ:

اس ناول کے جملہ حقوق بحق مصنفہ پرائم اردو ناولز اور لکھاری آن لائن میگزین کے پاس محفوظ ہیں۔ کسی بھی دوسرے گروپ، پیج یا ویب سائیٹ پر پوسٹ کرنا منع ہے۔ خلاف ورزی کرنے پر آپ کو قانونی کاروائی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

سارے گھر کے کام کرنے کے بعد اپنی دُکھتی کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ بمُشکل سیدھی ہوئی تھی۔۔

"اُفففف"۔۔اُس کے مُنہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔ساڑھے گیارہ بجاتی گھڑی کو دیکھ کر اُس نے باورچی خانے پر طائرانہ نگاہ دوڑائی تھی۔۔صاف ستھرا باورچی خانہ اُس کے رگ و پے میں سکون دوڑا گیا تھا۔۔

اللہ کا شُکر ادا کرتی وہ صحن میں آئی تھی ارادہ کمرے میں چل کر آرام کرنے کا تھا۔۔

صبح پھر اذانوں کے ساتھ اُس کے کام شروع ہو جانے تھے۔۔

دائیں ہاتھ پر بنے مرغیوں کے ڈربے پر نظر پڑتے ہی وہ بے اختیار رُکی تھی۔۔یہ مُرغیاں اُس کے دُکھ سُکھ کی ساتھی تھیں۔۔وہ روز اُن کا ڈربہ صاف کر کے اُنہیں کھلاتی پلاتی تھی۔۔

ساری مُرغیاں گردن چُھپائے سکون سے دبکی ہوئی تھیں۔۔

پورے گھر میں سناٹا تھا صرف اُس کے کمرے کے دروازے سے روشنی کے ساتھ ہلکی ہلکی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔۔مطلب ابھی بھی آرام نصیب میں نہیں تھا۔۔

"چلو دوستو تم لوگوں کے نصیب میں تو آرام ہے ناں"۔۔وہ ایک پیار بھری نظر اُن پر ڈالتی آگے بڑھی تھی۔۔

گہرا سانس لیتی وہ صحن پار کر گئی تھی۔۔اُس نے دھیرے سے کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔۔

"لو رابی آگئی۔۔جا رابی میرے اور عافی کے لیے چائے لا"۔۔سُمی نے اُسے دیکھتے ہی آرڈر دیا

تھا۔۔اُس کے چہرے پر رقم تھکن میں اضافہ ہوا تھا جِسے وہ فوراً سے چُھپا گئی تھی، لیکن عارف کی زیرک نگاہ سے اُس کے چہرے کے تاثرات مخفی نہیں رہ سکے تھے۔۔

عارف کو چائے کی کوئی طلب نہیں تھی وہ تو اُس کے چہرے کو تکنا چاہتا تھا جو کہ سُمی کی موجودگی میں ناممکن ہی تھی۔۔

"نہیں سُمی رہنے دے۔۔رابی کو آرام کرنے دے۔۔دیکھ تو کتنی تھک گئی ہے"۔۔عارف کی بےباک نگاہیں اپنے وجود پر محسوس کرتی اُس نے سر پر موجود ڈوپٹے کو مزید نیچے کھینچا تھا۔۔

"اِس کو عادت ہے کام کرنے کی۔۔ایک ایک کپ ہوجائے۔۔جا رابی"۔۔سُمی نے بےپروائی سے کہا تھا لیکن وہ خود بھی وہاں رُکنا نہیں چاہتی تھی۔۔اِس لیے 'میں چائے لاتی ہوں' کہہ کر فوراً پلٹ گئی۔۔عارف کی نظروں نے اُس کا پیچھا کیا تھا۔۔

سُمی کے رگ وپے میں چنگاری دوڑی تھی۔۔

"اے منحوس۔۔دروازہ تو بند کرتی جا"۔۔وہ پیچھے سے چنگھاڑی تھی۔۔جلدی سے واپس پلٹ کر اُس نے دروازہ بند کیا تھا۔۔

وہ چولہے پر اُبلتی چائے پر نگاہیں جمائے پتا نہیں کہاں پہنچی ہوئی تھی۔۔جب اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کو محسوس کرتی اُس نے گردن گھما کر دیکھا تھا لیکن اگلے ہی پل اُسے اپنے قریب آتے دیکھ کر وہ ایک دم اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"عا۔۔عارف بھا۔۔تم اندر۔۔بیٹھو ناں۔۔میں۔۔میں چائے لاتی ہوں"۔۔وہ غیر محسوس طریقے

سے پیچھے ہٹتی بولی۔۔

"رابی کتنا ظلم کرتیں ہیں تُجھ پر مامی اور سُمی"۔۔وہ سگریٹ کا کش لیتا بولا۔۔سُمی سے وہ بھائی سے فون پر بات کرنے کا بہانہ بنا کر آیا تھا۔۔وہ تو ویسے بھی موقعے ڈھونڈتا تھا اُس سے بات کرنے کے۔۔اُس کے قریب آنے کے۔۔

اُس کی جان عذاب میں آئی ہوئی تھی۔۔

"ایسی۔۔ایسی کوئی بات نہیں عارف بھا۔۔تم۔۔تم"۔۔رات کے اِس وقت جب سارے گھر میں سناٹا تھا، سُمی بھی کمرے میں تھی۔۔عارف کے بےباک تیور دیکھ کر وہ خوف سے پیلی ہوئی تھی۔۔

"ارے بیٹھ ناں۔۔کھا تھوڑی نہ جاوٗں گا تُجھے۔۔جب تک چائے بنتی ہے چل یہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں"۔۔اُس نے کمالِ جرات سے اُس کا ہاتھ پکڑنا چاہا تھا۔۔

"عا۔۔عارف بھا"۔۔اپنا ہاتھ پیچھے کرتی وہ جھٹکے سے خود بھی پیچھے ہوئی تھی، جبھی چائے اُبل کر چولہا گندا کرگئی تھی۔۔سارا منظر دیکھتی دور سے آتی سُمی کے اندر بھانبڑ جل اُٹھے تھے اُس کے قدموں میں تیزی آئی تھی۔

"ساری چائے گرادی۔۔اندھی ہے تُو۔۔ایک کام تیرے سے ڈھنگ سے نہیں ہوتا۔۔منحوس کہیں کی"۔۔سُمی نے اپنی جلتی آگ کم کرنی چاہی تھی۔۔عارف کو اُس کے پاس دیکھ کر وہ شعلوں کی بھٹی میں گری تھی۔۔عارف کی گہری، بےباک نظریں اُسی پر تھیں، سگریٹ کے

کش لیتا وہ سُمی کے آنے سے بیزار ہوتا اُلٹے قدم چلتا باورچی خانے سے باہر جانے لگا تھا۔۔

وہ جلدی سے نیچے بیٹھ کر کپڑا لے کر چولہا صاف کرنے لگی تھی۔۔

"دھیان کہاں تھا تیرا۔۔دودھ مُفت میں آتا ہے اپنے منحوس خیالوں میں آدھا ضائع کردیا"۔۔من میں جلتی آگ نہ بُجھی تو اُس نے اُسے بالوں سے پکڑے جھٹکا دیا تھا۔۔

"آہ"۔۔وہ درد اور ذلت کے احساس سے کراہ کر رہ گئی تھی۔۔

"سُمی مجھے نیند آرہی ہے۔۔تُو ہی پی لے چائے"۔۔عارف ہنوز اُس کے چہرے کو دیکھتا باورچی خانے سے نکلا تھا۔۔اُس کے لہجے میں ناگواری محسوس کرکے سُمی اُس کی طرف پلٹی تھی۔۔

"ارے بن گئی ہے۔۔دو منٹ رُک جا ناں۔۔میرے لیے"۔۔وہ لگاوٹ سے بولی تھی۔۔

"نہیں بھئی مجھے سونا ہے۔۔تو تو ویسے بھی ساری رات جاگتی ہے"۔۔اُس نے سگریٹ زمین پر پھینک کر پاؤں سے بُجھائی تھی۔۔ساری ساری رات وہ موبائل پر مصروف رہتی تھی۔۔وہ کہہ کر چھت کی طرف جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھا تھا۔۔جہاں اُس کا بستر بچھایا گیا تھا۔۔

"سُن۔۔ارے سُن تو عافی"۔۔وہ سب کچھ چھوڑ کر اُس کے پیچھے بھاگی آئی تھی۔۔

"کل سمندر پر چلے گا ناں۔۔؟؟"۔۔عارف بغیر مُڑے اثبات میں سر ہلا گیا تھا۔۔

وہ اُس کی پُشت پر نظر جمائے اپنے ہی حسین خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔۔

"یہ لے چائے"۔۔جب اُس کی آواز پر چونکی تھی۔۔وہ ایک دم بگڑے تیوروں سے مُڑی تھی۔۔

"ڈوب مر اِس میں، منحوس کہیں کی۔۔ذرا سی خوشی نہیں دیکھی جاتی تُجھ سے میری"۔۔وہ اُس پر قہر بھری نظر ڈالتی کمرے میں جا گھسی تھی۔۔کپ ہاتھوں میں پکڑے اُس نے شکوہ کناں نظروں سے اوپر آسمان کو دیکھا تھا۔۔بند آنکھوں سے ٹپ ٹپ کرتے آنسو اُس کے گالوں اور گردن کو بھگوتے چلے گئے تھے۔۔

....

"اماں پھپھو کو یہ جنجال پورہ ساتھ لانے کی کیا ضرورت تھی بھلا"۔۔وہ اِدھر اُدھر پھدکتے ہر سائز کے بچے کو غصے سے دیکھتی بولی تھی۔۔ایک ادھ کو تو ہاتھ بھی جڑ دیا تھا۔۔

"اے چُپ تیری پھپھی سُن لے گی، کیا کررہی ہے"۔۔جواباً پروین نے بھی اُسے دھموکا جڑا تھا۔۔

"ہاہاہا۔۔باجی کو مار پڑی۔۔ہاہاہا"۔۔عارف کی بہن کا دس گیارہ سالہ بیٹا تالیاں بجاتا اُس پر ہنسا تھا۔۔

"تیری تو رُک۔۔گینڈے کے بچّے"۔۔سُمی نے چپل اُتار کر اُسے دے ماری تھی۔۔

وہ بھاں بھاں کرتا روتا ہوا اندر ماں کے پاس دوڑا تھا۔۔

"اے سُمی تو چری تو نہیں ہوگئی۔۔زاہدہ تیری چوٹی کاٹ دے گی"۔۔پروین نے سر پر ہاتھ مار کر دہائی دی تھی۔۔

"اِس کمبخت عافی کے بچّے کے لیے کیا کیا برداشت کرنا پڑرہا ہے اماں۔۔چل یہاں سے نکل اپنی ماں کے پاس"۔۔زاہدہ کے سب سے چھوٹے پپیں کو بھی اُس نے جھڑکا تھا۔۔وہ بھی روتے ہوئے اندر بھاگا تھا۔۔

"ادی میں اماں کو بتاتی ہوں"۔۔دونوں بہنیں اُسے آنکھیں دکھاتی بھائیوں کے پیچھے گئی تھیں۔۔

"شُکر ہے اماں یہ چڑیل زاہدہ اپنے پانچ بدتمیز بچّوں کے ساتھ پھپھو کے ساتھ نہیں رہتی"۔۔ وہ بیزاری سے کہتی ہاتھ جھاڑتی ہوئی اُٹھی تھی۔۔

"اماں بریانی دم پر رکھ دی ہے، اور کچھ بنانا ہے"۔۔ تبھی وہ ڈوپٹے سے ہاتھ پونچھتی باورچی خانے سے باہر آئی تھی۔۔

"یہ جو اتنے بڑے ٹبڑ کے پیٹ ہیں ناں یہ صرف تیری بریانی سے نہیں بھرنے کے۔۔اماں قورمہ بھی بنوالو، عافی سے کہیں گے راستے سے نان لے کر دے دے گا"۔۔وہ مزے سے بولی تھی۔۔

"تیرے ابا کی فیکٹریاں چل رہی ہیں ناں جو میں تیری پھپھی کہ آنے پر بریانی قورمے پکواتی پھروں"۔۔پروین جلے کٹے انداز میں کہتی باورچی خانے کی طرف بڑھی تھی۔۔

"اماں۔۔میں نہیں جاؤں گی اگر قورمہ نہیں ہوا تو۔۔سارا تو یہ بھوکی عوام کھالے گی۔۔مجھے اچھا کھانا چاہیئے بس"۔۔وہ پیر پٹختی اوپر چھت کی طرف بڑھی تھی۔۔ارادہ عارف کو دیکھنے کا

تھا۔۔

"چل اب تو کس مراقبے میں چلی گئی ہے۔۔مرغی نکال کر لا فریج سے۔۔یہ لڑکی ورنہ سچ میں طوفان لے آئے گی"۔۔اُس نے اُسے ساکت کھڑے دیکھ کر جھڑکا تھا۔۔وہ سر ہلاتی آگے بڑھی تھی۔۔

"جلدی جلدی ہاتھ چلا۔۔ایک گھنٹے تک ہمیں نکلنا ہے"۔۔سُمی نے اُس کے ہاتھ پاؤں پھُلائے تھے۔۔

....

"بُوا آپ پھر صبح صبح یہ فضول ٹاپک لیے بیٹھ گئی ہیں"۔۔ناگواری سے کہتے ہوئے ہاتھ میں تھاما پراٹھے کا ٹکڑا اُس نے واپس پلیٹ پر رکھا تھا۔۔

"اے میاں۔۔کیا بوڑھی بوا کو کوئی خوشی نہیں دینی کیا۔۔؟؟۔۔یا ایسے ہی چلے جائیں ہم"۔۔ ہمیشہ کی طرح اُنہوں نے اُسے بلیک میل کرنا چاہا تھا، وہ الگ بات تھی کہ وہ بلیک میل ہوتا نہیں تھا۔۔

"ایسی باتیں کیوں کرتی ہیں بُوا آپ"۔۔وہ بیزاری سے کہتا ٹیبل سے اُٹھا تھا۔۔

"ہم تو جب تک زندہ ہیں تمہاری خوشی چاہتے رہیں گے میاں"۔۔وہ آبدیدہ ہوئی تھیں۔۔

"بُوا آپ اِس قصے کو چھوڑ دیں۔۔"۔۔وہ اُنہیں دیکھے بغیر بولا تھا۔۔

"اب کیا ایسے اکیلے گزارو گے ساری زندگی۔۔؟؟"۔۔اُنہوں نے بغور اُس کا چہرہ دیکھا تھا۔۔

"گزر تو رہی ہے بُوا اچھے سے۔۔آپ پلیز اِس ٹاپک کو ختم کریں"۔۔اُس نے کُرسی اندر کی تھی۔۔اُس کے چہرے کے تاثرات پتھریلے ہوئے تھے۔۔

"میاں اب ایسا بھی کیا ہوگیا کہ ناشتہ ادھورا چھوڑ دیا"۔۔بُوا نے اُسے اُٹھتے دیکھ کر ٹوکا تھا۔۔

"بس بُوا میرا پیٹ بھر گیا ہے، آپ میڈیسن لے لیجیے گا پلیز"۔۔اُس نے کُرسی کی پُشت سے اپنا کوٹ اُٹھایا تھا۔۔خراب موڈ میں بھی وہ اُن کا خیال رکھنا نہیں بھولا تھا۔۔

"اے میاں۔۔"۔۔بُوا نے اُسے روکنا چاہا تھا۔۔

"اللہ حافظ"۔۔وہ سپاٹ لہجے میں کہتا یہ جا وہ جا۔۔

"میری دوا تمہاری بستی زندگی ہے میاں۔۔یااللہ میرے بچّے پر اپنا کرم کر"۔۔اپنے آنسو صاف کرتیں وہ ناشتے کے برتن اُٹھاتی کرسی سے اُٹھی تھیں۔۔

....

صبح فجر سے وہ کاموں میں لگی ہوئی تھی،

دس بجے تک کھانے کے ساتھ سب لوگ تیار تھے۔۔

"مامی گاڑی آگئی ہے۔۔جلدی چل"۔۔عارف باہر سے بولتا اندر آیا تھا۔۔وہ مرغیوں سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتی اُن کو دانہ ڈال رہی تھی۔۔آج تو ڈربے کی صفائی کا وقت بھی نہیں ملا تھا۔۔عارف کی آواز پر اُس نے اپنا پیلا ڈوپٹہ سر پر دُرست کیا تھا۔۔

"سُن تو نہیں چل رہی ہمارے ساتھ۔۔؟؟"۔۔اُسے اُسی رات والے حُلیے میں دیکھ کر وہ پاس

آیا تھا۔۔

"نہیں عارف بھا"۔۔اُس نے پلٹے بغیر مُختصر جواب دیا تھا۔۔

"چل ناں۔۔مزہ آئے گا"۔۔وہ تھوڑا اور قریب ہوا تھا۔۔وہ گھبرا کر تھوڑا پیچھے ہوئی تھی۔۔

"ہاں ناں رابی۔۔ صیحح تو کہہ رہا ہے، چل ناں ہمارے ساتھ مزہ آئے گا"۔۔پیچھے سے آتی سُمی کی آواز پر وہ دھک سے رہ گئی تھی، جبکہ عارف نوٹس لیے بغیر سُمی کی طرف پلٹا تھا۔۔اُس نے حیرت سے سُمی کو دیکھا تھا۔۔یہ کیسے ہوگیا۔۔؟؟ وہ اُسے ساتھ چلنے کو کہہ رہی تھی۔۔

"اے سُمی اِس کو جو لے کر چلے گی تو پیچھے گھر کو کون تیرا باپ دیکھے گا یا اِس کی ماں آئے گی قبر سے اُٹھ کر"۔۔پروین کمرے سے باہر آکر بولی کم تپی زیادہ تھی۔۔

"اماں ہمارے گھر میں کون سا خزانہ دفن ہے جو اِس کی ماں آکر لے جائے گی"۔۔وہ بھی ماں سے کم نہیں تھی۔۔حلق میں پھنسے گولے کو اُس نے اندر نگلا تھا۔۔

"اماں صیحح کہہ رہی ہے سُمی تم لوگ جاؤ۔۔میں گھر پر ہوں۔۔اور ویسے بھی ابا آگیا گھر تو شور کرے گا بند گھر دیکھ کر"۔۔وہ دڑبے کو تالا لگاتی آہستہ آواز میں بولی تھی۔۔

"چلو چلو۔۔اماں گاڑی آگئی ہے"۔۔اندر سے زاھدہ کی فوج شور مچاتی نکلی تھی۔۔سُمی نے ایک قہر بھری نظر اُن پر ڈال کر نجانے کیسے خود پر ضبط کیا تھا۔۔

"جنجال پورہ"۔۔وہ کمرے سے زاھدہ کو نکلتے دیکھ کر مُنہ ہی مُنہ میں بڑبڑائی تھی۔۔

"ابا نے کل آنا ہے۔۔اب چلو سب۔۔سب نکلو باہر"۔۔وہ اُس کا ہاتھ پکڑتی زور سے بولی

تھی۔۔پروین نے حیرت سے دانت پیستے ہوئے بیٹی کو گھورا تھا۔کہاں وہ اُس کے برابر نہیں بیٹھتی تھی کہاں اُسے اپنے ساتھ گھسیٹ رہی تھی۔۔اور وہ بھی عارف کی موجودگی میں۔۔

حیرت تو عارف کو بھی ہو رہی تھی۔۔لیکن وہ سر جھٹکتا شور کرتے بچوں کو باہر لے جانے لگا تھا۔۔۔

"سُمی تم لوگ جاؤ۔۔میرے کپڑے۔۔"۔۔اُس نے ہچکچاہٹ کے ساتھ اپنے گلابی بدرنگ کپڑوں کو دیکھا تھا۔۔

"تیرے سارے کپڑے ہی ایسے ہیں۔۔تیار ہو کر تو نے کون سا کسی محل کی شہزادی لگنا ہے۔۔چل اب۔۔"۔۔وہ اُس کی ناں ناں کے باوجود اُسے اپنے ساتھ تقریباً گھسیٹتی ہوئی باہر لے گئی تھی۔۔

انسان بھی کتنا بے خبر ہوتا ہے۔۔تقدیر اپنی پلاننگ پر عمل کرتی انسان کو اُس کی مرضی کے بنا لوکیشن پر خود لے کر جاتی ہے۔۔

....

صبح صبح بُوا سے تیز بولنے کے باعث اُس کا دل کسی کام میں نہیں لگا تو وہ سب میٹنگز کینسل کرتا اپنی پسندیدہ جگہ آیا تھا اور اب پچھلے دو گھنٹوں سے وہ سگریٹ پھونکتا چلا جا رہا تھا۔۔

پہلے جو بُوا کبھی کبھی یہ ذکر چھیڑتی تھیں، اب ہر دوسرے دن اُن کی زبان پر یہی بات ہوتی ہے اور اِسی پریشانی میں وہ بیمار بھی رہنے لگی تھیں، وہ بُوا کی پرواہ کرتا تھا، دل وجان سے

کرتا تھا۔۔آخر انہوں نے اُسے پالا تھا۔۔اُن کے سوا اُس کا بھلا تھا ہی کون۔۔
لیکن وہ اپنے دل کا کیا کرتا جو اب کسی طور بھی اِس بات پر راضی ہونے والا نہیں تھا۔۔

....

سب ہی سمندر کی آتی جاتی لہروں سے کھیل رہے تھے۔۔پروین اور شاکرہ کچھ دور چادر بچھا کر سارے سامان کے ساتھ بیٹھی تھیں۔۔

"کیا ضرورت تھی ابا کو اماں سے شادی کرنے کی جب ابا کے پاس بیوی اور اولاد بھی تھی"۔۔وہ سمندر کی لہروں پر نظر جمائے اپنی گُزری زندگی کو سوچ رہی تھی۔۔یہ سوال وہ اکثر خود سے پوچھتی رہتی تھی۔۔

"سُن۔۔مجھے سیپیاں جمع کر کے دے۔۔ میں ہار بناؤں گی"۔۔سُمی زاھدہ کا ایک سال کا بیٹا گود میں لیے اُس کے پاس آئی تھی۔۔جس کی ریں ریں جاری تھی۔۔

"لیکن سُمی ابھی تو ہم واپس جارہے ہیں، دیکھ تو سورج بھی اُترنے لگا ہے"۔۔وہ ڈوبتے سورج کو دیکھتی ہچکچائی تھی۔۔وہ جگہ اچھی خاصی دور، دیوار کے اُس پر تھی۔۔اُسے اکیلے جانے میں ڈر سا لگا تھا۔۔

"اری چل نہ ابھی نہیں جارہے، اور ویسے بھی تُجھے لے کر جائیں گے، جا جلدی جا ورنہ میں اِس چلتے باجے کو سمندر میں پھینک دوں گی"۔۔مُسلسل روتے بچّے کو ایک دھموکا جڑتی وہ تپے ہوئے انداز میں بولی تھی۔۔

"تُو بھی چل ناں میرے ساتھ سُمی"۔۔وہ وہاں دیکھتے ہوئے بولی۔۔

"مجھے جانا ہوتا تو تُجھے کیوں بولتی۔۔کام کرنا ہے تو بتا ورنہ میں۔۔"۔۔سُمی کے دھمکی پر وہ اُس کی ناراضگی کے خوف سے جلدی سے دیوار کے دوسرے طرف بڑھی تھی۔۔

"چل جان چھوٹی منحوس ماری سے۔۔اب تو عارف پکا میرا ہوا"۔۔وہ اُس کی پُشت کو دیکھتی کمینے پن سے بولی تھی۔۔پھر نفرت بھرے انداز میں گود میں دھرے بچّے کو دیکھا تھا۔۔

"اللہ پوچھے عافی تُجھے، تیرے چکر میں کیا کیا نہیں کرنا پڑتا۔۔چل تُجھے تیری ڈائن ماں کو دے آؤں"۔۔وہ اُس معصوم کو ایک اور دھموکا جڑتی زاھدہ کے پاس آئی تھی۔۔

"باجی اِس کو بھوک لگی ہے۔۔دیکھ تو کیسے گلا پھاڑ پھاڑ کر رورہا ہے"۔۔وہ روتا ہوا بچّہ تقریباً زاھدہ کی گود میں دیتی پروین کی طرف بھاگی تھی۔۔

....

"اماں اِس سے اچھا موقع نہیں ملے گا اِس منحوس سے جان چُھڑانے کا۔۔بس سب نکلو یہاں سے۔۔میں نے اُسے اُس طرف سیپیاں جمع کرنے بھیجا ہے۔۔"۔۔نفرت سے پُر لہجہ اُس کے کان سے ٹکرایا تھا لیکن وہ غور کیے بغیر گاڑی میں بیٹھا سگریٹ پیتا رہا تھا

"اری تو پاگل تو نہیں ہوگئی ہے۔۔وہاں گھر میں اِس کا باپ بیٹھا ہے۔۔اُسے کیا جواب دیں گے۔۔ جوان چھوکری کو کہاں چھوڑ کر آئی ہوں میں"۔۔دوسری آواز میں غصے کے ساتھ بیزاری تھی۔۔

"ابا کو اِس سے مُحبت ہوتی ناں تو ماں کے مرنے پر بیٹی کو یوں دربدر تیرے جیسی جلاد سوتیلی ماں کے آسرے نہ چھوڑتا، جب پتا بھی ہو کہ تُو کتنی ظالم ہے"۔۔اُس کی بات پر اُس نے رکھ کر ایک دھموکا بیٹی کو جڑا تھا۔۔

"کیا ہے اماں تیرا یہ ہاتھ نہیں ٹوٹتا بیس سالوں سے ابا کی اِس منحوس نشانی کو مارتے مارتے۔۔جو اب میرے پیچھے پڑگئی ہے"۔۔اُس نے اپنی کمر سہلائی تھی۔۔

"ذرا سی جو شرم آتی ہو۔۔تکلیفیں سہہ کر پالا ہے ہڈحرام اولاد کو، آج یہی باتیں سُنا رہی ہے"۔۔پروین نے اُسے دھکا دیا تھا۔۔پر اِس وقت اُسے اُس سے چھُٹکارہ پانا تھا جو اُس کی اور عارف کی شادی کی راہ میں سب سے بڑا کانٹا تھی۔۔

سامنے سے آتی پھپھی کو دیکھ کر وہ ایک دم پروین کے دونوں ہاتھ تھام گئی تھی۔۔

"وہ دیکھ اماں پھپھی یہیں آرہی ہے۔۔جلدی سوزوکی میں بیٹھ ورنہ پھپھی کا یہ بیٹا تیری سوتیلی بیٹی کے عشق میں دیوانہ ہوکر اُسے بیاہ کر لے جائے گا"۔۔اُس نے ہاتھ پکڑ کر ماں کو گھسیٹا تھا۔۔

"ارے رُک۔۔رُک تو۔۔تیرا باپ مار ڈالے گا اور تیرا بھا۔۔"۔۔وہ ہانپتی ہوئی گاڑی میں چڑھی تھی۔۔

"بولنا۔۔آوارہ تھی۔۔بھاگ گئی۔۔اتنے سال صرف ابا کی وجہ سے اُسے برداشت کیا ہے۔۔ لیکن یہ بےحیا موقع ملتے ہی نجانے کس کے ساتھ بھاگ گئی"۔۔ نفرت میں ڈوبے زہر خند

لہجے نے اُسے گردن موڑنے پر مجبور کیا تھا۔۔ سُمی نے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھاما تھا۔۔
"سب آگئے ہیں۔۔بس جلدی جلدی چل یہاں سے، اماں مجھے الٹی آرہی ہے، ہئے اماں مجھے چکر آرہے ہیں"۔۔اُس لڑکی کے واویلہ مچانے پر سب ہی دوڑ کر سوزوکی کے پاس آئے تھے۔۔کچھ ہی منٹ میں سوزوکی آگے بڑھ گئی تھی۔۔سر جھٹک کر اُس نے ادھ جلی سگریٹ باہر پھینکی تھی۔۔پھر بجتا ہوا موبائل لے کر وہ گاڑی سے باہر نکلا تھا۔۔
سمندر کی لہریں روز کی طرح شور مچاتی آگے پیچھے ہوتیں رقص کرنے میں مصروف تھیں۔۔ سورج دُنیا کو الوداع کہتا سمندر میں ڈبکی لگانے لگا تھا۔۔آسمان پر نارنجی رنگ پھیلا ہوا تھا۔۔ اُسے بات کرتے دو تین منٹ ہوئے تھے جب سامنے سے کوئی لڑکی بدحواس سی بھاگتی ہوئی آرہی تھی۔۔
"اماں۔۔اماں۔۔ سُمی۔۔ کہاں ہو تم لوگ"۔۔وہ بے تحاشا پریشانی سے آوازیں دیتی اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔۔۔اُس کی توجہ خود بخود فون سے ہٹ گئی تھی۔۔
گلابی شلوار قمیض جو اپنا اصل رنگ کھو کر بدرنگ ہوچکے تھے، بدرنگ پیلا ڈوپٹہ جو اب سر سے اُتر کر کندھوں پر آگیا تھا۔۔پریشان حال بالوں کی لٹیں چہرے پر جھول رہی تھیں۔۔
"اماں۔۔پھپ۔۔پھی۔۔ سُمّی.. اللہ۔۔اماں"۔۔وہ تڑپ کر پُکارتی اُس کے پاس سے گُزرتی چلی گئی تھی، جب اُس کا ڈوپٹہ ہوا کے زور پر گاڑی کی نمبر پلیٹ سے اٹکتا وہیں گر گیا تھا۔۔لیکن اُسے ہوش ہی کہاں تھا۔۔وہ بلکل ساکت سا کھڑا اُس کا تڑپنا بلکنا دیکھ رہا تھا پھر جیسے اچانک

ہوش میں آتا اپنی گاڑی کے دروازے پر ہاتھ رکھا ہی تھا جب وہ اچانک اُس کے سامنے آئی تھی۔۔

"بات۔۔بات سُنیں۔۔آپ نے۔۔آپ نے میری اماں کو دیکھا۔۔اماں۔۔سُمی۔۔وہ ابھی۔۔ ابھی یہیں تھیں۔۔ہم حیدرآباد سے آئے تھے۔۔گھومنے۔۔"۔۔اُس نے نظر اُٹھا کر دیکھا تھا۔۔آنسوؤں سے تر چہرہ۔۔بکھرے بال۔۔ڈوپٹہ غائب۔۔ایک پاؤں میں چپل دوسرے میں ندارد تھی۔۔

"نہیں۔۔"۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں کہہ کر اُس نے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔۔

"وہ۔۔وہ یہیں۔۔یہیں ہماری سوزو۔۔سوزوکی کھڑی تھی۔۔کہاں گئے سب اللہ۔۔"۔۔وہ اُس کی طرف دیکھتی پھر آسمان کی طرف دیکھنے لگی تھی۔۔

"وہ تمہیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔۔اب ہٹو سامنے سے۔۔"۔۔بِلا ارادہ اُس کے مُنہ سے نکلا تھا لیکن پھر خود کو سنبھالتے ہوئے اُس نے اُسے سامنے سے ہٹنے کو کہا تھا۔۔اُس کی بات پر وہ بلکل پتھر ہوئی تھی، سامنے سے کیا ہٹتی۔۔

"چل۔۔چلے گئے۔۔لیک۔۔لیکن کہاں۔۔؟؟"۔۔اُسے سانس لینے میں دِقت پیش آئی تھی۔۔

"تمہاری بہن کے کہنے پر تمہاری ماں تمہیں چھوڑ کو چلی گئی ہے۔۔وہ لوگ چلے گئے ہیں۔۔ تمہاری سمجھ میں بات آرہی ہے۔۔؟؟ اب ہٹو سامنے سے"۔۔وہ انتہائی سفاکی سے کہتا کُھلے دروازے میں بیٹھنے کو تھا جب وہ ایک دم آگے بڑھتی اُس کے پاؤں پکڑ گئی تھی۔۔

"آپ کو اللہ کا واسطہ۔۔پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ۔۔۔مجھ۔۔مجھے بتائیں۔۔وہ۔۔وہ کہاں گئے ہیں۔۔مجھے تو میرے گھر۔۔کا راستہ بھی نہیں معلوم۔۔میں کہاں جاؤں گی"۔۔وہ اُس کے دونوں پیروں پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔وہ بُد کا تھا۔۔

"ہٹو۔۔اُٹھو یہاں سے۔۔تم پاگل تو نہیں ہو۔۔آئی ایم ناٹ یور پرسنل سیکریٹری (میں تمہارا ذاتی عہدے دار نہیں ہوں)۔۔میری طرف سے تم کہیں بھی جاؤ۔۔میرے پاؤں چھوڑو"۔۔اُس نے ایک جھٹکے سے اپنے پاؤں چھڑوائے تھے نیتجتاً وہ پیچھے زمین پر گری تھی۔۔پھر ایک دم اُٹھ کر اُس کے آگے اپنے ہاتھ جوڑ گئی تھی۔۔

"مجھ۔۔مجھے بتادیں۔۔اللہ۔۔اللہ کے لیے۔۔"۔۔وہ زندگی میں پہلی بار اپنے آگے کسی کو تڑپتا بلکتا دیکھ رہا تھا۔۔نجانے کہاں سے یہ مُصیبت گلے پڑگئی تھی۔۔اُسے اُس لڑکی کی دماغی حالت پر شک ہوا تھا ساتھ ہی اُس کا دماغ گھوما تھا۔۔

"تمہاری بہن تمہاری ماں سے کہہ رہی تھی کہ تم بھاگ گئی ہو کسی کے ساتھ۔۔اب میرا سر نہیں کھاؤ۔۔گو ٹو ہیل (جہنم میں جاؤ)"۔۔وہ غصّے سے دھاڑا تھا۔۔اُس کے سر پر آسمان گر پڑا تھا جیسے۔۔وہ پتھر کی ہوئی تھی۔۔رونا خود بخود بند ہوا تھا۔۔

"اماں۔۔تُو تو ہمیشہ کہتی تھی صرف سُمی ہی ابّا کی بیٹی ہے۔۔اب سچ میں صرف سُمی ہی ابّا کی بیٹی رہے گی۔۔"۔۔وہ خود کلامی کے انداز میں کہتی مُڑ کر بھاگنے لگی تھی۔۔وہ ہونہہ کہتا

بونٹ میں اٹکا اُس کا ڈوپٹہ دور پھینکتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔وہ انجان لڑکی اُس کا موڈ انتہائی خراب کرچکی تھی۔۔جونہی اُس نے گاڑی آگے بڑھائی بِلا ارداہ اُس کی نظر سمندر کی جانب اُٹھی تھیں۔۔

"ایڈیٹ۔۔!!"۔۔اُس کے مُنہ سے دھاڑ کی صورت میں لفظ نکلا تھا اور پاؤں بے اِختیار بریک پر پڑا تھا۔۔

....

"ہائے میں لُٹ گئی۔۔برباد ہوگئی۔۔میرا مُنہ کالا کر گئی۔۔ناگن کی اولاد"۔۔پروین اپنا سینہ پیٹ رہی تھی۔۔

"اری پروین۔۔جوان لڑکی ہے۔۔دیکھ تو لیتی اِدھر اُدھر۔۔ایسے ہی کوئی بھاگتا ہے کیا بیٹی کو چھوڑ کر"۔۔شاکرہ کو قرار نہیں آرہا تھا۔۔

"پھپھی۔۔توبہ توبہ۔۔اپنے عاشق کو پہلے ہی فون کر کے بلا لیا تھا اُس نے۔۔میں نے اتنا منع کیا۔۔لیکن میری ایک نہ سُنی، میں جب تک اماں کو بُلاتی وہ اُس لڑکے کے ساتھ اسکوٹر پر بیٹھ کر چلی گئی۔۔بس اتنا کہا کہ اماں میری شادی ایاز سے کروادے گی۔۔میں اِس لڑکے سے پیار کرتی ہوں"۔۔سُمی کے بولنے پر پروین نے اپنے گال پیٹے تھے۔۔

"تو تُو بتا تو دیتی ہمیں"۔۔شاکرہ نے اُسے ڈپٹا تھا۔۔

"ہائے پھپھی میں نے بتانا چاہا تھا لیکن اُس نے کہا خبردار جو تُو نے کسی کو بتایا، میرے عاشق

کے پاس پستول ہے، اُس نے دکھایا بھی پستول پھپھی میں نے تو اپنا دل پکڑ لیا، عافی ضرور غیرت کے نام پر اُس سے اُلجھتا لیکن پھپھی پستول دیکھ کر میں چُپ ہوگئی، آخر عافی کی زندگی کا سوال تھا"۔۔پروین بیٹی کی ایکٹنگ پر عش عش کر اُٹھی تھی۔

"تُو مجھے صرف اشارہ کرتی پستول کی ساری گولیاں اُس کمینے کے سینے پر نہ مارتا تو میرا نام بھی عارف نہیں تھا"۔۔وہ کف اُڑا رہا تھا۔۔

"ہائے۔۔بدبخت۔۔جنم جلی۔۔ہائے شاکرہ۔۔میں تیرے بھا کو کیا کہوں گی۔۔مار ڈالے گا مجھے، کہ میں نے اُس کی بے حیا بیٹی کے کرتوت پہلے ہی اُسے بتا کیوں نہ دیئے۔۔میری کوکھ سے جنم لیتی تو میری سُمی جیسی شریف بھی ہوتی ناں۔۔وہاں اوڑے پاڑے (اڑوس پڑوس) میں بھی اِس کے قصے مشہور ہونے لگے تھے۔۔دُنیا تو مجھے ہی الزام دے گی سوتیلی ماں جو ٹھہری۔۔ہائے منحوس ماری۔۔کچھ تو سوچا ہوتا۔۔"۔۔پروین نے جیسے تیسے مصنوعی آنسو بھی برآمد کر لیے تھے۔۔جن کو چُھپانے کے لیے اُس نے ڈوپٹہ مُنہ پر رکھ لیا تھا۔۔

"ایسی۔۔۔۔لگتی تو نہیں تھی، مجھے دھوکا دیا ہے اُس نے میرے ہاتھ لگے یہ۔۔۔۔میں اُس کے اور اُس کے عاشق کے ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا"۔۔ایاز مغلظات بکتا زخمی شیر بنا بیٹھا تھا۔۔

"پھر تو تُجھے لڑکیوں کی پہچان ہی نہیں ہے بیٹا۔۔بہت ہی سادہ ہے تیرا بیٹا شاکرہ۔۔اب میری سُمی کو ہی دیکھ لے۔۔دونوں کی پرورش میں نے کی تھی۔۔لیکن بس ساری بات خون کی ہوتی

ہے"۔۔پروین پہلی بات ایاز سے کہتیں اب شاکرہ کو شیشے میں اُتار رہی تھیں۔۔

....

کیا دُنیا اتنی ظالم بھی ہو سکتی تھی۔۔؟؟ وہ کہاں جائے گی۔۔اُسے تو پتا بھی معلوم نہیں تھا اور یہاں تو بات دوسرے شہر کی تھی۔۔وہ اِس وقت کراچی میں تھی۔۔

ماں اُسے جنم دیتے ہی مر چکی تھی جبکہ باپ کی زندگی میں پہلے ہی بیوی تھی اِس کی ماں اُس کے باپ کی دوسری بیوی اور مجبوری تھی۔۔پروین اِس کی سوتیلی ماں۔۔ سُمی اُس سے دو سال بڑی سوتیلی بہن۔۔فیاض اُس سے پانچ سال بڑا سوتیلا بھائی۔۔

اُس کی پھپھی اپنے بیٹے عارف اور بیٹی زاھدہ کے ساتھ سکھر سے آئی تھیں۔۔عارف اُس میں دلچسپی رکھتا تھا یہ بات ڈھکی چُھپی نہیں تھی۔۔اور سُمی عارف سے شادی کرنا چاہتی تھی۔۔

کاش وہ نہ آتی۔۔

اُس کے جسم کے کئی حصّوں پر جلنے اور نئے پرانے زخموں کے نشانات تھے۔۔جو اُس کی ماں اور بہن کے انعامات تھے۔۔اُس کی روح تک چھلنی تھی لیکن آج جو اُسے زخم ملا تھا وہ سب سے کڑا تھا۔۔اور اِس زخم کا واحد علاج موت تھا۔۔

اگر معجزاتی طور پر گھر چلی بھی جاتی تو وہ جانتی تھی وہ غیرت کے نام پر قتل کر دی جاتی۔۔

اب کچھ بھی نہیں بچا تھا اُس کے پاس۔۔

نہ گھر، نہ رشتے اور نہ ہی عزت۔۔

اُسے مر جانا چاہیئے۔۔

اُس کے قدم سمندر کی لہروں کے تعاقب میں آگے بڑھتے جارہے تھے۔۔

....

"آر یو میڈ۔۔!!!"

(پاگل ہو تم۔۔!!)

کوئی اُسے بازو سے پکڑتے ہوئے اُس کا رُخ اپنی طرف کرتا پوری قوت سے دھاڑا تھا۔۔وہ وہی تھا۔۔سمندر کے شور میں اُس کی بُلند آواز بھی قدرے دب گئی تھی۔۔اُس کا سر ربڑ کی گڑیا کی طرح اُس کے سینے سے ٹکرایا تھا۔۔اُس کے حواس جھنجھنا اُٹھے تھے۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔میں مر جاؤں تو اماں۔۔ سُمی سب کی زندگی میں سکون آجائے گا"۔۔ہوش میں آتے ہی اُس نے تڑپ کر اُس کی گرفت سے اپنا بازو چھُڑوانا چاہا تھا

"جنہیں تمہاری پروا بھی نہیں ہے۔۔جو تمہیں ایسے اکیلے چھوڑ کر چلے گئے ہیں اُن کے لیے تم اپنی جان دو گی۔۔"۔۔وہ اب اُس کے بازو پر اپنی گرفت سُخت کرتا پوچھ رہا تھا۔۔پانی کی لہروں میں اضافہ ہورہا تھا پر پرواہ کسے تھی۔۔دونوں ہی کی آنکھوں میں جنون سا تھا۔۔

"کہاں جاؤں گی میں۔۔مجھے میرے گھر کا راستہ بھی معلوم نہیں ہے۔۔عزت تو پہلے ہی دو کوڑی کی کرگئے ہیں وہ میری"۔۔وہ بھی بہتی آنکھوں سے چِلائی تھی۔۔

"تو اُن کی سزا تم خود کو دو گی ایسے۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کے بازو کو جھٹکا دے کر بولا۔۔اُسے

اُس لڑکی پر بے تحاشہ غصّہ آرہا تھا۔۔اُس کا دل کیا ایک تھپڑ مار کر اُسے پانی میں گُم کردے۔۔

"سزا۔۔!!!میں نے پوری زندگی بس اپنے پیدا ہونے کے جُرم کی سزا کاٹی ہے۔۔آپ امیر لوگوں کو کیا پتا دُکھ، تکلیفیں کیا ہوتی ہیں۔۔!!میرے پاس بس اب ایک ہی راستہ ہے موت کا۔۔اللہ کا واسطہ ہے چلے جاؤ یہاں سے۔۔یہ دُنیا مجھے جینے نہیں دیتی مجھے سکون سے مرنے تو دو"۔۔وہ اُس کے آگے اپنے دونوں ہاتھ جوڑتی وحشت ناک انداز میں چلائی تھی۔۔

"بہت شوق ہے ناں تمہیں مرنے کا۔۔جاؤ۔۔مرو۔۔!!"۔۔اُس نے بِنا سوچے سمجھے جارحانہ انداز میں اپنی کچھ لمحے پہلے والی خواہش پر عمل کرڈالا تھا۔۔اگلے ہی پل وہ سمندر کی ظالم لہروں کے حوالے تھی۔۔

....

وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر سر سے پاؤں تک بھیگی اپنے پیلے بدرنگ ڈوپٹے میں بمشکل خود کو چُھپائے رونے میں مصروف تھی، جبکہ وہ لب بھینچے ڈرائیونگ کے ساتھ ساتھ موبائل میں کسی ویمن ہاسٹل کی لوکیشن دیکھ رہا تھا۔۔

"تمہارا کوئی ریلیٹو (رشتہ دار) یہاں کراچی میں نہیں رہتا۔۔؟؟"۔۔اُس نے موبائل سے نظریں ہٹا کر سامنے سڑک پر دیکھتے ہوئے موڑ کاٹا تھا۔۔لہجے میں انتہائی بیزاری چھلک رہی تھی۔۔بیٹھے بٹھائے مُفت کی مُصیبت گلے پڑگئی تھی۔۔اُسے خود پر حیرت ہورہی تھی اتنا خدا

ترس تو وہ کبھی بھی نہیں رہا تھا۔۔نجانے اُس لڑکی کی شکل دیکھ کر اُسے ترس آیا تھا یا اُس کے اپنوں کی بے حسی پر غصّہ۔۔

"نن۔۔نہیں۔۔ہم تو حیدرآباد میں رہتے ہیں۔۔یہاں تو سمند۔۔سمندر دیکھنے۔۔"۔۔اپنی بےبسی پر وہ بات مکمل کیے بغیر پھر پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔اُس کا پارا چڑھا تھا۔۔

"اسٹاپ اپ۔۔!!"

(بند کرو۔۔!!)

"تمہیں رونے کے علاوہ کوئی کام نہیں آتا۔۔؟؟۔۔اب اگر تمہاری آواز بھی آئی ہے ناں تو یہیں اُتار دوں گا۔۔پھر میری طرف سے تم بھاڑ میں جانا۔۔

آئی ڈیم کیئر۔۔اِز دیٹ کلئیر ٹو یو۔۔؟؟"

(مجھے کوئی پرواہ نہیں۔۔میری بات تمہیں سمجھ آگئ ہے۔۔؟؟)

وہ ذرا سی گردن موڑ کر دھاڑا تھا۔۔اِس وقت اُسے کوئی بھی ویمن ہاسٹل نہیں مل رہا تھا۔۔جو تھے وہ ورکنگ ویمن ہاسٹل تھے اور اِس لڑکی کو دیکھ کر وہ اندازہ کرسکتا تھا کہ یہ نوکری نہیں کرسکے گی۔۔اُس کے غصّے سے وہ سہم کر فوراً سے چُپ ہوئی تھی۔۔

....

بڑی مُشکلوں سے اُسے ایک ہاسٹل ملا تھا۔۔اُسے اپنے ساتھ آنے کا کہہ کر وہ گاڑی سے اُترا تھا۔۔بڑی سے عمارت کو دیکھتے ہوئے وہ بھی اُس کے پیچھے اُتری تھی۔۔

اندر اطلاع کے بعد چوکیدار نے اُن کے لیے گیٹ وا کیا تھا۔۔وہ ڈری سہمی اُس کے پیچھے چل رہی تھی۔۔چوکیدار کی ایک ہی بے باک نگاہ اُس کے گیلے وجود کو تول گئی تھی۔۔وہ خود میں سمٹی تھی۔۔اُس کی آنکھوں سے چھلکتی خباثت سے اُس کے ریڑھ کی ہڈی تک میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی تھی۔۔

"آفس کہاں ہے۔۔؟؟"۔۔اُس نے پیچھے مڑ کر پوچھا تھا، لیکن اُسے اُس لڑکی کو بے باکی سے گھورتے دیکھ کر اُس نے اپنی مُٹھی بھینچی تھی۔۔وہ اپنا ڈوپٹہ ٹھیک کرتی نامحسوس طریقے سے اُس کے پہلو میں جاکر کھڑی ہوگئی تھی۔۔اُس کی آنکھوں سے نکلتے شعلوں کو دیکھ کر چوکیدار ہڑبڑا کر ہوش میں آیا تھا۔۔

"وہ صاحب۔۔وہاں۔۔سامنے ہے آفس۔۔میڈم کو اطلاع کردی گئی ہے"۔۔وہ اُس کے پہلو میں دیکھنے سے گُریز کرتا ادب سے بولنے کی کوشش کررہا تھا۔۔ویسے بھی یہاں کی میڈم کا حکم تھا کہ لمبی گاڑیوں میں آنے والی پُر اثر شخصیات کو ادب سے ڈیل کرنا ہے۔۔

اور اُس کی تو آنکھوں کے سرد تاثرات ہی مُقابل کو رعب کے گھیرے میں لے لیتے تھے۔۔

وہ اُسے اپنے ساتھ آنے کا کہہ کر آگے بڑھنے لگا۔۔

"ارے وہ دیکھ معصوم سی چڑیا"۔۔نسوانی آواز پر بے باک قہقہے دونوں کے کانوں سے ٹکرائے تھے۔۔اُس کا دل ڈوبا تھا۔۔وہ اِدھر اُدھر دھیان دیئے بغیر ناک کی سیدھ میں چلتا جارہا تھا۔۔

"آیئے آیئے"۔۔لگ بھگ پینتالیس چھیالیس سالہ خاتون، سر پر ڈوپٹہ لیے آفس کے باہر آئی تھی۔۔

"معاذ فاروق۔۔مجھے یہاں کی انچارج سے ملنا ہے"۔۔وہ اپنی بارعب آواز میں بولا تھا۔۔

نجانے کیوں اُس نے سر اُٹھا کر اپنے پہلو میں کھڑے شخص کو دیکھا تھا۔۔

"جی جی۔۔مجھے اطلاع مل چکی تھی۔۔میں ہی انچارج ہوں یہاں کی۔۔میڈم روزی۔۔آئیں اندر آئیں یہاں کیوں کھڑے ہیں"۔۔انتہائی شیریں لہجے میں کہتے ہوئے اُس نے ایک نظر اُس کے پہلو میں کھڑے نگینے کو دیکھ کر آفس کا دروازہ خود کھولا تھا۔۔اُس عورت کی بھی ایک بھرپور نظر نے اُسے خود میں سمیٹنے پر مجبور کردیا تھا۔۔

اُس نے اندر قدم بڑھائے تھے وہ بھی من من کے قدم اُٹھاتی اُس کے پیچھے آئی تھی۔۔عشاہ کی اذان ہوئے بھی آدھا گھنٹہ ہوچکا تھا۔۔پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے وہ اُسے اپنے ساتھ لیے لیے خوار ہورہا تھا، اُن دونوں کو نشست سنبھالنے کا کہہ کر وہ سامنے اپنی کُرسی کی طرف بڑھی تھی۔۔

"جی معاذ صاحب کہیئے کیا خدمت کرسکتی ہوں میں آپ کی"۔۔اُس نے نہایت نرمی سے ایک نظر اُسے دیکھ کر معاذ سے پوچھا تھا۔۔اُس کی بے چینی بڑھتی جارہی تھی۔۔وہ بے چین نگاہوں سے سارے کمرے کو دیکھ رہی تھی۔۔

"اوہ میں نے آپ سے چائے کا تو پوچھا ہی نہیں"۔۔انتہائی معذرت سے کہتے ہوئے میڈم

روزی نے فون کا ریسیور اُٹھایا تھا۔۔

"نو تھینکس۔۔مجھے ایک روم چاہیئے، لیکن میری شرائط پر۔۔"۔۔وہ ہاتھ اُٹھا کر اُسے روکتا اصل بات کی طرف آیا تھا۔۔وہ اب میڈم روزی کو ہر مہینے کرائے کی دستیابی اور اُس کے جاب نہ کرنے کی شرائط بتا رہا تھا۔۔وہ یک ٹک اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"جی جی۔۔آپ کی ساری شرائط پر روم اویلیبل (دستیاب) ہے۔۔نام بتائیں اِن کا۔۔؟؟"۔۔میڈم روزی کو صرف پیسوں سے مطلب تھا۔۔اُس نے فارم نکالتے ہوئے پوچھا۔۔یہاں پر بھی نوکری پیشہ خواتین کو رکھا جاتا تھا لیکن اُس کی شخصیت اور بھاری معاوضہ دیکھ کر میڈم روزی نے اُس کے لیے فوراً سے کمرے کا بندوبست کر دیا تھا۔۔

نام۔۔؟؟ نام تو وہ جانتا ہی نہیں تھا۔۔اُس نے سوالیہ نظروں سے اُس کی طرف دیکھا تھا۔۔

"را۔۔رابیل"۔۔ہکلاتے ہوئے اُس نے اپنا نام بتایا تھا۔۔

تبھی کوئی بغیر اجازت اندر آیا تھا۔۔

"میڈم آج میں جاؤں گی پارٹ۔۔"۔۔وہ بولتے بولتے اُن دونوں کو دیکھ کر چُپ ہوئی تھی۔۔ایک پل کو میڈم کے چہرے کا تبدیل ہوتا رنگ معاذ فاروق کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں رہ سکا تھا۔۔

"آپ کی نانی کی طبیعت ابھی تک ٹھیک نہیں ہوئی؟؟"۔۔وہ کچھ تنبیہی لہجے میں بولی تھی۔۔معاذ کی نظریں خود پر محسوس کرتی وہ خود کو سنبھالتی ہوئی معاذ کی جانب مُتوجہ ہوئی تھیں۔۔

"ہاسٹل رولز بہت اِسٹرکٹ (سخت) ہیں۔۔شام چھ بجے کے بعد کوئی باہر نہیں جاسکتا"۔۔وہ اپنے شیریں لہجے میں اُس سے مُخاطب تھی لیکن وہ جان چُکا تھا کہ میڈم روزی کا لہجہ اُس کا ساتھ نہیں دے پارہا۔۔میڈم روزی کو بھی اُس کی ذہانت بھری آنکھوں نے بہت کچھ باور کروادیا تھا۔۔

"جی میڈم۔۔ڈاکٹرز پُرامید نہیں ہیں مجھے جانا ہو گا۔۔آپ ڈرائیور اور نعیمہ سے کہیں میرے ساتھ چلیں"۔۔اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا تھا۔۔

"اوکے آپ جاکر ریڈی ہوں میں کہتی ہوں"۔۔وہ اُسے باہر جانے کا کہہ کر پھر اُس کی طرف مُتوجہ ہوئی تھی۔۔وہ جانے کے لیے کھڑا ہوا تھا نجانے کیوں رابیل کے دل نے چاہا وہ اُسے روک لے۔۔وہ بھی اُس کی تقلید میں کھڑی ہوگئی تھی۔۔

"بیٹا آپ بیٹھیں میں ابھی کسی کو بھیجتی ہوں آپ کو روم دکھا دیتا ہے۔۔اپنا گھر سمجھو اِسے اب"۔۔وہ پیار سے کہتی اُس کے سر پر ہاتھ پھیر کر معاذ کے ساتھ باہر نکل گئی تھیں۔۔ اُس کے جانے سے اُسے پروین اور سُمی کے چھوڑ جانے سے زیادہ خوف ہوا تھا۔۔ایک سہمی ہوئی نظر آفس پر ڈال کر وہ بھی باہر نکلی تھی۔۔

"اوکے معاذ صاحب آپ کی رشتہ دار اب محفوظ ہاتھوں میں ہے۔۔ان شاءاللہ آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔۔"۔۔میڈم روزی کے الوداعی کلمات کا جواب دیئے بغیر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا گیٹ کی طرف مُڑا تھا۔۔اُس کی آنکھوں میں نجانے کیوں معاذ فاروق کا عکس

دھندلایا تھا۔۔وہ جو اُسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی ایک دم چونکی تھی۔۔

"ارشد بچّی کو نورین والا روم دکھا دو۔۔"۔۔آنکھوں کی نمی کو اندر اتارتے ہوئے اُس نے ایک آخری نظر جاتے ہوئے معاذ فاروق پر ڈالی تھی۔۔دل پر منوں بوجھ لیے اُس نے قدم آگے بڑھائے تھے۔۔

....

"چھوڑوں گا نہیں میں اُس۔۔۔۔کو"۔۔پروین کو بیٹے کو سنبھالنا مُشکل ہوا تھا۔۔

"میری بیٹی ایسا نہیں کر سکتی"۔۔ نجیب اللہ بڑبڑاتا ہوا دیوار سے جالگا تھا۔۔

"ارے کیسے کیسے نہ قصے مشہور ہوئے تھے تیری بیٹی کے، تُجھے ہوا بھی لگنے دیتی تو تُو اگلا سانس بھی نہ لے پاتا"۔۔پروین نفرت سے بولی تھی۔۔

"میں گواہ ہوں ابا"۔۔ سُمی وقفے وقفے سے آگ میں تیل ڈالتی رہی تھی۔۔

حیرت انگیز طور پر اُس کا باپ بلکل چُپ ہوا تھا۔۔

....

"ارے یار مجھے کیا پتا تھا آفس میں کوئی بیٹھا ہے۔۔اب دیکھنا میری بیستی پکی۔۔"۔۔یہ اُسی لڑکی کی آواز تھی جو ابھی آفس میں آئی تھی۔۔

"میں تو میڈم کو رات کی پارٹی کا یاد کروانے گئی تھی۔۔کہ کہیں وہ اِس بار بھی اُس۔۔۔نعیمہ کو اجازت نہ دے دیں۔۔لیکن میڈم نے بھی میری مری ہوئی نانی کو بیمار کروادیا"۔۔بے ہنگم

قہقہہ۔۔اُس نے لب بھینچے تھے۔۔

"ویسے یار زبردست بندہ پھنسایا ہے اِس بار میڈم نے جتنا ہینڈسم خود ہے اُتنی ہی شاندار اُس کی گاڑی۔۔اور وہ معصوم سی چڑیا۔۔پتا نہیں میڈم کس طرح اُسے ٹریپ کریں گی۔۔آگے بھی کوئی معمولی بندہ نہیں ہے"۔۔دانت پر دانت جمائے وہ ایک دم رُک کر واپس مُڑا تھا۔۔

اُسے آتا دیکھ کر چوکیدار جو گیٹ کھولنے لگا تھا، اُسے یوں اچانک واپس پلٹتا دیکھ کر حیرت کا شکار ہوا تھا۔۔

"اُس لڑکی کو واپس لے آؤ"۔۔وہ سامنے سے آتے آدمی کو دیکھ کو بارعب انداز میں بولا تھا۔۔اُس کی آواز میں سختی اور غصّہ محسوس کرکے وہ سر ہلاتے ہوئے جانے کے لیے مُڑا تھا، لیکن تبھی میڈم روزی کو باہر آتے دیکھ کر وہ رُکا تھا۔۔

"کیا ہوا معاذ صاحب۔۔؟؟"۔۔اُس نے پریشانی سے پوچھا۔۔

"کیا کہا ہے میں نے تم سے۔۔اُسے لے کر آؤ فوراً۔۔!!"۔۔وہ غصّے سے چِلایا تھا۔۔

اُس کے تیور دیکھ کر میڈم روزی گڑبڑائی تھی۔۔

"معاذ صا۔۔"۔۔اُس نے ہاتھ اُٹھا کر اُسے کوئی بھی سوال کرنے سے روک دیا تھا۔۔جبھی وہ سامنے سے آتی دِکھائی دی تھی لیکن اُسے دیکھ کر اُس کے قدموں اور آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں میں تیزی آئی تھی۔۔

"چلو۔۔!!"۔۔رابیل کے قریب آنے پر وہ آگے بڑھ کر اُس کی کلائی پکڑتے ہوئے گیٹ کی

طرف بڑھا تھا۔۔

معاذ فاروق کوئی بیوقوف مرد نہیں تھا جہاندیدہ انسان تھا۔۔بندے کے چہرے سے پہچان لیتا تھا کون کتنا پانی میں ہے۔۔میڈم روزی ایک نظر میں ہی اُسے پہنچی ہوئی عورت لگی تھی لیکن اُسے کسی بھی طرح اِس گلے پڑی مُصیبت سے جان چھُڑوانی تھی۔۔اور اب نجانے کیوں وہ واپس آگیا تھا۔۔

وہ رونا دھونا بھول کر اُس کے ساتھ گھسٹتی ہوئی چلتی چلی جارہی تھی۔۔

"معاذ صاحب کچھ تو بتائیں۔۔کوئی غلطی ہوئی ہے کیا۔۔؟؟" میڈم روزی ہانپتی ہوئی اُس کے پیچھے پیچھے گیٹ پر آئی تھی اُسے پچھلی سیٹ پر تقریباً دھکا دے کر اُس نے دروازہ زور سے بند کیا تھا۔۔

"اِس ہاسٹل کی آڑ میں جو دھندا تم کررہی ہو وہ میں تمہیں دیکھ کر ہی جان چُکا تھا۔۔"۔۔ ایک پل کو رُک کر اُس نے میڈم روزی کو آئینہ دکھایا تھا پھر ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا تھا۔۔

اُس کے جارحانہ انداز دیکھ کر میڈم روزی جلدی سے پیچھے ہوئی تھی ورنہ یقیناً وہ گاری اُس پر چڑھا ہی دیتا۔۔اُس کی بات کا مطلب جان کر وہ لبوں پر ہاتھ رکھتی اپنی سسکیاں روکنے لگی تھی۔۔

....

"ہاں یار کہاں ہے تُو۔۔؟؟۔۔اوہ۔۔!تو کتنے دن بعد آئے گا۔۔؟؟۔۔نہیں نہیں بس ایک مُصیبت کو گلے لگا بیٹھا ہوں۔۔نہیں نہیں پریشانی کی بات نہیں میں ہینڈل کرلوں گا۔۔ اوکے۔۔بائے"۔۔فون کاٹ کر اُس نے فرنٹ سیٹ پر پھینکا تھا۔۔پھر گاڑی کو سڑک کے کنارے لاکر روکا تھا۔۔

"مُصیبت۔۔؟؟"۔۔رابیل کے دل نے وہی اذیت محسوس کی تھی، جو پروین کی باتوں سے وہ ساری زندگی سہتی آئی تھی۔۔باہر چھائے اندھیرے کو دیکھ کر ایک پل کو اُس کا دل ڈوبا تھا۔۔

ہاں مُصیبت ایک بوجھ ہی تو تھی وہ دُنیا کے لیے۔۔سُنسان سڑک، اجنبی مرد۔۔میڈم روزی۔۔زندگی میں یہ موڑ بھی آئے گا اُس نے اپنی بیس سالہ زندگی میں کبھی تصّور بھی نہیں کیا تھا۔۔

وہ ارزاں تھی۔۔رب نے اُسے بیکار، لوگوں کے لیے بوجھ، باعثِ نفرت پیدا کیا تھا۔۔اگلے ہی لمحے کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر وہ گاڑی کا دروازہ کھولتی باہر نکل کر آگے کی طرف بھاگی تھی۔۔وہ جو سگریٹ سلگانے میں مصروف تھا اِس اچانک افتاد پر ایک دم الرٹ ہوتا اُس کے پیچھے گاڑی سے باہر نکلا تھا۔۔وہ انتہا سے زیادہ اُس کا ضبط آزما چکی تھی۔۔

تیز قدموں سے بھاگتے ہوئے معاذ نے اُسے جالیا تھا اُس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی آؤ دیکھا نہ تاؤ معاذ نے اُس کے گال پر ایک رکھ کر تھپڑ دے مارا تھا۔۔وہ دھان پان سے لڑکی بھاری

مردانہ ہاتھ نہ سہتے ہوئے دور جاکر زمین پر گری تھی۔۔

"ڈو یو تھنک آئی ایم آ فول۔۔؟؟"

(تمہیں لگتا ہے میں پاگل ہوں۔۔؟؟)

دو چار اور انگریزی میں مُہذب گالیوں سے خود کو نوازتے ہوئے وہ اُس پر برس رہا تھا۔۔وہ زمین پر گری تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی۔۔یہ تکلیف تھپڑ کی نہیں اپنی ناقدری پر تھی۔۔ تبھی بادلوں نے بھی زور سے گرجتے ہوئے اُس کے دُکھ پر ماتم کا علان کیا تھا۔۔وہ جو بادلوں کے برسنے اور گرجنے پر مرنے لگتی تھی آج بےخوف سڑک پر پڑی اپنے نصیبوں کو رو رہی تھی۔۔

وہ ہونٹ بھینچے کچھ قدم دور کھڑا اُسے گھورنے میں مصروف تھا۔۔جب اچانک وہ اُٹھی تھی۔۔اُس کی اگلی حرکت پر وہ ایک لمحے کے لیے ششدر رہ گیا تھا۔۔

اُس نے اپنے گرد لپٹا وہ پیلا بدرنگ گیلا ڈوپٹہ اُتار کر اُس کے پیروں پر رکھا تھا۔۔

"مجھ۔۔مجھ سے نکاح کرلیں۔۔میں آ۔۔آپ کے سارے کام کردوں گی۔۔ جھاڑو پونچا۔۔ مجھ۔۔مجھے سب کام آتے ہیں۔۔مجھے۔۔اپنی زندگی میں نہیں، اپنے گھر میں تھوڑی سی جگہ دے دیں۔۔ساری زندگی کچھ نہیں مانگوں گی۔۔اپ کو اللہ۔۔اللہ کا واسطہ۔۔نوکرانی بن کر آپ کی بیوی بچوں کی خدمت۔۔"

"جسٹ شٹ یور ماؤتھ۔۔!!"

(اپنا مُنہ بند کرو۔۔!!)

اِس سے پہلے کہ وہ جُملہ پورا کرتی معاذ اُس کے دونوں بازوؤں کو اپنی بے رحم گرفت میں جکڑتے ہوئے کھڑا کر کے دھاڑا تھا۔۔

"کیا جانتی ہو تم میرے بارے میں۔۔؟؟۔۔ہاں بولو۔۔؟؟"۔۔اپنے بے حد قریب اُس کی آنکھوں سے نکلتے شُعلے ایک پل کو رابیل کو خوف میں مُبتلا کر گئے تھے۔۔لیکن اگلے ہی پل زندگی کا چند ہی گھنٹوں میں آنے والا بھیانک روپ پھر سے اُس کے سامنے آیا تھا۔۔

بازوؤں میں ہوتا درد، اُس کا غصّہ، قُربت وہ سب بھولی تھی۔۔

"کیوں بچایا پھر مجھے۔۔؟؟ کیوں لائے پھر مجھے وہاں سے۔۔؟؟۔۔وہ گندے لوگ تھے ناں۔۔ مرجاتی میں پنکھے سے لٹک کر"۔۔وہ چِلا کر بولتی روپڑی تھی۔۔معاذ کی گرفت ڈھیلی ہوئی تھی۔۔اِن سوالوں کے جواب تو اُس کے پاس بھی نہیں تھے۔۔

"کیونکہ اب مجھے مرنا ہی ہے۔۔کوئی نہیں ہے میرا اور یہ گندی دُنیا۔۔"۔۔اب کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اُس کے ہاتھوں کی ڈھیلی گرفت سے نکلتی نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔وہ کچھ بھی کہے بغیر ساکت کھڑا اُسے اپنے قدموں میں بلکتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔

"مجھ سے میرے لیے۔۔میرے لیے نکاح کرلیں۔۔قیامت کے دن میں اپنی ساری نیکیاں آپ کو دے دوں گی۔۔آپ کو اللہ کا واسطہ۔۔یا تو مجھے مرنے دیں۔۔یہ دُنیا بہت بُری ہے۔۔آپ کسی کو نہیں بتائیے گا۔۔بس مجھے اپنا نام دے کر اپنے گھر میں نوکرانی رکھ

لیں۔۔"۔۔اُس نے روتے روتے اپنا چہرہ اُس کے جوتوں پر جیسے ہی رکھا تھا وہ کرنٹ کھاتا ہوا پیچھے ہوا تھا۔۔

"دیکھو تم میرے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی ہو۔۔میرے ساتھ زندگی آسان نہیں ہے۔۔ تھک جاؤ گی۔۔میں۔۔"۔۔اُس کے پاس ہی اکڑوں بیٹھا نجانے کیوں وہ ایک دم نرم پڑا تھا۔۔

"آپ کیا ہیں کیسے ہیں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔میرے لیے آپ میرے محسن ہیں۔۔مجھے بس اپنا نام دے دیں میں ساری زندگی آپ کی مقروض رہوں گی۔۔"۔۔رابیل نے اُس کے آگے اپنے دونوں ہاتھ جوڑے تھے۔۔چند ثانیے اُسے دیکھتے رہنے کے بعد وہ ایک دم کھڑا ہوا تھا۔۔

"چلو۔۔فِلحال میں تمہیں اپنے ایک دوست کے گھر چھوڑ آتا ہوں۔۔اُس کی فیملی ہے۔۔کچھ دِنوں میں تمہارے گھر کا پتا۔۔"۔۔

"آپ جائیں"۔۔وہ گاڑی کی طرف بڑھنے لگا تھا جب اُس کی آواز پر رُک کر پلٹا تھا۔۔

"میں اللہ سے آپ کے لیے دُعا کروں گی بہت ساری۔۔آپ میرے مُحسن ہیں۔۔آپ کا بہت بہت شُکریہ۔۔اب میں جانوں اور میری قسمت۔۔آپ جائیں۔۔"۔۔وہ زمین پر گرا ڈوپٹہ اُٹھا کر سر پر اوڑھتی آنسو صاف کرکے اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

وہ خشمگین نگاہوں سے سامنے کھڑی لڑکی کو گھور رہا تھا جو نجانے کب سے اُس کا ضبط آزمانے میں لگی ہوئی تھی۔۔

....

گھر آتے آتے اُسے گیارہ بج گئے تھے، وہ سیدھا بُوا کے کمرے میں گیا تھا۔۔وہ سو رہی تھیں۔۔چوکیدار نے بتایا اُن کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی۔۔وہ چند لمحے اُنہیں دیکھتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

اُس کا سر درد کر رہا تھا، چینج کرنے کے بعد وہ سگریٹ ہاتھ میں لیے جیسے ہی بیڈ پر نیم دراز ہوا، کسی کا روتا سراپا چھم سے اُس کی نظروں کے سامنے آیا تھا۔۔

"یہ میرے دوست کا گھر ہے، تم یہاں محفوظ رہو گی، میں کوشش کرتا ہوں تمہارے علاقے میں تمہارے باپ بھائی کے نام سے تمہارا ایڈریس ڈھونڈنے کی، تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، تمہارے باپ بھائی کو میں یقین دلاؤں گا، وہ ضرور میری بات پر یقین کریں گے"۔۔وہ اُسے تسلی دیتا اپنے دوست کے گھر چھوڑ آیا تھا۔۔فیصل اُس کا کاروباری دوست تھا۔۔

وہ خود کو قسمت کے دھارے پر چھوڑتی چُپ چاپ اُسے سُنتی رہی تھی۔۔

اُس نے اتنا کیا تھا یہ بھی بہت تھا۔۔اب اُس کی قسمت اُسے جہاں لے جائے اُس نے سر جُھکا دیا تھا۔۔

"تم پریشان نہیں ہونا۔۔کل نہیں کل مجھے کچھ کام ہے، میں پرسوں جاؤں گا حیدرآباد"۔۔وہ نجانے کیوں اُس کی بھیگی التجائی آنکھوں سے نظریں چُراتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔

فیصل کی بیوی نے آج کی رات اُسے بچّوں کے کمرے میں جگہ دے دی تھی۔۔

....

بیڈ پر فیصل کے بچّے سو رہے تھے نیچے وہ گدا بچھائے تکیے میں مُنہ دیئے اپنی سسکیوں پر قابو پا رہی تھی۔۔اُسے اپنی پچھلی زندگی یاد آ رہی تھی۔۔اپنا گھر۔۔

وہ گھر جس نے اُسے بیس سال پناہ تو دی تھی لیکن مُحبت و شفقت سے ہمیشہ محروم رکھا تھا۔۔

"اب۔۔با"۔۔اُس کے لب پھپھڑائے تھے۔۔اُسے اپنے باپ سے مُحبت تھی۔۔جس نے آج تک اُسے کبھی پروین اور سُمی کے عتاب سے نہیں بچایا تھا۔۔پھر بھی اُسے لگتا تھا یہ وجود اُس کا اپنا ہے۔۔اُسے پورے گھر میں ایک تو اپنے باپ سے مُحبت تھی دوسرے اپنی مُرغیوں سے۔۔ساری رات آگے کا سوچ سوچ کر وہ گُھٹ گُھٹ کر روتی رہی تھی۔۔

....

"بُوا کیوں اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی اذیت میں ڈال رہی ہیں"۔۔صبح صبح وہ ڈاکٹر کو لے آیا تھا، ڈاکٹر کا وہی کہنا تھا اِنہیں پریشانی سے دور رکھیں۔۔

"ہم مجبور ہیں میاں۔۔ہم تمہیں ہنستا بستا دیکھنا چاہتے ہیں"۔۔ابھی بھی اُس کے چہرے پر تکلیف دیکھ کر اُنہوں نے تکلیف سے آنکھیں موندی تھیں۔۔دائیں بائیں آنکھوں کے کونوں سے نکلتے آنسو تکیے میں جذب ہوئے تھے، وہ کچھ لمحے لب بھینچے اُنہیں دیکھتا رہا تھا۔۔

"آپ مجبور ہیں تو میں آپ سے زیادہ مجبور ہوں، مجھے معاف کر دیں"۔۔وہ اپنی مخصوص

بے نیازی سے کہتا کمرے سے تو کیا گھر سے ہی نکل گیا تھا۔۔

"یا اللہ ہمیں اپنے بچّے کی خوشیاں دیکھنا نصیب فرما"۔۔اُن کا دل رویا تھا۔۔

....

"یار میں بہت شرمندہ۔۔"۔۔فیصل سر جُھکائے کھڑا تھا۔۔اُسے آفس میں فیصل کی کال آئی تھی، اُسے کچھ بھی بتائے بغیر اُس نے اُسے جلدی گھر آنے کو کہا تھا، لیکن یہاں آکر اُس کا دماغ بھک سے اُڑا تھا۔۔

"تم کیوں شرمندہ ہو، شرم سے ڈوب تو اِس بےحیا کو چاہیئے، غضب خدا کا ایک ہی دن میں میرے بھائی کے کمرے میں پہنچ گئی"۔۔فیصل کی بیوی کی بات پر معاذ فاروق نے دانت پر دانت رکھے اُس کے حال سے بےحال بکھرے وجود کو دیکھا تھا۔۔جو کانوں پر ہاتھ رکھے نفی میں سر ہلا رہی تھی، آنکھوں سے اشک بہہ رہے تھے۔۔اب تو وہ بھی اُس پر یقین نہیں کرے گا، اِس بار تو اُس کے پاس کوئی گواہ بھی نہیں تھا۔۔

"مجھے تو حیرت ہورہی ہے معاذ بھائی آپ پر، یہ کیسے گھٹیا لوگوں سے جان پہچان بنا بیٹھے ہیں آپ۔۔ایسی لڑکیاں جو مردوں کو اپنے حُسن کے جلوے۔۔"۔۔رابیل کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اُس میں سما جائے۔۔اتنا گھٹیا الزام۔۔

معاذ فاروق کے ضبط کی طنابیں چھوٹی تھیں۔۔

"بس۔۔!!"۔۔اُس کی دھاڑ پر ایک دم خاموشی چھائی تھی، ایک پل کو تو وہ بھی رونا دھونا

بھول کر اُسے دیکھے گئی تھی۔۔

"فیصل، میں بھابھی کی بہت عزت کرتا ہوں، اِس سے پہلے کہ میں اِن سے گُستاخی کر بیٹھوں، اِنہیں بولو خاموش ہوجائیں"... وہ بہت مُشکل سے خود پر ضبط کیے ہوئے تھا۔۔

"تم اب ایک لفظ نہیں بولو گی۔۔"۔۔فیصل کی بیوی ایک بار پھر اُس کی بات کاٹ گئی تھی۔۔

"واہ، میں خاموش ہوجاؤں۔۔میرے ہی گھر میں میرے بھائی کی عزت پر۔۔"۔۔

"بکواس بند کرو اپنی بدتمیز عورت۔۔!!"۔۔اب کی بار دھاڑنے کی باری فیصل کی تھی۔۔

دونوں ہاتھ مُنہ پر رکھتے ہوئے اُس نے مرجانے کی دُعا کی تھی۔۔وہ گھٹ گھٹ کر روتی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔

"تمہارے بھائی کے جو کرتوت ہیں وہ سارا زمانہ جانتا ہے"۔۔اب کی بار شوہر کے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ وہ ایک دم خاموش ہوئی تھی۔۔فیصل شرمندگی سے آگے بڑھا تھا۔۔وہ ذلت کے احساس سے سُرخ ہوتی اندر گھر کی جانب پلٹ گئی تھی، جاتے جاتے اُسے حقارت بھری نظروں سے نواز کر گئی تھی۔۔

"یار۔۔مجھے معاف کردو۔۔تم۔۔تم اِنہیں لے جاؤ یہاں سے، میں تمہارے سامنے سر اُٹھانے کے لائق نہیں رہا"۔۔وہ مارے ندامت معاذ کے سامنے آنکھ نہیں اُٹھا پارہا تھا۔۔وہ اُسے نظرانداز کیے رابیل کی طرف بڑھا تھا،

"چلو۔۔اُٹھو"۔۔اُسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کرتا وہ بلکل سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔وہ اُسے

ویسے ہی بازو سے پکڑتا باہر گاڑی تک لایا تھا۔۔

"معاذ۔۔میں۔۔"۔۔فیصل اُس کے پیچھے پیچھے آیا تھا۔۔اُس نے پیچھے کا دروازہ کھول کر رابیل کو اندر دھکا دیا تھا۔۔

"اپنی گاڑی میں میرے پیچھے آؤ"۔۔وہ فیصل کو حکم صادر کرتا گاڑی میں جابیٹھا تھا۔۔فیصل چوکیدار کو گیٹ کھولنے کا کہہ کر اندر کی جانب بڑھا تھا۔۔وہ معاذ جیسے مُخلص دوست کو ہرگز ناراض نہیں کرسکتا تھا اور وہ اپنے اوباش فطرت سالے کو بھی جانتا تھا۔۔وہ جلدی سے گاڑی اُس کے پیچھے دوڑانے لگا تھا، جو نجانے کیا کرنے کی ٹھان بیٹھا تھا۔۔

....

"بُوا۔۔بُوا"۔۔وہ لاؤنج میں کھڑا چِلا رہا تھا۔۔رات کے ساڑھے گیارہ بجے اُس کے شور پر بُوا جو ابھی لیٹی ہی تھیں، پریشان سی باہر آئی تھیں۔۔وہ جو شاذو نادر ہی اُن سے بات کرتا تھا آج چِلا رہا تھا، وہ بھی اِس وقت۔۔

بُوا کی طبعیت اب ٹھیک تھی۔

"اللہ خیر معاذ میاں۔۔کیا ہوا ہے خیریت تو ہے ناں۔۔؟؟"۔۔وہ سینے پر ہاتھ رکھتی دریافت کررہی تھیں لیکن اُسے اپنے سامنے صحیح سلامت دیکھ کر دل ہی دل میں اُنہوں نے شُکر کا کلمہ پڑھا تھا۔۔

"یہ لیں سنبھالیں اِسے۔۔اُمید ہے اب آپ کے سارے گِلے شِکوے دور ہوجائیں گے"۔۔وہ

جیب سے اپنا موبائل نکالتا بولا۔۔

"معاذ میاں۔۔کیا لے آئے ہو۔۔؟؟"۔۔اُنہوں نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھا تھا۔۔اُنہوں نے تو اُسے کچھ بھی لانے کو نہیں کہا تھا۔۔شاید نیند کا اثر تھا اُنہیں اُس کی بات بلکل سمجھ میں نہیں آئی تھی۔۔

"یہ۔۔"۔۔معاذ نے اپنے دائیں جانب دیکھا پھر گردن کو اور موڑ کر وہ تھوڑا بائیں جانب ہوا تھا۔۔

وہ جو ایسے بول رہا تھا جیسے کوئی سبزی پھل لے آیا ہو۔۔بُوا کی آنکھیں حیرت سے باہر اُبلنے کو تھیں۔۔۔سبزی پھل نہیں بلکہ اپنے پیچھے چُھپی ایک جیتی جاگتی لڑکی کا ہاتھ پکڑے اُس نے اُن کے سامنے کیا تھا۔۔

"یہ۔۔یہ کون ہے میاں۔۔؟؟"۔۔وہ ناک پر ہاتھ رکھے حیرت سے پیلے ڈوپٹے میں چُھپی مخلوق کو دیکھتی پوچھ رہی تھیں۔۔

"یہ آپ کی بہو۔۔اب کرتی رہیں اپنے ارمان پورے۔۔میں تو چلا سونے"۔۔وہ بڑے آرام سے اُن کے سر پر بم پھوڑتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔بُوا اپنا چکراتا سر سنبھالتی اُس کی طرف پلٹی تھیں۔۔

"اۓ ہئے میاں۔۔ہوش میں تو ہو تم۔۔کون ہے یہ۔۔؟؟"۔۔ضرور اُنہیں سُننے میں غلطی ہوئی ہے۔۔

"آپ کو بہو چاہیئے تھی ناں۔۔لے آیا ہوں میں۔۔اب بیماری ویماری سب ختم کریں۔۔گُڈ نائٹ"۔۔رُکے بغیر کہہ کر وہ سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔۔

کہاں وہ دو سالوں سے لڑکیوں کے نام سے الرجک تھا اور اب وہ ہاتھ پکڑ کر بیوی ہی گھر لے آیا تھا۔۔

"ائے میاں اتنے سے تھے تم۔۔اب ماشاء اللہ اپنے قد سے بھی لمبا کر دیا ہم نے تمہیں، پر ہمیں تمہاری سمجھ نہیں آئی، اب آدھی رات کو بیوی لے آئے۔۔"۔۔وہ زمین سے کچھ اونچا ہاتھ کو لے کر اُسی ہاتھ کو اپنے سر سے اوپر کرکے بولتیں اُس کی طرف بڑھی تھیں۔۔وہ مارے خوف کے دو تین قدم پیچھے ہوئی تھیں۔۔

"ارے بٹیا تم کیوں ڈر رہی ہو۔۔تمہارے شوہر کی بُوا ہیں ہم۔۔تمہاری بھی بُوا ہی ہوئے ناں۔۔"۔۔وہ اُسے اپنے بازو کے حصار میں لیے مُحبت سے بولی تھیں۔۔رابیل کے دل کی دھڑکن ابھی بھی معمول پر نہیں آئی تھی۔۔

"اے لو کتنا باولا ہے۔۔بیوی کو ہمارے پاس چھوڑ کر خود اپنے کمرے میں چلا گیا سونے۔۔آؤ تمہیں چھوڑ آئیں تمہارے شوہر کے پاس"۔۔وہ اُسے لیے آگے بڑھی تھیں جب وہ بُدک کر پیچھے ہوئی تھی۔۔

"نن۔۔نہیں۔۔میں۔۔آ۔۔آپ کے پاس سو جاؤں۔۔؟؟"۔۔اُس کے چہرے پر واضح خوف تھا۔۔

"لو یہ تو بیوی بھی انوکھی ہی لایا ہے۔۔آجاؤ بٹیا۔۔ہمارے پاس ہی سو جاؤ۔۔آجاؤ"۔۔وہ ڈری سہمی اُن کے ساتھ اُن کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔

....

"معاذ میاں کے باپ کی بُوا ہیں ہم۔۔اُس کے دادا کی بہن۔۔اُس کی ماں بھی ہمارے سامنے بیاہ کر آئی تھی"۔۔وہ ناشتہ بنانے کے ساتھ ساتھ اُسے معاذ فاروق کے بارے میں بھی بتا رہی تھیں۔۔جو کہ بُوا کے بقول صبح ساڑھے آٹھ بجے آفس کے لیے نکل جاتا تھا اور واپسی اکثر دیر سے ہوتی تھی۔۔ایک دو بار اُس نے ناشتہ بنانے کی پیشکش کی تھی جِسے وہ تم نئی دُلہن ہو کہہ کر رد کر چکی تھیں۔۔

معاذ کی ماں کا انتقال اُس کے بچپن میں اور باپ ابھی پانچ سال پہلے گزر چکا تھا اب بُوا کے سوا اُس کا کوئی نہیں تھا۔۔اور بُوا۔۔جو جوانی میں ہی بیوگی کا ستم سہہ چکی تھیں اُن کا بھی معاذ کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔۔

اُس کے چہرے اور حلیے سے وہ کل رات ہی جان گئی تھیں کہ وہ معاذ کی کلاس کی نہیں ہے اُن کے ایک بار پوچھنے پر وہ اپنا دل اُن کے سامنے کھولتی تڑپ کر رو دی تھی۔۔

"بس بٹیا۔۔وہ رب جب سب کچھ لے بھی لیتا ہے ناں تو کبھی کبھی اُس کے وزن سے بھی زیادہ کوئی ایک چیز عطا بھی کر دیتا ہے۔۔معاذ بچّہ بہت ہی پیارا، نیک، شریف النفس ہے۔۔ تمہیں بہت خوش رکھے گا۔۔بس مزاج کا تھوڑا تیز ہے"۔۔بُوا کی آخری بات پر بے اختیار

اُس کا ہاتھ اپنے چہرے پر گیا تھا۔۔اُس کے مزاج کا اندازہ تو اُسے پرسوں ہو ہی چُکا تھا۔۔وہ بُوا کو کیا بتاتی کے اُن کا تھوڑا تیز مزاج کا بیٹا نہ صرف اُسے سمندر میں پھینک چُکا تھا بلکہ ایک زناٹے دار تھپڑ بھی مار چکا تھا۔۔اُس کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ دیکھ کر بُوا نے اُسے پھر سے گلے لگایا تھا۔۔

"پریشان کیوں ہوتی ہو بٹیا۔۔ہم ہیں ناں۔۔تم سمجھ جاؤ گی اُسے دھیرے دھیرے"۔۔وہ اُسے معاذ کے بارے میں چھوٹی چھوٹی باتیں بتانے لگی تھیں۔۔

اُسے وہ اچھی لگی تھیں۔۔عمر تقریباً پینسٹھ سال۔۔سفید غرارے میں سر پر ڈوپٹہ لیے اُسے وہ پُرانے زمانے کی شہزادی لگی تھیں۔۔اور یہ بات وہ اُن سے کہہ بیٹھی تھی۔۔

"ارے بٹیا ہمارے اماں باوا ہندستان سے آئے تھے۔۔بچپن سے یہی پہناوا رہا ہے ہمارا۔۔اور لو یہ کیا بات کہی تم نے۔۔شہزادی کوئی ہم جیسی بوڑھی ہوتی ہے کیا۔۔شہزادی تو ہمارے معاذ کی دلہن ہے"۔۔وہ اُس کی بلائیں لینے لگیں۔۔

"رُکو ہم ذرا چوکیدار کو چائے دے آئیں۔۔بچارہ کب سے انتظار میں بیٹھا ہوگا"۔۔وہ اُسے لامتناہی سوچوں میں چھوڑ کر کپ پکڑے باہر چلی گئی تھیں۔۔

اُن کی بات پر بجائے خوش ہونے کے اُس کے دل کو اُداسی نے گھیرا تھا۔۔

"شہزادی ایسی ہوتی ہے کیا بُوا۔۔؟؟"۔۔اپنے دونوں کورے ہاتھوں کو دیکھتی وہ بڑبڑائی تھی۔۔

"میری بات غور سے سُنو۔۔میں تم سے نکاح کرنے کو تیار ہوں۔۔لیکن ایک بار پھر سوچ لو۔۔میرے ساتھ زندگی گزارنا آسان نہیں ہے۔۔
مجھ سے کبھی بیوی ہونے کا حق نہیں مانگنا،
ہوسکتا ہے آگے چل کر تمہیں پچھتانا پڑے"۔۔وہ نکاح سے پہلے اُسے سوچنے کا موقع دے چُکا تھا۔۔لیکن رابیل کے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔۔
اِن دو دِنوں میں کیا سے کیا ہو گیا تھا۔۔
وہ خون کے رشتوں کے ہاتھوں دربدر ہوئی تھی، اور پھر اِن دو دِنوں میں اُسے سمجھ آگئی تھی کہ یہ دُنیا عورت ذات کے لیے ایک جنگل کی مانند ہے، وہ تو اپنے باپ کے گھر میں عارف کی بےباکیوں سے پریشان تھی اب تو وہ جیسے بھیڑیوں کے بیچ آگئی تھی، ایسے میں معاذ فاروق کا نکاح کے لیے مان جانا ہی اُس کے لیے کافی تھا۔۔
حلانکہ کل جو کچھ بھی ہوا تھا وہ اُس کے لیے کسی قیامت سے کم نہیں تھا، فیصل کی بیوی کا بھائی جو آج کل یہیں رہتا تھا، اُس نے اُسے چائے بنانے کو کہا تھا، گھر میں کوئی نہیں تھا، بظاہر تمیز سے 'آپ چائے وہ سامنے والے کمرے میں رکھ دیں میرا دوست کھڑا ہے گیٹ پر' کہتا وہ لاؤنج سے باہر چلا گیا تھا، لیکن اُس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اگلے لمحے وہ کمرے میں آتا دروازے کو لاک لگا گیا تھا، شومئ قسمت اُسی وقت فیصل نے اپنی بیوی بچوں کے ساتھ گھر میں قدم رکھا تھا، رابیل کے شور مچانے پر فیصل بھاگتا ہوا کمرے کی طرف بڑھا

تھا۔۔شوہر کے سامنے بھائی کی عزت کو بچانے کے لیے اُس مکار عورت نے سارا الزام اُس پر رکھا تھا۔۔

اُس پر تو آسمان ہی ٹوٹ پڑا تھا، اگر فیصل نہ آتا تو، لیکن پھر فیصل کو معاذ فاروق کو فون کرتے دیکھ کر وہ لرز گئی تھی، کیا وہ اُس پر یقین کرے گا۔۔؟

لیکن۔۔تقدیر جو سوچتی ہے وہ ہمارے وہم و گماں میں بھی نہیں ہوتا اور وہ کر گُزرتی ہے، ساری زندگی اپنے ہی باپ کے گھر طعنوں تشنوں میں رہنے والی رابی، کل تک ماری ماری پھرنے والی رابی، آج رابیل معاذ بنی بیٹھی تھی۔۔

ویسے بھی اُسے یقین تھا یہ شخص اُسے اپنے گھر اور زندگی میں ایک نوکرانی سے زیادہ اہمیت دینے والا نہیں تھا۔۔اُسے یہ بھی یقین تھا کہ وہ معاذ فاروق کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں لائے گی۔۔اُس کا ہونا نہ ہونا معاذ فاروق کے لیے برابر ہو گا اِس لیے وہ اِس نکاح سے مُطمئن تھی۔۔کم از کم عزت سے رہنے کے لیے گھر کی چھت تو نصیب ہو گی ناں۔۔اُسے فِلحال زندگی سے اور کچھ درکار بھی نہیں تھا۔۔پھر بھی نجانے کیوں دل اُداس ہونے لگا تھا۔۔شاید بُوا کی باتوں کی وجہ سے۔۔

اُس کی آنکھوں سے نکلتے اشک اُس کے سامنے پھیلے اپنے ہی کورے ہاتھوں کو بھگوتے چلے گئے تھے۔۔

....

ایسے کیسے وہ کسی کو سڑک سے اُٹھا کر نکاح کر سکتا ہے۔۔؟؟

کون ہے وہ لڑکی۔۔کس خاندان کی ہے۔۔اُسے تو کچھ بھی نہیں معلوم اور وہ اُس سے نکاح کر کے اپنے گھر تو کیا اپنی زندگی میں بھی لے آیا تھا۔۔

اُس نے ادھ پیا چوتھا سگریٹ ایش ٹرے میں رکھا تھا۔۔ایک نظر گھڑی پر ڈال کر اُس نے اپنے سر میں اُٹھنے والی ٹیسوں کو اپنے ہاتھ سے دبایا تھا۔۔

اُسے پناہ چاہیئے تھی جو کہ اُس نے دے دی۔۔

اور پھر بُوا۔۔کم از کم اب بُوا کی پریشانی تو ختم ہو جائے گی۔۔وہ اُسے بُوا کے لیے لایا تھا۔۔

اِس سے زیادہ اُس لڑکی سے اُس کا کوئی رشتہ نہیں تھا۔۔اور یہی تو وہ بھی چاہتی تھی۔۔اُس نے جیسے خود کو مُطمئن کرنا چاہا تھا۔۔

لیکن اُس کا کسی کام میں دل لگنا اِس وقت ناممکن ہی تھی۔۔اُس نے انٹر کام اُٹھایا تھا۔۔

"میری آج کی ساری میٹنگز اور اپائنٹمنٹس کینسل کر دو"۔۔انٹر کام رکھ کر اُس نے سگریٹ جلایا تھا۔۔پھر کرسی سے اُٹھ کر وہ کھڑکی کی طرف بڑھا تھا۔۔

ایک ہاتھ کھڑکی پر جبکہ دوسرے ہاتھ میں سگریٹ تھامے وہ باہر غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے سگریٹ کا دھواں اپنے اندر اُتار رہا تھا۔۔

....

"تمہیں پتا ہے۔۔میری زندگی میں سب سے قیمتی چیز تم ہو"۔۔وہ اُس کا چہرہ دونوں ہاتھوں

میں تھامے مُحبت سے چُور لہجے میں بولا تھا۔۔ہمیشہ کی طرح شہرین لئیق غرور سے کھکھلائی تھی۔۔

"اوہ کم آن احمی۔۔شوہر ہو تم میرے لیکن ڈائیلاگز بولنے میں تم ٹین ایجز لورز کو بھی پیچھے چھوڑ دیتے ہو"۔۔شہرہن نے ہمیشہ کی طرح اُس کی مُحبت کا مذاق اُڑایا تھا۔۔اور وہ بھی ہمیشہ کی طرح جواباً بُرا مانے بغیر مُسکرایا تھا۔۔

....

آج سارا دن اُسے گھر اور گھر والے یاد آئے تھے، سب سے زیادہ اپنی دوستیں اپنی مُرغیاں۔۔

پھر اُس کا دھیان اپنے باپ کی طرف گیا تھا۔۔

"ابا۔۔"۔۔وہ سسکی تھی۔۔

"ابا۔۔ابا نے کیا سوچا ہو گا میرے بارے میں۔۔کیا وہ مجھے ڈھونڈنے سمندر پر گیا ہو گا۔۔؟؟"۔۔اُس کے دل کے درد نے اُسے رُلا دیا تھا۔۔

"اور ادا۔۔وہ تو مجھے مار ہی دے گا۔۔کیوں سُمی۔۔کیوں کیا تُو نے میرے ساتھ ایسا۔۔میں نے ہمیشہ تجھے اپنا سمجھا، خود سے بڑھ کر تیرا اور اماں۔۔اماں کا خیال رکھا۔۔کیوں۔۔اللہ۔۔میرے اللہ"۔۔اُس نے لبوں پر ہاتھ رکھے اپنی آواز کو بُلند ہونے سے روکا تھا لیکن تبھی بُوا کمرے میں آئی تھیں۔۔

"بٹیا۔۔اُس رب پر یقین رکھو۔۔وہ تمہیں اُس گھر سے نکال کر اِس گھر میں لایا ہے پتا ہے کیوں۔۔؟؟"۔۔بُوا نے اُس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔۔نچلا لب دانتوں میں دبائے اُس نے خود کو مزید رونے سے باز رکھنے کے لیے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔بُوا کو اُس کی معصومیت پر پیار آیا تھا۔۔

"کیونکہ وہ گھر، اُس گھر کے لوگ تمہارے قابل نہیں تھے بٹیا"۔۔اُنہوں نے اُس کی پیشانی چومتے ہوئے اُسے خود سے لگایا تھا۔۔

"معاذ اچھا بچّہ ہے۔۔یہ نکاح جن حالات میں ہوا ہے، تم دونوں کو وقت لگے گا ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے، ہم مانتے ہیں لیکن بٹیا کسی کو تو پہل کرنی ہوگی ناں"۔۔اُن کی بات پر اُس نے نا سمجھی سے اُن کے کندھے سے سر اُٹھایا تھا۔۔

"بٹیا۔۔اب میری بات غور سے سُنو اور سمجھو"۔۔بُوا دھیرے دھیرے اُسے ازدواجی زندگی کے بارے میں سمجھا رہی تھیں۔۔

....

اگلے دن رات کو گیارہ بجے اُس نے کمرے میں قدم رکھا تھا۔۔بُوا کو اِس ٹائم اپنے کمرے میں دیکھ کر اُسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔۔وہ سائیڈ ٹیبل پر دودھ کا گلاس رکھ رہی تھیں۔۔

"آپ اِس وقت بُوا میرے کمرے میں۔۔سوئی نہیں ہیں کیا۔۔؟؟"۔۔اُس نے ایک سرسری نظر اُن پر ڈال کر کلائی سے گھڑی اُتار کر بیڈ پر پھینکی تھی، پھر بیڈ پر بیٹھ کر جوتے اُتارنے

کے بعد آستین کے کف کھولتا وارڈروب کی طرف بڑھا تھا۔۔وہ ایسا ہی تھا لاپرواہ۔۔

خلافِ توقع بُوا کی طرف سے کوئی جواب نہ پاکر اُس نے وارڈروب کے پٹ سے اُنہیں دیکھا تھا۔۔اور معاذ فاروق کو آج کے دن کا دوسرا بڑا جھٹکا لگا تھا۔۔وہ پورے کا پورا سامنے آیا تھا۔۔

"تم۔۔تم کیا کررہی ہو یہاں پر۔۔؟؟۔۔اور یہ کیا پہنا ہوا ہے تم نے۔؟؟"۔۔اُس کے چیخنے پر اُس کا معصوم سا دل اب رُکنے کو تھا۔۔اُسے اپنے کمرے میں دیکھ کر معاذ فاروق کا دماغ اُلٹا تھا۔۔اور اوپر سے اُس کا حلیہ۔۔سامنے ہی وہ بُوا کے سفید غرارے میں سر پر ڈوپٹہ لیے سر جُھکائے ہاتھوں کو مسل رہی تھی۔۔

"تم سے پوچھ رہا ہوں۔۔یہاں کیا کررہی ہو میرے کمرے میں۔۔؟؟"۔۔وہ چلتا ہوا اُس کے قریب آیا تھا۔۔معاذ کے لہجے میں سختی تھی۔۔وہ دو تین قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔

"مجھ۔۔مجھے بُوا۔۔نے دو۔۔دودھ رکھ۔۔رکھنے کو کک۔۔"۔۔آنسو نکلنے کو بے تاب تھے۔۔ اُس کے ہکلانے پر وہ تپا تھا۔۔

"جسٹ شٹ اپ۔۔اینڈ لیو مائے روم"

(بکواس بند کرو۔۔اور میرے کمرے سے نکل جاؤ)

وہ دروازے کی طرف اُنگلی اُٹھا کر بولا۔۔رابیل نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا۔۔اُسے شعلہ بار نگاہوں سے اپنی طرف دیکھتا پاکر اُس نے فوراً سے بھیگی پلکیں جُھکائی تھیں۔۔آنسو پلکوں کی

باڑ توڑ کر رخسار پر بہہ نکلے تھے۔۔

"اۓ ہیۓ میاں۔۔یہ کیا طریقہ ہوا بیوی سے بات کرنے کا بھلا۔۔"۔۔بُوا کی اچانک اینٹری اور اُن کی بات پر اُس کا پارہ مزید بڑھا تھا۔۔

"بُوا یہ آپ کی بہو ہے اِسے اپنے پاس سُلائیں"۔۔وہ نروٹھے پن سے کہتا دوبارہ وارڈروب کی طرف مُڑا تھا۔۔

"اے میاں تمہاری بیوی کو ہم کیوں اپنے پاس سُلانے لگے بھلا۔۔؟؟ بلکل ہی باولے ہوگئے ہو کیا"۔۔بُوا اُس کے لہجے اور بات کا اثر لیے بغیر بولیں۔۔

"برائے مہربانی اپنی اِس جڑواں بہن کو اپنے ساتھ لے جائیں۔۔احسان ہو گا مجھ پر۔۔"۔۔اُس کی بدمزاجی عروج پر تھی۔۔وہ اُس کے غرارے پر چوٹ کرتا بولا۔۔

"اے معاذ میاں کل نکاح کر کے لائے ہو اور آج بیوی ماننے سے ہی انکار کررہے ہو۔۔ دماغ ٹھیک ہے تمہارا"۔۔اُنھیں سچ میں اُس کا دماغ جگہ پر نہیں لگ رہا تھا۔۔

"بُوا یہ۔۔یہ دیکھیں۔۔"۔۔اُس نے اپنے دونوں ہاتھ اُن کے سامنے جوڑے تھے۔۔

"بلکل ہی باولے ہوگئے ہو میاں تم تو"۔۔وہ بُرا مان کر بولی تھیں

"جی بُوا میں بلکل ہی باولا ہوگیا ہوں اِس سے پہلے کہ آپ کی بہو کو کچھ کہہ دوں برائے مہربانی اپنی بہو کو اپنے اِس غرارے سمیت یہاں سے لے جائیں اِس وقت۔۔پلیز بُوا مجھ پر رحم کریں"۔۔آخر میں اُس کا لہجہ بے بس ہوا تھا۔۔بُوا نے کچھ بھی کہے بغیر رابیل کا ہاتھ تھاما

تھا جو کہ اب تک بے آواز نجانے کتنے آنسو بہا چکی تھی۔۔ابھی اُس کی آزمائش ختم نہیں ہوئی تھی۔۔

"بس بٹیا نہ رو۔۔ معاذ میاں کا دماغ سوا نیزے پر رہتا ہے اکثر"۔۔وہ دروازے سے نکلتے نکلتے بولی تھیں۔۔اُن کی تسلی اُسے کچھ اور ڈرا گئی تھی۔۔جبکہ اپنے بارے میں شاہی فرمان اُسے سیخ پا کر گیا تھا۔۔

....

"یار رہنے دو۔۔اِس پارٹی میں نہیں چلتے"۔۔وہ آئینے میں اُس کا سُندر عکس دیکھتا پیچھے سے اُسے اپنی گرفت میں لیتا بولا۔۔اِس بلیک ڈریس میں وہ اتنی حسین لگ رہی تھی کہ احمد کا دل نہیں چاہا تھا کہ کسی اور کی نظر اُس پر پڑے۔۔

لیکن اُس کی بات ہمیشہ کی طرح شہرین کو تپا گئی تھی۔۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ احمی۔۔!!میں اتنا ٹائم لگا کر اِس لیے تیار نہیں ہوئی کہ تمہارے ساتھ اِس کمرے میں اپنی رات برباد کروں۔۔"۔۔وہ نخوت سے کہتی اُس کی گرفت سے نکلی تھی۔۔وہ اُس کا موڈ دو سیکنڈ میں خراب کرچکا تھا۔۔

"اچھا ناں ناراض نہیں ہو۔۔چلتے ہیں۔۔لیکن۔۔تم یہ جیکٹ"۔۔ سلیوز لیس بلیک گاؤن میں اُس کے گورے بازو دمک رہے تھے۔۔اُس نے اُسے اسٹائلش شارٹ لیدر کی جیکٹ تھمانی چاہی تھی۔۔

"واٹ۔۔!!آر یو اِن یور سینسِس۔۔؟؟"

(کیا۔۔!!تم اپنے ہوش میں تو ہو۔۔؟؟)

وہ اپنے شوہر کی دُقیانوسی سوچ پر ناگواری سے چلائی تھی۔۔

"اچھا تم اپنا موڈ خراب نہیں کرو۔۔آئی ایم سوری۔۔چلو اب۔۔"۔۔وہ فوراً سے نرم پڑا تھا۔۔

"پہلے میرا موڈ اِسپوئل (برباد) کرتے ہو پھر معصوم بن جاتے ہو فوراً۔۔اب مجھے نہیں جانا"۔۔شہرین لئیق کو پتا تھا کہ اپنے اِس کاٹھ کے الو شوہر کو کیسے کیش کروانا ہے۔۔

"یار پلیز۔۔میں سوری کررہا ہوں ناں۔۔اچھا وہ بریسلٹ جو تمہیں اچھا لگا تھا ناں وہ میں کل آفس سے کسی کے ہاتھ بجھوادوں گا اب خوش۔۔"۔۔وہ اپنے کان پکڑتا بولا وہ اِک ادا سے مُسکرائی تھی۔۔اور وہ اُس کے مان جانے پر شُکر کا سانس لیتا اُسے خود سے لگا گیا تھا۔۔

"اوں ہونہہ تم میرا میک اوور خراب کردو گے۔۔ہٹو پیچھے"۔۔اُس نے چِڑ کر اُسے خود سے پیچھے کیا تھا۔۔

....

"بُوا میرے کپڑے سوکھ گئے ہوں گے۔۔میں بدل کر آتی ہوں۔۔"۔۔وہ کہہ کر اُٹھی تھی۔۔لیکن اُس کے قدم رُکے تھے۔۔زبان تالو سے چپکی تھی۔۔

سامنے ہی وہ کچن کے دروازے پر استادہ اُسے گھورنے میں مشغول تھا جو ابھی بھی بُوا کے

غرارے میں ملبوس تھی۔۔شرٹ اتنی لوز تھی کہ اُس کے جیسی دو آجائیں۔۔

"اے بٹیا اب کیا ساری زندگی اُس بدرنگ سوٹ کو گھسیٹو گی"۔۔بُوا کی اُن دونوں کی طرف پیٹھ تھی۔۔

"آپ کی بہو آپ کی جڑواں بہن بن کر آپ کی طرح اِس عظیم غرارے میں باقی کی زندگی گزار دیں گی"۔۔وہ بولتا ہوا اندر آیا تھا۔۔فریج سے پانی کی بوتل نکال کر اُس نے سامنے پڑا گلاس اُٹھایا تھا۔۔

"ہمارا غرارا کیوں میاں۔۔بٹیا آپ کی بیوی ہے۔۔ایسا کرو آفس جانے سے پہلے اپنے کچھ کوٹ پینٹ بٹیا کو دے دو پہن لے گی باقی کی زندگی"۔۔بُوا نے معاذ فاروق کے باؤنسر پر چھکا مارا تھا۔۔اُسے اچھو لگا تھا۔۔

"کیا بُوا آپ بھی"۔۔اُس نے بُرے موڈ کے ساتھ گلاس ٹیبل پر پٹخا تھا۔۔

"میاں کل سے سُن رہے ہیں ہم، آپ کی بہو۔۔آپ کی بہو۔۔نکاح میں قبول ہے قبول ہے ہم نہیں تم نے کہا تھا میاں"۔۔اُنہوں نے اُسے آڑے ہاتھوں لیا تھا۔۔وہ لاجواب ہوا تھا۔۔

"اپنے آفس سے کسی لڑکی کو بھیجنا گاڑی اور ڈرائیور کے ساتھ بٹیا کو کپڑے جوتے لے کر دے گی"۔۔بُوا کی بات پر اُس نے گھبرا کر پہلے اُسے اور پھر بُوا کو دیکھا تھا۔۔

"نہیں نہیں۔۔میں۔۔میں۔۔ٹھیک ہوں"۔۔وہ اُسے دیکھ کر پھر ہکلائی تھی۔۔

"جی بُوا آپ خوامخواہ پریشان ہورہی ہیں۔۔مُحترمہ آپ کے غرارے میں بلکل ٹھیک ہیں۔۔

ایسا کریں آپ اپنے لیے شاپنگ کرلیجیئے گا۔۔لیکن یاد سے اِن مُحترمہ میں ہوا بھروا دیجیئے گا تاکہ آپ کے غرارے اِن کو پورے آجائیں"۔۔وہ تپ کر کہتا کچن سے باہر چلا گیا تھا۔۔وہ خفت سے سُرخ ہوئی تھی جبکہ بُوا کا مُنہ حیرت سے کُھل گیا تھا۔۔

....

دو بجے اُس نے آفس سے اپنی کوئی ایمپلائی بھیجی تھی۔۔بُوا نے اُسے اُس کے ساتھ اُس کے نہ نہ کرنے کے باوجود زبردستی بھیجا تھا۔۔

اُس نے اپنا وہی بدرنگ جوڑا پہنا تھا جو اُس لڑکی نے وہاں جاکر ہی اُسے نیا سوٹ لے کر بدلوالیا تھا۔۔

اُس کو ایک نظر دیکھ کر ہی وہ لڑکی خود ہی اُس کے لیے پوری آستین اور بڑے بڑے ڈوپٹوں کے سوٹ لیتی گئی تھی۔۔دو فینسی سینڈلز۔۔دو گھر کے سلیپرز۔۔میچنگ آرٹیفشل جیولری۔۔غرض وہ خود ہی ضرورت کی ہر چھوٹی بڑی چیز لیتی گئی تھی۔۔

آخر میں وہ اُسے لیے شہر کے سب سے مشہور پارلر آئی تھی۔۔فیشل، مینی پیڈی، لمبے بالوں کی ہلکی سے ٹریمنگ کے ساتھ آگے سے کچھ لٹوں کو فریش لک دے دیا گیا تھا۔۔اُس نے خود کو دیکھا تو اُسے اپنا آپ اجنبی اجنبی لگا تھا۔۔رخسار پر جھولتی لٹ کو اُس نے کان کے پیچھے کیا تھا جو احتجاج کرتی پھر سے رخسار پر بوسہ دے گئی تھی۔۔

اُسے آج بھی وہ تکلیف یاد تھی جب ایک بار وہ نہانے کے بعد گیلے بالوں کو کُھلا چھوڑ کر

جلدی سے بھاگتی ہوئی سالن کو دیکھنے باورچی خانے میں گئی تھی۔۔سالن لگتے لگتے بچا تھا کب اُس کا ڈوپٹہ سر سے اُترا اُسے کوئی ہوش نہیں تھا چونکی تو تب جب عارف نے پیچھے سے اُس کے بالوں کی تعریف کی تھی۔۔بس پھر کیا تھا دروازے پر کھڑی پروین نے اُسے بالوں سے دبوچ کر اُس کی مری ہوئی ماں کے کردار کو بھی نہیں بخشا تھا۔۔

اُس نے فوراً سے گلے میں پڑے ڈوپٹے کو سر پر ڈالا تھا۔۔

"بٹیا۔۔اتنی پیاری شہزادی لگ رہی ہو۔۔یہاں بس ہم اور تم تو ہیں یہ ڈوپٹے کو کیوں سر پر جما لیا ہے"۔۔بُوا کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔۔وہ جب سے واپس آئی تھی بُوا نے اُس کا صدقہ دے کر اُس کی نظر بھی اُتاری تھی۔۔اُنہیں دیکھ کر اُس نے رُخ موڑ کر اپنے آنسو چُھپانے چاہے تھے۔۔

"بُوا مجھے عادت نہیں ہے اِس طرح کُھلے سر رہنے کی"۔۔اُس کی بھیگی آواز پر بُوا نے اُسے اپنے ساتھ لپٹایا تھا۔۔

"بس میری بچّی اللہ تم دونوں کو دونوں جہاں کی خوشیاں عطا کرے آمین۔۔معاذ پہلے ایسا نہیں تھا، بس نجانے کس کی نظر لگی یہ تو ہنسنا ہی بھول گیا ہے۔۔نہ کھانے پینے کا ہوش، نہ سونے جاگنے کی فکر۔۔"۔۔وہ خود آبدیدہ ہوئی تھیں۔۔وہ مزید اُس کے بارے میں پوچھنا چاہ رہی تھی، لیکن نجانے کیسی جھجک تھی۔۔اُس نے تو آج تک اُسے کبھی غور سے بھی نہیں دیکھا تھا۔۔

"اللہ بخشے ہماری دادی کہتی تھیں۔۔عورت میں اللہ نے فطرتاً ماممتا رکھی ہے اور مرد اندر سے فطرتاً ایک بچّہ ہوتا ہے۔۔جو عورت اُسے جسمانی اور ذہنی سکھ چین دیتی ہے وہ اُس کا ہو جاتا ہے۔۔پہل ہمیشہ عورت کو ہی کرنی پڑتی ہے۔۔تم کوشش کرو بٹیا اُس کے چھوٹے چھوٹے کام کرو۔۔اُس کی آگے پیچھے گھومو، اُسے نظر آؤ دیکھو کیسے معاذ میاں تمہارا دیوانہ ہوتا ہے۔۔تم تو بیوی ہو اُس کی ماشاء اللہ سے، اُسے اپنا بناؤ"۔۔وہ اُسے چھوٹے چھوٹے گُر بتا رہی تھیں۔۔

اُن کی بات پر وہ سُرخ پڑی تھی۔۔لیکن پھر اُس کا رویہ یاد آتے ہی وہ دل مسوس کر کے رہ گئی۔۔بُوا اُس کی شکل دیکھ کر سمجھ گئی تھیں۔۔

"بُوا وہ تو میرے وجود سے بھی دور بھاگتے ہیں۔۔"۔۔وہ رو دی تھی۔۔

"آج آتا ہے تو کان کھینچتی ہوں۔۔دیکھنا تم"۔۔آج معاذ فاروق کی کلاس پکی تھی۔۔

....

وہ ہاتھ مسلتی اِدھر سے اُدھر مارچ کر رہی تھی۔۔نظر کبھی پونے گیارہ بجاتی گھڑی پر جاتی تو کبھی بیڈ کے اوپر اُس کے بڑے سائز کے فوٹو فریم پر۔۔بڑی بڑی روشن آنکھیں اُس کا دل دھڑکانے کیساتھ نظریں جُھکانے پر بھی مجبور کر دیتی تھی۔۔

....

وہ اُسے اِس وقت اپنے کمرے میں دیکھ کر ضرور غصّہ ہو گا وہ جانتی تھی۔۔سامنے اگر معاذ فاروق تھا تو مُقابل بھی اُس کے باپ کی بُوا تھیں۔۔اور اُن دونوں کے بیچ اُس کی معصوم سی

جان پس کر رہ گئی تھی۔۔حلانکہ اُس نے کتنی بار بُوا سے کہا تھا وہ اُن کے کمرے میں آرام سے رہ لے گی۔۔جس پر وہ مزید غصّہ ہوئی تھیں۔۔

"شاباشے بٹیا۔۔ہم سمجھے تھے صرف معاذ میاں ہی سُبحان اللہ ہیں لیکن یہاں تو میاں کی بیوی بھی ماشاء اللہ ہیں"۔۔اُن کے غصّے پر اُس کا دل بھر آیا تھا۔۔

"بُوا اُنہوں نے یہ نکاح صرف اور صرف مجھے پناہ دینے کے لیے کیا ہے اور وہ بھی میرے مجبور کرنے پر۔۔وہ مجھے اپنی زندگی میں کبھی جگہ نہیں دیں گے کیونکہ میں نے اُن سے صرف عزت کی چھت مانگی تھی بُوا وہ میرے محسن ہیں۔۔اب میں کیسے اُن کے کمرے میں۔۔بُوا مجھے اُن کے غصّے سے بہت ڈر لگتا ہے۔۔میں کہاں جاؤں گی"۔۔وہ زاروقطار روتی ہوئی بولتی گئی تھی۔۔

"تو کیا ساری زندگی یوں باولوں کی طرح گُزار دوگے تم دونوں۔۔"۔۔اُنہیں اُس کے رونے پر غصّہ آیا تھا۔۔اُس کے نہ نہ کرنے کے باوجود اُنہوں نے اُس کا سارا سامان معاذ کی وارڈروب کی ایک سائیڈ پر سیٹ کروایا تھا۔۔

"اب سے یہ تمہارا کمرا ہے۔۔معاذ میاں کی زندگی میں اپنی جگہ بناؤ بٹیا۔۔اور اُس سے اپنا آپ مناؤ۔۔یہ تو اللہ کا حکم ہے کہ عورت اپنے شوہر کے لیے سجے سنورے۔۔اور مرد سجی سنوری بیوی دیکھ کر سب کچھ بھول جاتا ہے۔۔"۔۔اُن کی باتوں پر اُس کا سر مارے شرم کے سجدے میں جھکتا جارہا تھا۔۔اور اب وہ ہونق بنی کمرے میں مارچ کررہی تھی۔۔دل تھا کہ

پسلیوں سے نکلتا جارہا تھا۔۔

....

پورے سوا گیارہ بجے اُس نے کمرے میں قدم رکھا تھا۔۔
سامنے کا منظر دیکھ کر اُس کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔سامنے ہی وہ صوفے پر بیٹھے بیٹھے سوگئی تھی۔۔کچھ پل کے لیے معاذ فاروق کی نظر اُس پر ٹھہر سی گئی تھی۔۔
رید اینڈ کریم کلر کے امتزاج میں اُس کا گندمی رنگ چمک رہا تھا۔۔لمبے بالوں کی چٹیا گود میں پڑی تھی۔۔رُخساروں پر دو لٹیں پہرہ دے رہی تھی۔۔اُس کی بھٹکتی نظریں نیم وا ہونٹوں میں اُلجھی تھیں۔۔جن پر ہلکی سی گلابی لپ اسٹک لگی تھی۔۔ڈوپٹہ سر سے اُتر کے کندھوں پر آپڑا تھا۔۔
آج پہلی بار وہ اپنی جائز بیوی کو غور سے دیکھ رہا تھا۔۔جس کا حلیہ یکسر ہی بدلہ ہوا تھا۔۔
اچانک اُس کے ہاتھ میں تھامے موبائل نے فسوں توڑا تھا۔۔جہاں وہ ہوش میں آیا تھا وہیں وہ ہڑبڑا کر آنکھیں کھول گئی تھی۔۔اُسے اپنے سامنے دیکھ کر اُس سے پہلے کہ وہ کھڑی ہوتی وہ ایک دم اُس کے سر پر پہنچا تھا۔۔اُس کی جان فنا ہوئی تھی۔۔اُنہی جارحانہ تیوروں سے معاذ نے اُس کے دونوں بازو اپنی آہنی گرفت میں دبوچ کر اُسے کھڑا کیا تھا۔۔
"کیا کہا تھا تم نے۔۔؟؟۔۔اپنے ہی الفاظ یاد نہیں ہیں تمہیں۔۔؟؟۔۔تم میری زندگی میں دخل نہیں دوگی اور اب تم یوں سج سنور کر میرے کمرے میں۔۔کیا سمجھوں میں۔۔

بولو۔۔؟؟"۔۔اُس نے اُسے بے رحمی سے جھٹکا دیا تھا۔۔رابیل کے مُنہ سے سسکی نکلی تھی۔۔ ذلت کے احساس نے اُسے رُلا ڈالا تھا۔۔

"بُوا۔۔میں خود نہیں۔۔ مجھ۔۔مجھے بُوا نے۔۔"۔۔ حلق میں پھنسنے والے گولے کے باعث اُس کی زبان سے بے ربط جُملے برآمد ہوئے تھے۔۔

"بکواس بند کرو اپنی اور نکلو میرے کمرے سے۔۔ آئندہ اِس رشتے سے میرے سامنے کبھی مت آنا۔۔نفرت ہے مجھے اِس رشتے سے

گیٹ آؤٹ آف مائی روم"

(دفع ہو جاؤ میرے کمرے سے)

وہ اپنے آپے میں نہیں رہا تھا۔۔

اُس نے پوری قوت سے اُسے دروازے کی طرف دھکا دیا تھا۔۔اُس سے پہلے کہ وہ لڑکھڑا کر گرتی اندر آتی بُوا نے اُسے بمشکل سنبھالا تھا۔۔

"معاذ۔۔یہ۔۔ہماری تربیت ہے۔۔افسوس ہو رہا ہے ہمیں آج خود پر۔۔کیا جواب دیں گے ہم آپ کے اماں باوا کو"۔۔اُنہوں نے اُسے اپنے بوڑھے بازوؤں میں سنبھالتے ہوئے ملامت سے ٹوکا تھا۔۔وہ اُن کے شانے میں مُنہ چھپائے رونے میں مصروف تھی۔۔

"بُوا فِلحال اِس کو یہاں سے لے جائیں"۔۔اُس نے اب کی بار نجانے کیسے خود کو روکا تھا۔۔ اُس کی آنکھوں میں اپنے کیے پر کوئی شرمندگی نہ دیکھ کر بُوا کا افسوس بڑھا تھا۔۔

"کسی نے تمہارے سر پر بندوق رکھی تھی میاں جو اِس بیچاری کو اپنے نکاح میں لیا ہے۔۔"۔۔اُنہوں نے آگے بڑھ کر اُسے بیڈ پر بٹھایا تھا۔۔وہ ڈوپٹہ آنکھوں پر رکھے سُوں سُوں کرتی معاذ فاروق کے غصّے کو بڑھا رہی تھی۔۔

"بُوا۔۔میں اِس وقت کوئی بحث نہیں چاہتا۔۔آپ اِسے اِسی وقت یہاں سے"۔۔

"ٹھیک ہے پھر۔۔اِسی وقت ہماری ہندوستان کی ٹکٹ کٹاؤ تاکہ ہم بھی فوراً سے اپنے اماں باوا کے گھر چلے جائیں"۔۔اُنہوں نے نیا پتہ پھینک کر معاذ فاروق کے ہوش اُڑائے تھے۔۔

"کون سے اماں باوا۔۔کون سا ہندوستان۔۔؟؟"۔۔وہ تپ کر پوچھ رہا تھا۔۔

"ائے میاں ہم آسمان سے نہیں ٹپکے تھے اللہ بخشے ہمارے بھی اباؤ اجداد تھے"۔۔اُنہوں نے ازحد بُرا مانا تھا۔۔

"کہیں نہیں جارہیں آپ۔۔"۔۔اُن کی چال سمجھ کر وہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہوا تھا۔۔

"بلکل میاں۔۔میں کیوں اپنے بھائی کا گھر چھوڑ کر جاؤں گی بھلا۔۔اور تم بٹیا تمہارے شوہر کا گھر ہے یہ۔۔اور یہ آج سے تمہارا کمرا۔۔اور میاں تمہیں کمرے سے باہر نکال کر تو دِکھائے اگلے دن ہی ہندوستان کا ٹکٹ کٹوا کر ہم بھی چلے جائیں گے یہاں سے"۔۔وہ دونوں کو حیران پریشان چھوڑ کر دروازے سے نکل گئی تھیں۔۔اُن کی عظیم دھمکی پر وہ دانت پیس کر رہ گیا تھا جبکہ وہ رونا دھونا بھول کر بُوا کے پیچھے لپکی تھی۔۔

"کہاں جارہی ہو تم۔۔!!"۔۔پیچھے سے اُس کی دھاڑ پر وہ سہمتی ہوئی وہیں رُکی تھی۔۔

"مجھ۔۔مجھے معاف کر دیں میں نے۔۔بُ۔۔بُوا کو منع کیک۔۔کیا تھا۔۔لیک۔۔لیکن۔۔"۔۔وہ بولتی ہوئی دروازے سے باہر نکلنے کو تھی۔۔اُس کے اٹک اٹک کر بولنے پر وہ مزید تپا تھا۔۔ ایک دم اُسے کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔۔وہ بے جان چیز کی طرح اُس سے جا لگی تھی۔۔

"خبر دار جو اِس کمرے سے باہر ایک قدم بھی نکالا تو۔۔ٹانگیں توڑ کر ہاتھ میں دے دوں گا"۔۔خون آشام لہجے میں باور کروا کر وہ اُسے ایک جھٹکے سے چھوڑ چُکا تھا۔۔۔وہ لڑکھڑاتی ہوئی بیڈ سے ٹکرائی تھی۔۔وہ واشروم کا دروازہ دھاڑ سے بند کرتا اندر غائب ہوا تھا۔۔

مُنہ پر ہاتھ رکھتی وہ بیڈ سے لگتی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔

معاذ فاروق رابیل نجیب اللہ کے لیے عجیب۔۔سمجھ میں نہ آنے والا شخص تھا۔۔

اُس کے آنے سے پہلے وہ چُپ چاپ جا کر سامنے پڑے کاؤچ پر لیٹ گئی تھی۔۔پانچ چھ منٹ بعد اُسی بگڑے تیوروں کے ساتھ وہ تولیے سے سر رگڑتا ہوا واشروم سے برآمد ہوا تھا۔۔اِس بار بھی دروازہ اُسی دھاڑ سے بند ہوا تھا۔۔اُس کا سہا دل مزید سہا تھا۔۔اُسے کاؤچ پر لیٹے دیکھ کر اُس کے ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوا تھا۔۔

"یہ مظلوم بن کر تم کیا ثابت کرنا چاہتی ہو۔۔؟؟"۔۔اُس نے اُس کے اوپر سے ڈوپٹہ کھینچا تھا۔۔وہ جو ڈوپٹے میں خود کو چُھپائے سانس روکے ہوئے تھی ایک دم ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھی تھی۔۔اُس کا ڈوپٹہ دور پھینک کر اُسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر وہ اُسے بازو سے دبوچ کر

کھڑا کر چکا تھا۔۔اُس کا بازو اب دُکھنے لگا تھا۔۔

"مجھ سے دور رہنا سمجھی، ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا"۔۔اُسی تیزی سے اُسے کاؤچ پر دھکا دیتا وہ بیڈ پر پڑی اپنی شرٹ اُٹھا کر پہننے لگا تھا۔۔وہ جیسے پاگل ہونے لگا تھا۔۔

شاید وہ تھی ہی حرماں نصیب۔۔ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اُس نے اپنی سسکی روکی تھی۔۔

....

صبح اُس کی آنکھ کُھلی تو اُس نے اجنبی اجنبی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا تھا۔۔جب نظر بیڈ کے اوپر اُس کی فریم شُدہ تصویر پر پڑی تھی۔۔رات جو کچھ ہوا تھا اُس کے دل نے ابھی بھی وہی اذیت محسوس کی تھی۔۔وہ اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

اپنے درد کرتے بازو کو سہلاتے ہوئے اُس کی نظر گھڑی پر پڑی تھی، اُسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔۔صبح کے آٹھ بج رہے تھے، وہ اتنی دیر تک سوتی رہی، اُسے نماز قضا ہونے کا افسوس ہوا تھا۔۔اُس نے پاس پڑا ڈوپٹہ ابھی اُٹھایا ہی تھا جب کمرے میں اچانک الارم بجنے کی آواز گونجی تھی۔۔ایک دم ہڑبڑاہٹ کا شکار ہوتے ہوئے اُس نے بیڈ کی طرف دیکھا تھا۔۔

سامنے ہی وہ بیڈ پر پیٹ کے بل سو رہا تھا۔۔وہ جو اُس کی موجودگی سے اب تک بے خبر تھی، اُسے سویا دیکھ کر اُس کا دل دھڑکا تھا۔۔

معاذ نے لیٹے لیٹے ہی موبائل میں بجتا الارم بند کیا تھا۔۔وہ جاگ گیا تھا، رابیل عجلت میں ڈوپٹہ سر پر لیتی اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی، وہ اُس کے مُتوجہ ہونے سے پہلے ہی کمرے

سے نکل جانا چاہتی تھی۔۔

اُس پر نگاہِ غلط ڈالے بغیر وہ بنا چاپ پیدا کیے دروازے کی طرف بڑھی تھی، لیکن پیچھے سے آتی آواز پر اُس کا دل حلق میں آیا تھا جیسے۔۔

"بُوا کی وجہ سے مجبور ہوا ہوں میں، اپنی جگہ ہمیشہ یاد رکھنا"۔۔سپاٹ لہجے سے زیادہ اُس کے الفاظ رابیل کے دل کو چیر گئے تھے، بنا اُس کی طرف دیکھے وہ سر ہلاتی کمرے سے نکل گئی تھی۔۔وہ اِس ذلت کی عادی بچپن سے تھی، لیکن نجانے کیوں ہر بار اُس کی آنکھیں احتجاجاً چھلک پڑتی تھیں۔۔

آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کر کے وہ بُوا کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔

"کیا ہوا بیٹیا بڑی دیر تک سوتی رہی ہو"۔۔بُوا نے قرآن پاک کو چُوم کر اُس سے پوچھا تھا۔۔

"رات اُس نے کچھ کہا تو نہیں تھا ناں۔۔ خیر سے گُزری رات۔۔؟"۔۔بُوا نے بغور اُس کی سوجی ہوئی آنکھوں کو دیکھا تھا۔۔

"کیا ساری رات سوئی نہیں ہو۔۔؟؟"۔۔نجانے کیوں اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔

"بُوا میری نماز نکل گئی ہے"۔۔اِس سے پہلے کہ اُس کا ضبط ٹوٹتا وہ بولتی ہوئی واشروم میں گُھس گئی تھی۔۔

....

"میں یہاں نہیں رہوں گی احمی"۔۔وہ بیڈ پر بیٹھی پیچھے سے بولی تھی۔۔وہ جو واشروم جارہا تھا ایک لمحے کے لیے ٹھٹکتا ہوا رُکا تھا۔۔

پھر آہستہ سے پلٹا تھا۔۔سفید رنگ کی شرٹ میں وہ احمد کو صبح صبح کِھلا ہوا گلاب ہی لگی تھی۔۔اُس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر شہرین جلدی سے بیڈ سے اُترتی اُس کے پاس آئی تھی۔۔

"دیکھو احمی ہماری پرائیویسی ڈسٹرب ہوتی ہے ہنی"۔۔اُس نے اپنی دونوں بانہیں احمی کے گلے میں ڈالی تھیں۔۔

"لیکن شیری۔۔یہ میرا گھر ہے، بلکہ تمہارا ہی تو گھر ہے اور کوئی بھی تمہیں اِس گھر میں کچھ۔۔"۔۔اِس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا شہرین نے اُس کا گال چوما تھا۔۔

"احمی پلیز میں تمہارے ساتھ لائف انجوائے کرنا چاہتی ہوں۔۔صرف تم اور میں بس"۔۔اور ہمیشہ کی طرح اُس کی قُربت میں وہ سب بھولا تھا۔۔

"اچھا۔۔میں کوئی فلیٹ دیکھتا ہوں"۔۔شہرین کو پتا تھا کہ اُسے کیسے راضی کرنا ہے۔۔

ایک ہفتے کے اندر اندر وہ اُسے لیے فرنشڈ فلیٹ میں شفٹ ہوچکا تھا۔۔

....

"جاؤ میاں کو بُلا کر آؤ ناشتے کے لیے"۔۔وہ چائے کی آنچ کم کررہی تھی جب بُوا کی بات پر ایک لمحے کو اُس کے ہاتھ تھمے تھے۔۔

"بُو۔۔بُوا میں۔۔؟؟؟"۔۔وہ پلٹی تھی۔۔

"لو بِٹیا۔۔میاں کے پاس بھیج رہے ہیں تم تو ایسے سفید ہو رہی ہو جیسے شیر کی کچھار میں جانے کا کہہ رہے ہیں ہم۔۔؟؟؟"۔۔اُنہوں نے غور سے اُس کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھا تھا۔۔ رات کو جو وہ کر چُکا تھا اور ابھی صبح اُس کا لہجہ اُس پر اُس کے الفاظ۔۔اُس کے پاس جانے کے خیال سے اُس کا خون خشک ہونے کو تھا۔۔

"آپ۔۔آپ نے خود ہی تو بتایا تھا، ساڑھے آٹھ نو بجے تک روز تو وہ۔۔وہ خود ہی نیچے آجاتے ہیں"۔۔وہ انگلیاں چٹخاتی بولی تھی۔۔

"ہاں روز وہ خود ہی آجاتا ہے نیچے، اب کیا ساری زندگی خود ہی آتا رہے گا میاں۔۔اُسے بھی بتاؤ جاکر کہ میاں اب بیوی والا ہو گیا ہے۔۔جاؤ شاباش"۔۔اُن کی بات پر اُس کا چہرہ لال ہوا تھا۔۔

"بِٹیا۔۔تھوڑا جاکر اُس کے سامنے شرماؤ ورماؤ۔۔اُس کے اندر بھی احساس جاگے۔۔جاؤ بِٹیا"۔۔ بُوا نے پراٹھے کو توے پر سے اُتارا تھا

"اُفففف یہ بُوا کی باتیں"۔۔وہ ایک دم مُڑ کر کچن سے نکلی تھی۔۔ لیکن سیڑھیاں چڑھتے ہی اُس کے قدم من من ہوئے تھے۔۔اُس کے کمرے کے باہر کھڑے ہوکر ایک بار تو اُس کا دل چاہا پلٹ جائے، لیکن پھر بُوا۔۔مرتی کیا نہ کرتی کے مصداق اُس نے دروازے پر ہلکی سے دستک دی تھی۔۔جواب ندارد تھا۔۔کچھ لمحے رُک کر اُس نے دوبارہ سے دروازہ بجایا

تھا۔۔

"کُھلا ہے دروازہ"۔۔جس لہجے میں کہا گیا تھا اُس کا دل ڈوب کر اُبھرا تھا۔۔معاذ کو پتا تھا یہ بُوا نہیں ہوسکتیں، تبھی اُس کا لہجہ سپاٹ ہوا تھا۔۔دھیرے سے دروازہ کھول کر وہ اندر آئی تھی۔۔

"نا۔۔ناشتہ تیار ہے"۔۔شیشے کے سامنے بال بناتے ہوئے اُس نے اپنے پیچھے اُس کے عکس کو دیکھا تھا۔۔وہ گھبرائی گھبرائی سی کھڑی تھی۔۔

"روز ہی کرتا ہوں"۔۔سپاٹ لہجہ اُسے مزید سہما گیا تھا۔۔

"وہ۔۔وہ بُوا نے کہا ہے۔۔آ۔۔آپ کو بُلا۔۔بُلا لاؤں"۔۔وہ پھر ہکلائی تھی۔۔

"بُوا سے بولو۔۔دنگل بجانے کی کیا ضرورت ہے۔۔مجھے نیچے ہی آنا ہے۔۔یہاں سے اُڑ کر تو جانے سے رہا"۔۔اُس کے زہر خند لہجے پر وہ سر ہلاتی ہوئی پلٹ گئی تھی۔۔

"کیا کہا میاں نے۔۔؟؟"۔۔بُوا نے اُسے سیڑھیاں اُترتے دیکھ کر پوچھا۔۔وہ ٹیبل پر ناشتہ رکھ رہی تھیں، اُس کے اُڑے اُڑے حواسوں کو ایک نظر دیکھ لیتیں تو پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔۔

"وہ۔۔"۔۔اِس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی وہ ہوا کے جھونکے کی طرح اُس کے برابر سے ہوتا سڑھیاں اُتر گیا تھا۔۔کندھے سے کندھا مس ہوا تھا۔۔رابیل کے آس پاس دلفریب خوشبو بکھری تھی۔۔اُس نے بے دھیانی میں اُس کی خوشبو کو سانسوں میں اتارا تھا۔۔

"آج کیا نیا ہوگیا بُوا۔۔میں روز اِسی ٹائم آتا ہوں نیچے"۔۔وہ کُرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے بولا۔۔ حسبِ عادت بیٹھنے سے پہلے اُس نے ساتھ والی کُرسی پر اپنا کوٹ پھیلایا تھا، وہ بھی نیچے آگئی تھی۔۔

"ماشاءاللہ سے میاں بیوی ناشتہ ساتھ کرتے ہیں تو برکت پیدا ہوتی ہے، آجاؤ بِٹیا بیٹھو میاں کے ساتھ۔۔"۔۔اُنھوں نے اُسے دیکھ کر کہا تھا۔۔معاذ نے کھانے سے ہاتھ روکے تھے، اُس کے ہاتھ کی حرکت پر رابیل کا دل بھی رُکا تھا جیسے

"سب سے پہلی بات بُوا یہ بیوی بیوی کہنا چھوڑ دیں۔۔"۔۔وہ ناگواری سے بولا تھا، اُس کی بات پر بُوا نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"اے میاں۔۔بیوی کی حیثیت سے ہی قبول ہے قبول ہے کہا تھا یا مولوی صاحب نے بُوا کی بہو کہہ کر تین بار قبول کروایا تھا نکاح۔۔؟؟"۔۔وہ ناک پر ہاتھ رکھتیں بڑی سنگینی سے پوچھ رہی تھیں۔۔بُوا کے طنز و مزاح کی عادت سے بچپن سے ہی وہ بڑا محضوظ ہوتا آیا تھا لیکن اب اُن کے مزاج کی یہ عادت اُس کے میٹر کو بڑھا رہی تھی۔۔

"بُوا آپ۔۔"۔۔اُس نے پراٹھے کی پلیٹ پرے کرتے سانس اند کھینچ کر خود پر قابو پایا تھا۔۔ اُس کے غصے کو بُوا نے ہوا میں اُڑایا تھا

"اے میاں رات کا کھانا تم ڈھنگ سے کھاتے نہیں، دوپہر میں بھی تمہارے نخرے ہیں، ایک یہ ناشتہ ہی ہے جو ڈھنگ سے کرتے ہو اب اِس سے بھی ناراضگی۔۔"۔۔اُس کا موڈ

دیکھ کر اُنہیں اندازہ تھا وہ ضرور بغیر کھائے پیے اُٹھ جانے والا تھا اُنہوں نے اُسے سرزنش کی تھی۔۔اور اُسے بھی پتا تھا وہ ناشتہ چھوڑ کر جا نہیں سکتا کچھ کہے بغیر وہ دوبارہ سے ناشتے کی جانب مُتوجہ ہوا تھا۔۔

"اے بِٹیا۔۔تم کیوں کھڑی ہوئی ہو اب تک۔۔بیٹھو میاں کے برابر والی کُرسی پر۔۔پراٹھا کھاؤ تم بھی، جان بناؤ"۔۔اُنہوں نے ایک پلیٹ میں پراٹھا رکھ کر اُس کی طرف بڑھایا تھا۔۔

"بُوا میں بعد میں۔۔کھا۔۔"۔۔وہ منمنائی تھی۔۔

اُنہوں نے خود آگے بڑھ کر اُسے اُس کی برابر کوٹ والی کُرسی پر بٹھایا تھا۔۔

"چلو شاباش شروع کرو۔۔"۔۔اُنہوں نے پلیٹ اُسکے آگے رکھی تھی۔۔وہ پھر اُسی دلفریب خوشبو کے حصار میں آئی تھی۔۔

"بُوا۔۔یہ۔۔بہت زیادہ۔۔ہے۔۔میں۔۔میں اتنا نہیں۔۔"۔۔وہ منمناتی ہوئی آدھا جملہ بولتی آدھا مُنہ میں ہی دبا گئی تھی۔۔جب وہ ٹشو سے ہاتھ صاف کرتا کُرسی کھسکاتا ایک دم اُٹھا تھا۔۔

"چلتا ہوں بُوا۔۔"۔۔وہ کرسی کی پُشت سے کوٹ اُٹھانے لگا تھا، وہ بے اختیار آگے ہوئی تھی۔۔

"اے میاں یہ پراٹھا تو پورا کرو"۔۔اُسے جاتے دیکھ کر وہ زور سے بولی تھیں۔۔

"بس بُوا کافی تھا۔۔اللہ حافظ"۔۔وہ رُکے بغیر دروازہ پار کر گیا تھا۔۔

"اللہ کی امان میاں"۔۔بُوا کے ساتھ وہ بھی زیرِلب بولی تھی جب اُس کی نظر اُس کی پلیٹ کے پاس پڑے والٹ پر پڑی تھی۔۔

"بُو۔۔بُوا یہ۔۔یہ بٹوا بھول گئے"۔۔وہ والٹ ہاتھ میں لیتی بولی تھی۔۔

"لو اتنی جلدی تھی، چیزیں بھی چھوڑ گیا ہے، جاؤ جلدی سے دے آؤ۔۔میاں ابھی گاڑی میں ہی ہو گا"۔۔اُن کے کہنے پر وہ عجلت سے اُٹھتی دروازے کی طرف بھاگی تھی۔۔

تیزی سے لاؤنج کا دروازہ کھولتے ہی کسی سے زوردار ٹکر ہوئی تھی۔۔اُس کی آنکھوں کے آگے تارے ناچ گئے تھے۔۔والٹ ہاتھ سے چھوٹا تھا

"اُفففف اماں"۔۔وہ دونوں ہاتھ سر پر رکھتی بولی تھی۔۔

"کیا آفت آگئی تھی بھلا۔۔؟؟"۔۔وہ اپنا سینہ سہلاتا جُھلایا تھا۔۔

"وہ۔۔وہ آپ۔۔آپ اپنا۔۔یہ۔۔یہ۔۔بھول گئے تھے"۔۔وہ اِدھر اُدھر دیکھتی بولی۔۔والٹ کہیں بھی نہیں دِکھ رہا تھا۔۔ایک ہاتھ ابھی بھی سر پر تھا۔۔

"کیا۔۔؟؟"۔۔وہ بھی نیچے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔۔وہ اپنی ایک اہم فائل بھول گیا تھا، آج اُس کی میٹنگ تھی، اُس کے مینیجر کی کال آئی تھی، پارٹی پہنچنے والی تھی۔۔

"وہ۔۔بٹ۔۔بٹوا۔۔کہاں گیا۔۔مم۔۔میرے ہاتھ میں تو۔۔تھا"۔۔وہ روہانسی ہوتی نیچے بیٹھ گئی تھی۔۔اُس کی بڑبڑاہٹ معاذ کی سماعتوں تک بلکل بھی نہیں پہنچی تھی۔۔

"تم اپنی غائبانہ چیز ڈھونڈتی رہو۔۔میں لیٹ ہو رہا ہوں"۔۔وہ اُس کی سائڈ سے ہوتا اندر چلا

گیا تھا۔۔کچھ سیکنڈ بعد مطلوبہ فائل لیے وہ تیزی سے نیچے اُترا تھا

"میاں بِٹیا نے دیا۔۔؟؟"۔۔بُوا ٹیبل سے برتن اُٹھاتیں مصروف انداز میں بولی تھیں۔۔

"بُوا آپ کی بہو ایک خیالی چیز کے غائب ہونے پر پریشان ہے تو آپ اُس کے مِل جانے کا پوچھ رہی ہیں۔۔میں جارہا ہوں مجھے دیر ہورہی ہے"۔۔وہ جلدی سے باہر نکلا تو وہ دروازے کے اسٹیپ پر بیٹھی دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے رونے میں مصروف تھی۔۔

"ہائے اللہ۔۔نجانے کتنے پیسے ہوں گے اُس میں۔۔میں کیا کروں۔۔یہ تو مجھے چور سمجھیں گے"۔۔معاذ نے حیرت سے اُس کی آنسوؤں میں بھیگی خود کلامی سُنی تھی

"تم کہیں پاگل واگل تو نہیں ہو۔۔؟؟"۔۔وہ سرسری انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔اُس نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے تھے، مارے خوف کے دل کی دھڑکن بس بند ہونے لگی تھی۔۔

"مجھ۔۔مجھے۔۔معاف کردیں۔۔"۔۔وہ کھڑی ہوتی بولی تھی۔۔جُھکی نظریں۔۔آنسو تسبیح کے دانوں کی طرح ٹپ ٹپ کرتے فرش پر گرتے چلے گئے تھے۔۔

"لیک۔۔لیکن میں۔۔چو۔۔چور۔۔نہیں ہوں۔۔اللہ۔۔اللہ کی۔۔قسم، وہ ابھی۔۔ابھی۔۔مم۔میرے ہاتھ۔۔ہاتھ میں۔۔تھا۔۔"۔۔وہ رونے پر قابو پانے کے چکر میں بڑی مُشکلوں سے بول پائی تھی۔۔اُسے اُس کی دماغی حالت پر شک ہوا تھا۔۔

"کت۔۔کتنے پیں۔۔پیسے تھے اُس۔۔میں۔۔؟؟"۔۔اِس سے پہلے وہ اُس کی بات پر حیران ہوتا اُس کی نظر گملے میں پڑے اپنے والٹ پر پڑی تھی۔۔اُسے حیرت کا جھٹکا ہی تو لگا تھا۔۔

ایک دم سے اُسے جیسے ساری بات سمجھ میں آئی تھی۔۔

"تم دے سکو گی۔۔؟؟"۔۔وہ غیر محسوس طریقے سے گملے کے سامنے آیا تھا۔۔رات والے ہی لباس میں روئی روئی لال مترنم آنکھیں۔۔گلابی ہونٹ۔۔وہ اُس کی نظروں سے انجان سوں سوں کررہی تھی۔۔

"مجھ۔۔مجھے۔۔پتا ہے۔۔اُس۔۔اُس میں بہت سے پیں۔۔پیسے ہوں گے۔۔"۔۔وہ اٹک اٹک کر بولی تھی۔۔آنسو پھر پلک کی باڑ پر اٹکے تھے۔۔معاذ کی نظر اُس پر اٹکی تھی۔۔

"ہاں بہت زیادہ"۔۔وہ بےخودی میں بولا تھا۔۔

"مجھ۔۔مجھے۔۔نوکری پر رکھ لیں۔۔آپ بِنا تن۔۔تنخواہ"۔۔اُس کی بات پر وہ ایک دم ہوش میں آیا تھا۔۔وہ حد سے زیادہ سادہ تھی۔۔اُس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"دیکھیں میں۔۔میں نے پہلے بھی کہا تھا۔۔مجھ۔۔مجھے سب کام۔۔آتے ہیں۔۔کھانا بنانا، صفائی۔۔آ۔۔آپ کے جتنے پیسے ہوں آپ۔۔"۔۔وہ جلدی جلدی بولتی جارہی تھی جبکہ اُس کا موڈ خراب ہوتے دیر نہیں لگی تھی۔۔

"جسٹ۔جسٹ اسٹاپ اِٹ۔۔!!"

وہ دھاڑا تھا۔۔وہ ایک دم سہم کر پیچھے ہوتی ٹیپ ریکارڈر کی طرح آف ہوئی تھی۔۔اُس نے جُھک کر گملے سے والٹ اُٹھا کر مٹی جھاڑی تھی۔۔

"ارے اللہ مِل گیا۔۔"۔۔وہ بےساختہ خوشی سے چِلائی تھی۔۔

"یہی تو۔۔یہی تو آپ بھول کر جارہے تھے۔۔میں آپ۔۔آپ۔۔کو دے۔۔دینے آرہی تھی"۔۔جوش سے بولتے بولتے اُس پر نظر پڑتے ہی اُس نے پھر رُک رُک کر اپنا جُملہ پورا کیا تھا۔۔

"تو اِس کا نام نہیں تھا کیا۔۔؟؟۔۔خواہ مخواہ میرا اتنا ٹائم ویسٹ کیا"۔۔وہ دانت پیستے بولا تھا۔۔

"بٹ۔۔بٹوا"۔۔اُس کے انداز دیکھ کر لفظ اُس کے گلے میں پھنسے تھے۔۔

"بٹوا"۔۔اپنے برانڈڈ والٹ کو بٹوے کے نام سے پُکارے جانے پر وہ عجیب نظروں سے والٹ کو دیکھ کر زیرِلب بولا تھا۔۔

"جج۔۔جی۔۔یہ بٹ۔۔بٹوا"۔۔وہ ہاتھ کی پشت سے آنکھ صاف کرتی بولی تھی۔۔

"وا۔۔لِٹ"۔۔وہ اُس کی آنکھوں کے سامنے والٹ کرکے والٹ پر زور دے کر بولا تھا۔۔ لیکن پھر موبائل بجنے پر جلدی سے گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔۔

"دے دیا بٹوا میاں کو۔۔؟؟"۔۔بُوا نے اُسے آتے دیکھ کر پوچھا تھا۔۔

"بٹوا نہیں وا۔۔والٹ بُوا"۔۔وہ دھیمے سے بولتی بُوا کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔بُوا کو ایک لمحے میں جیسے ساری بات سمجھ آئی تھی۔۔۔

"ارے بِٹیا اُس انگریز بٹوے کو بٹوا کہنے سے چڑتا ہے میاں۔۔"۔۔وہ ہنسی تھیں۔۔

"کہاں جارہی ہو۔۔؟؟ ناشتہ کرو بِٹیا"۔۔بُوا نے اُسے جاتے دیکھ کر پُکارا تھا۔۔

"بُوا۔۔یہ بہت زیادہ ہے۔۔مم۔۔میں۔۔نن۔۔نہیں"۔۔زندگی کی تلخ یاد نے اُسے جُملہ مُکمل نہیں کرنے دیا تھا۔۔

"ارے منحوس ماری آٹا کیا مُفت میں آتا ہے جو تو اپنے لیے روٹی پکانے بیٹھ گئی ہے، یہ سُمی اور فیاض نے آدھی آدھی روٹی بچائی ہے یہ کھا لے"۔۔اپنے سامنے پڑے پراٹھے کو دیکھ کر اُس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ پھنسا تھا۔۔

"مم۔۔میں یہ اِن کا چھوڑا ہوا۔۔کھا۔۔کھا لیتی ہوں"۔۔وہ اپنے آنسو صاف کرتی اُس کی ادھ کھائے پراٹھے کی پلیٹ اپنے سامنے کرتی جلدی سے بولی۔۔ شُکر تھا بُوا روز کے کاموں میں اُلجھی ہوئی تھیں۔۔

"اچھا چلو۔۔یہ ہم چوکیدار کو دے آتے ہیں"۔۔وہ اُس کا پراٹھا اُٹھا کر باہر چلی گئی تھیں۔۔

....

ایک ہفتے تک یہی روٹین رہی تھی۔۔وہ اُس کے وجود کو تسلیم نہیں کر پایا تھا لیکن اب اُسے کچھ کہتا بھی نہیں تھا۔۔بُوا کی وہی باتیں تھیں۔۔ وہ اُسے زیادہ سے زیادہ اُس کے کاموں میں اُلجھائے رکھتی تھیں۔۔

....

"موت پڑی تھی تُجھے، چھوڑ کر آگئی منحوس ماری کو۔۔اب آکر بیاہ کر لے جائے گی تُجھے تیری پھپھی۔۔!"۔۔پروین ایک ہفتے میں ہی کام کر کر کے بیزار ہوگئی تھی۔۔

"آئے گی، دیکھنا اماں آئے گی پھپھی۔۔ساری دُنیا دیکھے۔۔آہ اماں۔۔"۔۔پروین کی پڑنے والی جوتی سے وہ بلبلا اُٹھی تھی۔۔

"کیا ہے اماں۔۔ہاتھ نہیں ٹوٹتے تیرے۔۔میں منحوس ماری رابی نہیں تیری اپنی اولاد ہوں۔۔اتنی زور سے مارا ہے"۔۔وہ جاہلوں کی طرح چیخ رہی تھی۔۔

"اُٹھ باپ آنے والا ہے دو تین روٹیاں ڈال۔۔صبح سے لگی ہوئی ہوں۔۔"۔۔پروین کا بس چلتا اُسے مار مار کر آدھا کر دیتی۔۔

"مجھ سے نہیں پکائی جاتی روٹیاں"۔۔وہ تنک کر کہتی کھڑی ہوئی تھی۔۔

"تو اِن منحوس ماروں کو دانہ پانی ہی دے دے۔۔کل سے شور مچا مچا کر دماغ خراب کر دیا ہے"۔۔اُس نے نفرت اور بیزاری سے مُرغیوں کے دڑبے کو دیکھا تھا۔۔

"دیکھ اماں میں نہیں دے رہی۔۔وہ گندگی اِن کی گندگی برداشت کر سکتی تھی میں نہیں"۔۔ سُمی نے حقارت سے مُرغیوں کو دیکھا تھا، جو بھوک و پیاس سے نڈھال اب شور مچانے کی سکت بھی کھونے لگی تھیں۔۔ایک ہفتے سے وہ اُس مہربان وجود کی راہ تکتی مایوس ہونے لگی تھیں۔۔

"مر جائیں گی۔۔منحوس۔۔۔۔۔کہیں کی"۔۔اُس نے گالی بکی تھی۔۔وہ دونوں کیا بلکہ سارا گھر اِس ایک ہفتے میں ایک دوسرے کو بے دریغ گالیاں ہی بکتا رہتا تھا۔۔

"اچھا ہے مر جائیں۔۔چیں چیں چیں چیں۔۔خود سے نہیں مریں گی تو میں ذبح کر دوں گی

کسی دن۔۔زندگی حرام کردی ہے، وہ منحوس کیا کم تھی جو اپنی نشانی چھوڑ کر گئی ہے۔۔۔۔۔۔ کہیں کی"۔۔۔وہ پروین کی جوتی زور سے دڑبے پر مارتی ہذیان بکتی ہوئی چھت پر چلی گئی تھی۔۔۔بے زبان مُرغیاں اِس اِفتاد پر رب سے فریاد کرتیں چیں چیں چیں کرتی رہ گئی تھیں۔۔

"میری اپنی ذلیل اولاد ہی ہڈحرام ہے۔۔آج تُجھے ٹھیک کرواتی ہوں فیاض سے رُک جا تُو ذرا۔۔"۔۔پروین نے اپنی دھمکی پر پورا پورا عمل کرنے کا ارادہ کر کے پاس پڑا دانوں کا ڈبہ اُٹھایا تھا۔۔

"کہتی ہوں فیاض کے ابا کو بیچ دے اِن منحوسوں کو۔۔۔۔۔مل جائے تُو مجھے رابی۔۔تُجھے اللہ پوچھے"۔۔بکتی جھکتی گندے باس زدہ دڑبے میں دانہ پھینکنے کے بعد وہ باورچی خانے میں چلی گئی تھی۔۔اُس کے وجود کے ساتھ اِس گھر کا رہا سہا سکون بھی رُخصت ہوگیا تھا۔۔

....

اُس دن وہ آفس سے جلدی گھر آگیا تھا۔۔دوپہر کے دو بج رہے تھے۔۔گھر میں ویسے بھی خاموشی ہی ہوتی تھی لیکن اِس وقت اُسے بُوا کی غیر موجودگی محسوس ہوئی تھی۔۔وہ کوٹ کو بازو پر رکھتا کچن کی طرف آیا تھا۔۔

وہ چُولہے کے پاس کھڑی بُوا کے لیے بنائی گئی یخنی کو چکھ رہی تھی

"بُوا کہاں ہیں۔۔؟؟"۔۔وہ جو اپنے ہی دھیان میں تھی اُس کی آواز پر بے ساختہ اُچھلی تھی۔۔

نتیجتاً اُس کے ہاتھ سے چمچ گِر پڑا تھا۔۔

"سی"۔۔گرم گرم یخنی سے بھرا چمچ اُس کے پیر کو جلا گیا تھا۔۔اپنے دُکھتے پاؤں کی تکلیف کو نظر انداز کر کے اُس نے معاذ کی طرف دیکھا تھا۔۔لیکن اُسے اپنی طرف دیکھتا پاکر اُس نے فوراً نظریں جھکائی تھیں۔۔

"وہ۔۔بُوا کے سر میں۔۔درد تھا تو وہ۔۔"۔۔اُس کی آدھی بات سُنتے ہی وہ پلٹ گیا تھا۔۔

پیر کی تکلیف کو نظر انداز کیے وہ نیچے سے چمچ اُٹھانے جُھکی تھی۔۔کتنے ہی آنسو آنکھوں کا بند توڑتے اُس کے پیر پر آگرے تھے۔۔نجانے پیر کی تکلیف تھی یا اُس کی بے رُخی۔۔آنکھوں کا ماتم جاری تھی۔۔

"بٹیا۔۔اُس کے چھوٹے چھوٹے کام اُس کے بغیر بولے کیا کرو"۔۔اچانک ایک سوچ نے اُس کے ذہن کے در وا کیے تھے۔۔آنسو صاف کرکے اُس نے سنک سے آنکھوں میں پانی کے چھپاکے مارے تھے۔۔

یخنی کی آنچ کم کر کے اُس نے دوسرے چولہے پر چائے کا پانی رکھا تھا۔۔

....

اُس نے بُوا کے کمرے میں جھانکا تھا، اُنہیں سوتا دیکھ کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔ کوٹ، شرٹ، گھڑی کو بیڈ پر پھینک کر اُس نے جوتے اُتارے تھے۔۔پاؤں میں سلیپرز ڈال کر وہ کپڑے اُٹھا کر واشروم میں بند ہوا تھا۔۔

چار پانچ منٹ بعد وہ کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔کمرے کی بکھری حالت دیکھ کر اُس نے چائے کا کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا۔۔

تبھی واشروم کا دروازہ کلک سے کُھلا تھا۔۔رابیل کا دل اُچھل کر حلق میں آیا تھا۔۔کپ کو واپس اُٹھا کر اُس نے فوراً سے مُڑنے کی غلطی کی تھی۔۔

"یہ میں آ۔۔آپ"۔۔اُسے بنا شرٹ دیکھ کر اُس کے الفاظ مُنہ میں ہی رہ گئے تھے۔۔وہ اُسے نظرانداز کیے تولیے کو بیڈ پر پھینک کر اب وارڈروب سے اپنی شرٹ نکال کر پہن رہا تھا۔۔

"اب کیا تم ساری زندگی یہیں اسٹیچو بن کر کھڑی رہو گی۔۔؟؟"۔۔شیشے میں بال بناتے ہوئے وہ سپاٹ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔

"ن۔۔نہیں۔۔یہ۔۔مم۔۔چا۔۔چائے۔۔لائی تھی"۔۔اُس نے ہمیشہ کی طرح توڑ موڑ کر جُملہ پورا کیا تھا۔۔

"کیا میں نے تم سے چائے لانے کو کہا تھا۔۔؟؟"۔۔معاذ نے بیڈ پر بیٹھ کر موبائل پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا تھا۔۔رابیل نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اُس مغرور شہزادے کے گیلے بالوں پر ڈالی تھی۔۔

"ن۔۔نہیں"۔۔تیزی سے نفی میں سر ہلاتی وہ فوراً سے واپس پلٹی تھی۔۔

"کیا میں نے تمہیں چائے واپس لے جانے کو کہا۔۔؟؟"۔۔وہ یقیناً اُسے بوکھلانے پر مجبور

کر چکا تھا۔۔

"نن۔۔ نہیں"۔۔وہ واپس مڑ کر چائے سائیڈ ٹیبل پر رکھنے کو ذرا سا جھکی تھی۔۔وہ اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔جھکنے سے اُس کے سر سے شیفون ڈوپٹہ اُترا تھا۔۔وہی دو شرارتی لٹیں پھر سے اُس کے رخساروں کو چھیڑنے سے باز نہیں آئی تھیں۔۔ایک ہاتھ سے کپ رکھتے ہوئے اُس کے دوسرے ہاتھ نے بےساختہ بائیں رُخسار پر جھولتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسنا چاہا تھا لیکن وہ پھر رُخسار پر سلامی دے گئی تھی۔۔سیدھا ہوتے ہوئے رابیل کی نظر بلاارادہ اُس مغرور شہزادے کی طرف اُٹھی تھیں جو اُس سے چند انچ دور بیٹھا اُس کے رُخسار پر شریر لٹوں کا رقص دیکھنے میں محو تھا۔۔ایک سیکنڈ میں اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔وہ ایک دم سیدھی ہوتی جلدی سے مُڑی تھی۔۔پر بُرا ہو اُن جوتوں کا۔۔وہ اُس کے جوتوں سے اُلجھ کر لڑکھڑائی تھی۔۔معاذ فاروق سکون سے سگریٹ سلگاتا اُس کی بدحواسیاں نوٹ کررہا تھا۔۔

اورنج اور یلو کنٹراسٹ کے شلوار قمیض پر اُسی پرنٹ کے شیفون ڈوپٹے میں اُس کی گُندمی رنگت دمک رہی تھی۔۔ابھی بھی وہ اُس کی نظروں سے پریشان ہوتی بار بار اپنی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسنے میں لگی ہوئی تھی۔۔جب وہ اُس کے برابر سے ہوتا کمرہ چھوڑ چُکا تھا۔۔

رابیل کا کب کا رُکا سانس سینے سے خارج ہوا تھا۔۔

بُوا کی باتوں کا اثر تھا اور کچھ اپنی کام کرنے کی عادت۔۔بھاگنے کے بجائے اُس نے کمرے پر طائرانہ نظر ڈال کر جُھک کر جوتے اُٹھائے تھے۔۔جوتوں کو شو ریک میں رکھ کر اُس نے بیڈ

پر پڑا کوٹ اُٹھا کر وارڈروب میں ہینگ کیا تھا۔۔اور شرٹ کو میلے کپڑوں کی باسکٹ میں۔۔ آج کام والی نہیں آئی تھی۔۔ صبح اُس نے کمرہ تو سمیٹ دیا تھا لیکن کھڑکیاں کھولنے کے باعث ابھی فرنیچر پر ہلکی ہلکی گرد پڑی تھی۔۔کچھ سوچ کر وہ باہر سے ڈسٹر لے آئی تھی۔۔ کچھ منٹ بعد وہ واپس آیا تو وہ اُسے ڈسٹنگ کرتی نظر آئی تھی۔۔پرفیوم اور سگریٹ کی ملی جُلی خوشبو پر اُس نے بے ساختہ گردن گُھما کر دیکھا تھا وہ نظریں اُس پر مرکوز کیے دروازے پر کھڑا تھا۔۔

اُس کی نظروں سے وہ خود میں سمٹی تھی۔۔اُسے اِس طرح خواہ مخواہ جھجکتے شرماتے دیکھ کر وہ تھوڑا حیران ہوتا واپس بیڈ پر جا بیٹھا تھا۔۔

"آپ۔۔کھانا۔۔کھائیں گے۔۔؟؟"۔۔معاذ نے ایک نظر اُسے دیکھا تھا۔۔بیڈ شیٹ ٹھیک کرتی مصروف سا انداز۔۔

"نہیں"۔۔ایک لفظی مُختصر جواب۔۔وہ سر ہلا کر پلٹی تھی

"سُنو۔۔وہ۔۔۔کیا نام تھا تمہارا۔۔؟؟"۔۔اُس نے پیچھے سے پُکارا تھا۔۔وہ جو اُس کی آواز پر ایک دم پلٹی تھی، اُس کے سوال پر حیرت کا شکار ہوئی تھی۔۔وہ سگریٹ ایش ٹرے میں بجھا رہا تھا۔۔

اُس کا شوہر ایک ہفتے بعد اُس سے اُس کا نام پوچھ رہا تھا۔۔اُس سے پہلے کہ وہ جواب دیتی وہ اگلا سوال کر چُکا تھا۔۔

"کھانے میں کیا ہے۔۔؟؟"۔۔عجیب بے نیازی تھی۔۔

"پلاؤ"۔۔وہ دھیمے سے بولی تھی۔۔

"تھوڑا سا لے آؤ"۔۔ابھی بھی وہ اُس کی طرف دیکھے بغیر بولتا نیم دراز ہوا تھا۔۔نجانے کیوں کچھ لمحے وہ اُسے دیکھتی رہی تھی۔۔وہ مغرور شہزادہ اُس کے دل پر قابض ہونے لگا تھا۔۔

معاذ نے اُسے کھڑا دیکھ کر ٹی وی سے نظریں ہٹا کر اُسے دیکھا تھا۔۔اُس کے دیکھنے پر بھی وہ مُتوجہ نہیں ہوئی تھی۔۔تب اُس نے ایک دم چُٹکی بجائی تھی۔۔وہ ہڑبڑاتی ہوئی ہوش کی دُنیا میں واپس آئی تھی۔۔

"مم۔۔میں لے کر آتی ہوں۔۔"۔۔اپنی بے اختیاری پر شرمندگی سے سُرخ ہوتی وہ سرپٹ کمرے سے دوڑی تھی۔۔وہ کندھے اچکاتا دوبارہ ٹی وی کی جانب مُتوجہ ہوا تھا۔۔

....

"بکواس نہ کر۔۔!جا یہاں سے"۔۔اُس کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتا وہ غصے سے بولا تھا۔۔

"ہاں ابا کیوں اپنی بیٹی کی گندی نشانی بیچے گا"۔۔سُمی باپ کے غصے کی پرواہ کیے بغیر بولی تھی۔۔

"ایسی بےحیا اولاد کی نشانیاں تو جلا دینی چاہیئے فیاض کے ابا۔۔واہ بیٹی مُنہ کالا کر گئی اور باپ ہے کہ اُس کی گندی نشانی سینے سے۔۔"۔۔نجیب اللہ نے اسٹیل کا گلاس زور سے سامنے دیوار

پر دے مارا تھا۔۔

"نہیں بیچوں گا میں اِسے۔۔"۔۔وہ گلاس کو زور سے پاؤں مارتا گھر سے ہی نکل گیا تھا۔۔

"ہمیں بیچ دے پھر.."۔۔پروین اُس کی پُشت پر چلائی تھی۔۔

....

کتنے دِنوں سے بُوا اُسے رابیل کو باہر لے جانے کے لیے کہہ رہی تھیں پر ہر بار وہ اتنا لیٹ آتا کہ بُوا تو بُوا وہ بھی سوگئی ہوتی تھی۔۔

اج وہ ذرا جلدی گھر آگیا تھا۔۔بُوا نے رابیل کو تیار ہونے بھیجا تھا، پھر اُس کے پاس اُسے بتانے آئی تھیں۔۔توقع کے عین مُطابق اُس نے معذرت کرلی تھی۔۔

"اے میاں۔۔اللہ کو مُنہ دِکھانا ہے ہم نے۔۔ہماری تربیت ایسی۔۔اللہ للہ"۔۔اُنھوں نے باقاعدہ گال پیٹے تھے۔۔بُوا کے میلو ڈرامہ کو بلکل ہی اِگنور کرتا وہ واشروم کی طرف بڑھا تھا۔

"نکاح کیا ہے تو حقوق بھی ادا کرو۔۔نوکرانی نہیں لائے ہو تم۔۔ورنہ پھر ہم چوکیدار سے کہتے ہیں"۔۔وہ کہہ کر مُڑ گئی تھیں۔۔وہ ہکّا بکّا واشروم جاتے جاتے واپس آیا تھا۔۔

"اب کیا چوکیدار کے ساتھ بھیجیں گی اپنی بہو کو۔۔؟؟"۔۔وہ تنک کر پوچھ رہا تھا۔۔

"اے میاں۔۔ہوش کے ناخن لو۔۔اللہ رکھے اپنے شوہر کے ساتھ جائے گی ہماری بہو۔۔"۔۔اُن کی بات پر اُس نے لب بھینچے تھے۔۔

"بُوا آج میں آپ سے ایک بات صاف صاف کہہ رہا ہوں۔۔یہ نکاح میں نے صرف اور صرف اُس کے کہنے پر کیا ہے۔۔اور اُسے میری ساری شرطیں منظور ہیں۔۔ورنہ آپ جانتی ہیں۔۔مجھے ساری زندگی شادی ہی نہیں کرنی تھی۔۔"۔۔وہ پھٹ پڑا تھا۔۔اُس کے غصّے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اُنہوں نے جیسے کان پر سے مکھی اُڑائی تھی۔۔

"اب تو کرلی ناں میاں۔۔شادی کا لڈو مُنہ میں لے ہی لیا ہے تو میاں ہنس کر کھالو"۔۔اُن کی بات پر اُس نے نجانے کیسے ضبط کیا تھا۔۔

"ایک کام کریں چوکیدار کو ساتھ لے کر آپ چلی جائیں۔۔مجھے تنگ نہ کریں پلیز"۔۔وہ بیزاری سے کہتا پھر واشروم کی طرف بڑھا تھا۔۔

"اے لو میاں چوکیدار کا اچھا یاد دلایا تم نے"۔۔وہ ایک دم سر پر ہاتھ مارتیں کمرے سے باہر نکل گئی تھیں۔۔معاذ نے اوپر دیکھ کر شکر کا کلمہ پڑھا تھا پھر تیزی سے آگے بڑھ کر دروازہ بند کرنے کو تھا جب اُن کی بات پر اُس کے ہاتھ رُکے تھے۔۔

"بٹیا ذرا چوکیدار سے بولنا ہمارا ہندوستان کا ٹکٹ کٹوا دے"۔۔اُسے پتنگے ہی تو لگے تھے۔۔

"اُففففف"۔۔اُس نے ایک دم سانس کو اندر کھینچا تھا۔۔لیکن ضبط ٹوٹا تھا۔۔

بہت ہی جارحانہ انداز میں کمرے کا دروازہ پورا کھول کر وہ باہر آیا تھا

"کیا کہوں بُوا اُن سے۔۔؟؟"۔۔وہ سب سے اوپری سیڑھی پر کھڑی نہایت ہی فرمانبرداری سے پوچھ رہی تھی۔۔معاذ نے آگ برساتی نظروں سے اُسے گھورا تھا۔۔بُوا کی اُس کی جانب

پُشت تھی۔۔اُس کی نظروں سے خائف ہوتی وہ بے ساختہ اُلٹے قدم ایک سیڑھی نیچے اُتری تھی۔۔

"بس بٹیا دانہ پانی اُٹھ گیا ہے میرا بھائی کے گھر سے۔۔"۔۔بُوا کی بلیک میلنگ پر وہ عش عش کر اُٹھا تھا۔۔

"تمہارے پاس صرف سات آٹھ منٹ ہیں۔۔اِس سے زیادہ میں تمہارا ویٹ نہیں کروں گا"۔۔دروازہ دھاڑ سے بند کرتا وہ اندر غائب ہوا تھا۔۔اُس نے لرز کر بُوا کو دیکھا تھا۔۔

"وہ اتنے غصّے میں ہیں"۔۔وہ رو دینے کو ہوئی تھی۔۔

"ارے بٹیا سارے شوہر ہی بیوی کو آنکھیں دکھاتے ہیں۔۔تم آجاؤ۔۔جلدی سے تیار ہو جاؤ ورنہ شور مچائے گا"۔۔وہ اِسے لیے سیڑھیوں سے اُترنے لگی تھیں۔۔

"میں تیار ہوں بُوا۔۔لیکن بُوا مجھے اُن سے بہت ڈر لگتا ہے اور اب تو وہ بہت ہی غصّے۔۔"

"چھوڑو میاں کے غصّے کو۔۔اور یہ کیا تم درس میں جا رہی ہو۔۔؟۔۔میاں کے ساتھ جا رہی ہو۔۔سجو سنورو۔۔تاکہ اُس کا مزاج بھی زمین پر آئے تمہیں دیکھ کر"۔۔اُن کی بات پر وہ سُرخ چہرہ لیے بلکل چُپ ہوئی تھی۔۔لیکن دل کو دھڑکا لگا ہوا تھا نجانے کیا سلوک کرے گا وہ اُس کے ساتھ۔۔

....

"شیری۔۔تمہیں پتا ہے تم مجھے پہلی نظر میں ہی بہت اچھی لگی تھیں"۔۔وہ ہزار بار کی بتائی

بات اُسے پھر بتا رہا تھا۔۔بلیک ٹخنوں تک آتے فراک میں وہ لگ بھی بہت حسین رہی تھی۔۔

"تمہاری لَک (قسمت)"۔۔اِک ادا سے کہتے ہوئے اُس نے بڑی مہارت سے چھری کانٹے کی مدد سے اسٹیک کو مُنہ میں ڈالا تھا۔۔

"یس۔۔یہ میری لَک ہی ہے جو آج ہم ڈنر ساتھ کررہے ہیں ڈارلنگ"۔۔احمد نے اُس کا گال چُھوا تھا، بھرے ریسٹورانٹ میں احمد کی اِس حرکت پر وہ کِھلکھلائی تھی۔۔نجانے کتنی نظریں شہرین لئیق کے حسین وجود پر اُٹھی تھیں۔۔اور وہ اُسے دیکھتا نہال ہوا تھا۔۔

....

سارے راستے اُسے بلکل نظرانداز کیے وہ سگریٹ لبوں سے لگائے سامنے دیکھتا ڈرائیو کرتا رہا تھا۔۔وہ اُسے اٹیلین ریسٹورینٹ لے کر آیا تھا۔۔وہ مینیو پر نگاہ دوڑاتا گاہے بگاہے اُس کو بھی دیکھ رہا تھا۔۔

سفید رنگ کا نیٹ کا فراک۔۔جس پر کہیں کہیں گولڈن چھن لگے ہوئے تھے۔۔سفید شیفون کے ڈوپٹے کو بمشکل سر پر جمائے وہ جھکے سر کے ساتھ ہاتھوں کو مسلنے میں مصروف تھی۔۔

"کیا کھاؤگی۔۔؟؟"۔۔اُس کے پوچھنے پر رابیل نے ایک دم سر اُٹھایا تھا۔۔معاذ کی اُس پر اُٹھی سرسری نگاہ اُس کے گولڈن جُھمکوں پر اٹکی تھی۔۔ساتھ ہی مخصوص شریر لٹ نے اُس کے رُخسار کو بوسہ دے کر معاذ فاروق کو بےخود کیا تھا۔۔ہمیشہ کی طرح اُس کی نظروں سے

وہ سٹپٹاتی ہوئی خود میں سمٹی تھی۔۔

"کک۔۔کچھ۔۔بھی"۔۔وہ بمشکل سُن پایا تھا۔۔

"یہاں کچھ بھی نہیں ملتا"۔۔اُس نے مینیو کارڈ بند کرتے ہوئے ویٹر کو اشارہ کیا تھا۔۔اُس کے اِس طرح اچانک سے کارڈ بند کرنے پر اُسے لگا وہ غصّہ ہو گیا ہے۔۔

"جو۔۔جو۔۔آپ کھائیں"۔۔وہ گہرا سانس لیتا ویٹر کی جانب مُتوجہ ہوا تھا۔۔آرڈر نوٹ کروانے کے بعد معاذ نے ایک نظر اُس پر ڈالی تھی۔۔وہ اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔اُس کے دیکھنے پر گڑبڑاتی ہوئی دوبارہ سے نیچے دیکھنے لگی تھی۔۔نجانے کیوں آج معاذ فاروق کے سارے کے سارے دعوے کمزور پڑ رہے تھے۔۔اُس کی نظریں اب سامنے بیٹھے وجود کا طواف کرنے پر آمادہ تھیں۔۔اور وہ اُس کی نظروں سے خود میں سمٹی جارہی تھی۔۔

پندرہ بیس منٹ بعد ویٹر نے جو چیز اُس کے سامنے رکھی تھی اُسے دیکھ کر وہ ایک دم پریشان ہوئی تھی۔۔وہ اِس چیز کو دیکھ ہی پہلی بار رہی تھی۔۔لیکن اُسے چُھری کانٹا سنبھالتے دیکھ کر اُس نے بھی جھجکتے ہوئے دونوں اُٹھائے تھے۔۔

رابیل نے غور سے معاذ کے مہارت سے چلتے ہاتھوں کو دیکھا تھا۔۔پھر اُس کے دیکھا دیکھی کانٹا اور چُھری اسٹیک پر رکھے تھے۔۔جب تک وہ سمجھ پاتی وہ کانٹا مُنہ میں ڈال دیتا تھا۔۔ اُس نے دونوں چیزیں واپس ٹیبل پر رکھ دیں تھیں۔۔وہ اُس کا بغور خود کو دیکھنا نوٹ کررہا تھا۔۔

کافی دیر سے اُسے کھاتے نہ دیکھ کر معاذ نے نظر اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا۔۔وہ عجیب و غریب شکل بنا کر اسٹیک کو گھور رہی تھی۔۔

"کیا ہوا۔۔؟ اگر اسٹیک نہیں پسند تو کچھ اور منگوا لو۔۔"۔۔اُس کے اچانک پوچھنے پر وہ سٹپٹائی تھی۔۔

"نن۔۔نہیں۔۔یہ۔۔یہی ٹھیک ہے"۔۔اُس نے جلدی سے چھری کانٹا اُٹھایا تھا۔۔اُس نے ایک نظر اُس کے ہاتھوں پر ڈالی تھی۔۔

"فورک رائٹ ہینڈ (کانٹا سیدھے ہاتھ) میں پکڑو اور نائف لفٹ ہینڈ (چھری اُلٹے ہاتھ میں"۔۔اُس کے کہنے پر رابیل نے نا سمجھی سے اپنے ہاتھوں کو دیکھا تھا۔۔اُسے جیسے معاذ کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔۔وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ یہاں آکر کنفیوژ ہوگئی ہے۔۔

بنا کچھ کہے اُس کے ہاتھ سے چھری کانٹا لے کر صحیح طریقے سے پکڑا کر وہ پھر سے اپنی پلیٹ کی طرف مُتوجہ ہوا تھا۔۔اُسے اب بھی کھاتے نہ دیکھ کر اُس نے پھر سے اُس کی شکل کو دیکھا تھا۔۔کانٹے کو مُنہ میں ڈال کر وہ اُس سے بولا تھا۔۔

"ایسے۔۔"۔۔اُس کے اچانک بولنے پر وہ ایک دم سٹپٹائی تھی۔۔کانٹے کو اسٹیک پر رکھ کر معاذ نے اُسے اسٹیک کا پیس کاٹ کر دکھایا تھا۔۔اُس کے دیکھا دیکھی بڑی مُشکل سے وہ اسٹیک کا تھوڑا سا ٹکڑا کاٹ پائی تھی۔۔ساس میں ڈبو کر اُس نے جھجک کر اسٹیک کا ٹکڑا مُنہ میں رکھا تھا۔

لیکن عجیب سے ذائقے پر اُسے ایک دم اُبکائی آئی تھی۔۔اُس نے فوراً سے اپنا ہاتھ مُنہ پر رکھا تھا۔۔معاذ کی نظریں اُس کی جانب اُٹھی تھیں۔۔

"تم اِسے رہنے دو۔۔میں تمہارے لیے سینڈوچ آرڈر کر دیتا ہوں"۔۔وہ اُس کے آگے کولڈ ڈرنک کا گلاس رکھتا بولا۔۔ضرور یہاں کا سینڈوچ بھی اِسی الم غلم جیسا ہو گا۔۔

"نن۔۔نہیں۔۔مجھ۔۔مجھے بھوک نہیں۔۔ہے"۔۔وہ گھبرائی تھی۔۔

"یہ پیو"۔۔اُس کی عجیب و غریب شکل دیکھ کر اُس نے اُسے گلاس پکڑایا تھا۔۔

جب تک اُس نے کھانا کھایا وہ سر جُھکائے اپنے ہاتھوں کو مسلتی رہی تھی۔۔

راستے میں اُس کے لیے رول لے کر وہ لوگ ساڑھے دس بجے گھر آئے تھے۔۔معاذ کو سر میں ہلکا ہلکا درد محسوس ہونے لگا تھا۔۔جس میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا جارہا تھا، سارا راستہ وہ ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ سنبھالے دوسرے ہاتھ سے ہلکے سے سر کو دباتا آیا تھا۔۔

اُس کو اندازہ ہوا تھا کہ معاذ کے سر میں درد ہے

....

"آ گئے خیر سے بیٹا"۔۔بُوا ہاتھ میں تسبیح لیے صوفے پر بیٹھی اونگھ رہی تھیں۔۔وہ شرمندہ شرمندہ سی سر جُھکائے اُس کے پیچھے اندر داخل ہوئی تھی۔۔

"یہ آپ کیوں اب تک جاگ رہی ہیں بُوا۔۔؟ میرے لیے تو کبھی نہیں جاگتیں"۔۔وہ اُنہیں اب تک جاگتا دیکھ کر شکوہ کر گیا تھا۔۔

"آج آپ کی بہو کو لے گیا ہوں تو آپ کو ڈر لگ گیا کہ کہیں اِسے پھینک ویںک نہ آؤں۔۔ ہے ناں۔۔؟؟"۔۔اُن کے جواب دینے سے پہلے ہی وہ دوبارہ بول اُٹھا تھا۔۔اُس نے سٹپٹا کر معاذ کو دیکھا تھا جو موبائل میں مصروف ہوا تھا۔۔

"اے لو میاں۔۔مانا کہ غصّے میں باولے ہوجاتے ہو، لیکن اب اتنے بھی پاگل نہیں ہو کہ بیوی کو راستے میں کہیں پھینک آؤ"۔۔بُوا صوفے سے اُٹھتی ایسے بولیں جیسے کسی اور کے بارے میں بات کررہی ہوں، جب کہ اپنی شریکِ حیات کے سامنے لفظ باولا معاذ فاروق کو کچھ پسند نہیں آیا تھا۔۔وہ سر جھکائے اب تک وہیں کھڑی تھی۔۔

"باولوں کی کمی نہیں ہے بُوا یہ لیں۔۔یہ کِھلا دیجیئے گا اپنی بہو کو"۔۔وہ اُن کے ہاتھ میں رول دیتا سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا۔۔وہ اپنے آپ میں چور ہوئی تھی۔۔

"اے لو میاں۔۔یہ کیا بات ہوئی۔۔؟؟ تم بیوی کو کھانا کھلانے لے گئے تھے یا بھوکا مارنے۔۔؟؟"۔۔ایک نظر ہاتھ میں تھامے شاپر کے اندر ڈال کر اُنھوں نے حیرت سے اُس کی پُشت کو دیکھا تھا۔۔

"بھوکا مارنے۔۔لیکن بچ گئی ہے آپ کی بہو شُکر کریں۔۔"۔۔بولتا ہوا وہ سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔۔

"اے بِٹیا۔۔یہ۔۔"۔۔بُوا کی کچھ سمجھ نہیں آیا تو اُسکی طرف دیکھا۔۔

"بُوا۔۔وہ عجیب سی چیز تھی۔۔مجھ۔۔مجھ سے نہیں کھائی گئی"۔۔وہ ہاتھ مسلتی شرمندگی سے

بولی تھی۔۔بُوا اپنی مُسکراہٹ نہیں روک پائی تھیں۔۔

"یہ میاں تمہیں انگریزی ہوٹل لے گیا تھا۔۔؟؟"۔۔اُن کے بےساختہ پوچھنے پر وہ شرمندگی سے لال ہوتی مزید سر جھکا گئی تھی۔۔

"کوئی بات نہیں کچھ سالوں میں عادت ہوجائے گی تمہیں بھی"۔۔اُنہوں نے ہنستے ہوئے اُسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔

"نہیں بُوا۔۔نہیں ہوگی عادت"۔۔اِسٹیک کا ذائقہ یاد کرکے اُس نے عجیب سا مُنہ بنایا تھا۔۔ اُس کی سادگی پر وہ نہال ہی تو ہوئی تھیں۔۔

"میاں کی کوئی نیکی ہو بِٹیا تم۔۔اللہ تم دونوں کو ہمیشہ آباد رکھے۔۔آمین۔۔"۔۔اُنہوں نے بےساختہ اُس کی پیشانی چومی تھی۔۔دل ہی دل میں نم آنکھوں سے رب کا شُکر ادا کیا تھا۔۔

"چلو اب جلدی سے یہ کھا کر اوپر جاؤ شاباش۔۔ہم سونے جارہے ہیں"۔۔وہ اُس کے ہاتھ میں شاپر دیتی کمرے کی طرف بڑھی تھیں۔۔جب کہ وہ ابھی تک اُن کی دُعا پر ساکت کھڑی چونکی تو تب جب دو آنسو آنکھوں سے ہوتے ہاتھ میں تھامے شاپر پر گرے تھے۔۔پھر کچھ خیال آنے پر آنسو صاف کرتی وہ کچن میں گئی تھی۔۔

....

"یہ لیں"۔۔وہ چینج کیے بِنا بیڈ پر نیم دراز آنکھیں بند کیے ہوئے لیٹا سر کو ہلکے ہلکے دبا رہا تھا۔۔

جب اُس کی آواز پر اُس نے آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تھا۔۔وہ ہاتھ میں کپ تھامے سامنے کھڑی تھی، اُس کے آنکھیں کھولنے پر رابیل کی آنکھیں جھکی تھیں۔۔معاذ نے اُس کے سُندر روپ کو اپنی نظروں میں فوکس کیا تھا۔۔وہ ابھی تک اُسی سفید لباس میں تھی۔۔

"یہ کیا ہے۔۔؟؟"۔۔معاذ نے ویسے ہی لیٹے لیٹے پوچھا تھا۔۔اُس کی نظریں اُس کے چہرے کا طواف کرتیں اُس کے جُھمکے پر اٹکی تھیں۔۔

ہمیشہ کی طرح اُس کی نظروں سے وہ اپنے آپ میں سمٹی تھی۔۔

"چچ۔۔چائے"۔۔وہ بمشکل بول پائی تھی۔۔

"چائے کیوں۔۔؟؟"۔۔نجانے کیوں معاذ کا دل چاہا وہ ایسے ہی اُس کی نظروں کے سامنے کھڑی رہے۔۔

"آ۔۔آپ کے سر۔۔سر میں درد ہے ناں۔۔تو۔۔تو۔۔"۔۔اُس کی بے خود نظروں سے اُس سے بات مکمل کرنا مُشکل ہوا تھا۔۔اُس کی بات پر ایک پل کو وہ چُپ ہوا تھا۔۔

"یہ۔۔چا۔۔چائے پی لیں۔۔سر کا درد۔۔چلا جائے گا"۔۔اُس نے آگے بڑھ کر کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا۔۔

"اگر نہ گیا تو پھر کیا کرو گی۔۔؟؟"۔۔وہ ایک دم اُٹھ بیٹھا تھا۔۔نجانے کیوں معاذ فاروق کو اُس کے قرب کی تمنا ہوئی تھی اِس لمحے۔۔

اپنے بہت قریب اُسے دیکھ کر رابیل کی جان فنا ہونے لگی تھی۔۔

"میں۔۔میں اللہ سے دعا کروں گی آ۔۔آپ کا درد۔۔ٹھیک ہو جائے"۔۔وہ جلدی سے کہتی اُس کے پاس سے ہٹتی بغیر رُکے واش روم میں بند ہوئی تھی۔۔واشروم کے بند دروازے کو دیکھتے دیکھتے اُس کے ہونٹوں کو ہلکی سی مُسکان نے چھوا تھا۔۔گہرا سانس لیتے ہوئے وہ دوبارہ سابقہ پوزیشن میں نیم دراز ہوا تھا۔۔اُسے اندازہ تھا یہ درد چائے سے ٹھیک ہونے والا نہیں تھا۔۔اُس نے دھیرے سے آنکھیں بند کی تھیں۔۔

....

نماز پڑھنے کے بعد اُس نے جائے نماز جگہ پر رکھی تھی۔۔نماز کے دوران ہی اُسے کمرے میں پھیلتی سگریٹ کی بو سے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ سگریٹ پی رہا تھا۔۔اُس نے اُس کی طرف دیکھا وہ آنکھوں پر بازو رکھے شاید سو رہا تھا۔۔

اُس کی موجودگی میں نجانے کیوں رابیل کا دل الگ لے پر دھڑکنے لگا تھا۔۔

ساڑھے گیارہ بجاتی گھڑی پر نظر ڈالتی وہ سونے کے ارادے سے کاؤچ کی طرف بڑھی تھی۔۔

"سُنو۔۔!!"۔۔لیکن پیچھے سے اُس کی پُکار پر ایک پل کو دل کے ساتھ وہ بھی رُکی تھی۔۔

"جج۔۔جی"۔۔وہ پلٹی تھی۔۔چائے ویسے ہی پڑی تھی۔۔

"اِدھر آؤ"۔۔اُس کے بُلانے پر رابیل وہیں ساکت ہوئی تھی۔۔

"بُوا کی میڈیسنز میں پین کلر ہو گی وہ لے آؤ"۔۔وہ اپنا سر دباتا بولا۔۔وہ سر ہلا کر جلدی سے کمرے سے نکل گئی تھی۔۔کچھ لمحوں بعد وہ ہاتھ میں ٹیبلٹ اور پانی کا گلاس لیے اُس کے

پاس آئی تھی۔۔وہ آنکھیں بند کیے نیم دراز تھا۔۔

"سُن۔۔سُنیے"۔۔دھیمی آواز میں پُکارا۔۔معاذ نے آنکھیں کھولی تھیں۔۔

سُرخ، نیند سے بوجھل خمار آلود آنکھیں۔۔رابیل کا دل شدت سے سُکڑ کا پھیلا تھا۔۔

وہ آنکھوں کو دوبارہ بند کرچکا تھا۔۔

"یہ۔۔یہ دوائی لے لیں۔۔آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے کیا۔۔؟؟"۔۔وہ پریشانی سے بولتی اُس کے تھوڑا اور قریب ہوئی تھی۔۔لیکن وہ ویسے ہی لیٹا رہا تھا۔۔اُس کی پریشانی میں اضافہ ہوا تھا۔۔اُس نے ٹیبلٹ اور گلاس ٹیبل پر رکھ کر اپنے ہاتھوں کو مسلا تھا۔۔پھر ایک نظر اُس کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو دیکھا تھا۔۔

"شاید طبیعت کچھ زیادہ ہی خراب ہے۔۔میں بُوا۔۔بُوا کو بُلا کر آتی ہوں"۔۔خود کلامی کر کے وہ پلٹنے کو تھی جب معاذ نے اُس کی کلائی تھام کر اُسے روکا تھا۔۔رابیل کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔۔

"تمہیں سر دبانا آتا ہے۔۔؟؟"۔۔اُس انوکھے سوال پر رابیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اُس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تھا لیکن پھر نجانے کیا ہوا کہ ایک دم جھجکتے ہوئے فوراً سے ہٹا بھی لیا تھا۔۔

"یہاں بیٹھو پلیز۔۔میرا سر دباؤ۔۔"۔۔معاذ نے دوبارہ سے اُس کا ہاتھ تھام کر اُسے بیڈ پر بیٹھنے کو کہا تھا۔۔

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بیڈ کی دوسری سائیڈ کی جانب بڑھنے کو تھی جب اُس کی اگلی فرمائش پر اُس کے قدم رُکے تھے۔۔

"لائٹ آف کردو"۔۔لائٹ بند کرتی وہ من من قدم لیے اُس کے پاس بیڈ پر آکر بیٹھی تھی۔۔

اُس نے اپنا کانپتا ہاتھ معاذ کی پیشانی پر رکھا تھا۔۔

اُس کے پاس سے آتی مخصوص خوشبو۔۔اُس کی قُربت۔۔رابیل کے حواس سلب کررہے تھے۔۔تو دوسری طرف درد کی شدت سے بے حال ہوتے معاذ نے اپنا سر اُس کی گود میں رکھا تھا۔۔رابیل کو لگا کائنات تھم سی گئی ہے۔۔اِس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچتی معاذ نے اُس کے ہاتھ کو اپنے ہونٹوں پر رکھا تھا۔۔

"مم۔۔میں۔۔"۔۔اُس کا دل سینہ توڑ کر نکلنے کو تھا۔۔

"شش"۔۔اگلے ہی لمحے وہ اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتا اُسے خاموش کروا چُکا تھا۔۔

....

بیدار ہوتے حواسوں کے ساتھ اُس نے گہرا سانس اندر کو کھینچا تھا۔۔اپنے بہت ہی پاس بھینی بھینی خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے اُس نے مُندی مُندی آنکھوں کو کھولا تھا لیکن معاذ فاروق کو حیرت کا ایک جھٹکا لگا تھا۔۔

وہ اُس کے سینے پر سر رکھے بڑے شان سے سورہی تھی۔۔جبکہ اُس کا اپنا بازو اُسے کسی قیمتی

متاع کی طرح اپنے حصار میں لیے ہوئے تھا۔۔لمحے کے ہزارویں حصّے میں اُس نے اُس کا سر خود پر سے ہٹا کر بیڈ پر پھینکا تھا۔۔

وہ جو بڑے سکون سے میٹھی نیند سو رہی تھی اِس اچانک افتاد پر ایک دم آنکھیں کھول گئی تھی۔۔اپنے بہت قریب اُسے خود کو خون آشام نظروں سے گھورتے دیکھ کر وہ مارے ڈر کر اُٹھ بیٹھی تھی۔۔لمبے بال پشت پر پھیلے تھے۔۔

"تم۔۔تم یہاں کیا کررہی ہو۔۔؟؟ کہا تھا ناں اپنی حد میں رہنا۔۔"۔۔وہ اُس کا بازو تھام کر غرایا تھا۔۔

رابیل کے اوسان خطا ہوئے تھے۔۔اُس کا ننھا سا دل کچھ سمجھ نہ پایا تو سسک اُٹھا تھا

"آپ۔۔آپ کی طبیعت۔۔را۔۔رات۔۔"۔۔اُس کے کُھلے، بکھرے بالوں پر نگاہ پڑتے ہی معاذ فاروق کو گُزری رات اپنی بے اختیاری یاد آئی تھی۔۔وہ یہ کیا کر بیٹھا تھا۔۔معاذ فاروق خود سے کیے سب دعوے توڑ بیٹھا تھا۔۔

"دفع ہوجاؤ میری نظروں سے"۔۔وہ جیسے اپنے آپ میں نہیں رہا تھا۔۔اُس نے اُس کے بازو کو بےدردی سے دھکا دیا تھا۔۔

"سی"۔۔وہ گرتے گرتے بچی تھی۔۔

"جسٹ گیٹ آؤٹ آف مائی سائٹ"

(میری نظروں سے دور ہوجاؤ)

اب کے وہ دانت بھینچ کر چِلایا تھا۔۔ہونٹوں پر ہاتھ رکھتی ہوئی وہ بِنا ڈوپٹے اور چپل، کھُلے بالوں کے ساتھ بھاگتی ہوئی اُس کے کمرے سے نکلی تھی۔۔

صد شُکر کے بُوا سورہی تھیں۔۔مُنہ پر ہاتھ رکھے اُس نے خود کو واشروم میں قید کیا تھا۔۔ رات اُس کا مہربان روپ دیکھ کر وہ تو سمجھی تھی زندگی کو اُس پر رحم آیا ہے، لیکن یہ تو زندگی کا دوسرا بھیانک روپ تھا شاید۔۔وہ کپڑوں سمیت شاور کے نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔

....

"اللہ جوڑی سلامت رکھے۔۔ماشاءاللہ۔۔خوش رہو۔۔اللہ ہمارے بچّوں کو ڈھیروں خوشیاں نصیب کرے آمین"۔۔بُوا نے اُس کا نہایا دھویا نکھرا نکھرا روپ دیکھ کر بلائیں لے ڈالی تھیں۔۔بُوا کی دعاؤں پر جہاں شرم و حیا سے اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا وہیں اُس کی آنکھیں بھیگی تھیں۔۔جو کہ اُن سے مخفی نہیں رہ سکی تھیں۔۔

"ارے بٹیا۔۔رونے کیوں لگ گئیں"۔۔اُنھوں نے ہنستے ہوئے اُسے گلے لگایا تھا۔۔بڑی مُشکل سے اُس نے خود کو سنبھالا تھا۔۔ لیکن آنسو تھے کہ بہے چلے جارہے تھے۔۔اُنھوں نے اُسے کندھوں سے تھام کر اپنے ہاتھوں سے اُس کے آنسو صاف کیے تھے۔۔

تبھی وہ کچن میں آیا تھا۔۔دونوں کو نظرانداز کرتا وہ گلاس لیے فریج کی طرف بڑھا تھا۔۔ اُسے دیکھ کر بُوا مُحبت سے مُسکرائی تھیں۔۔رابیل کو کیا کیا نہ یاد آیا تھا۔۔شرم و حیا اور اہانت کے احساس سے اُس کے چہرے کی سُرخی میں اضافہ ہوا تھا اُس نے جلدی سے رُخ موڑا

تھا۔۔

"بس اب جلدی سے ہمیں نانی دادی بناؤ تم دونوں۔۔تاکہ ہمیں بھی احساس ہو کہ ہم بوڑھے ہوچکے ہیں"۔۔اُن کی بات پر رابیل کا چہرہ کانوں کی لویں تک سُرخ ہوا تھا۔۔ تبھی اُس نے ہاتھ میں تھاما گلاس پوری قوت سے سامنے دیوار پر دے مارا تھا۔۔دونوں نے دہل کر اُسے دیکھا تھا۔۔

"بُوا اِس نے اپنی حد خود مُقرر کی تھی۔۔آپ بھی خواب دیکھنا چھوڑ دیں۔۔مجھے بچّے نہیں پسند"۔۔وہ زہر آلود لہجے میں کہتا اُس کے دل کے نجانے کتنے ٹکڑے کر کے کچن سے نکل گیا تھا۔۔بُوا سینے پر ہاتھ رکھتی اُس کے پیچھے گئی تھیں۔۔

"اے میاں۔۔کیا اول فول بول رہے ہو۔۔اللہ کا نام لو"۔۔اُن کی بات کو نظرانداز کرتا وہ تیزی سے لاؤنج کا دروازہ پار کر گیا تھا۔۔

....

" بچّے۔۔!!"۔۔وہ ایسے چِلائی تھی جیسے کسی بچھو نے ڈنک مارا ہو۔۔

"ہاں بچّے۔۔کتنے کیوٹ ہوتے ہیں ناں۔۔ہمارے کم از کم چار بچّے تو ہونے ہی چاہیئے شیری"۔۔وہ اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا مُحبت سے بولا تھا لیکن وہ اپنا ہاتھ چُھڑاتی بدک تھی۔۔

"ہیو یو گون میڈ احمی۔۔؟؟"

(کیا تم پاگل ہو چکے ہو احمی۔۔؟؟)

"یار آئی ایم سیریس شیری۔۔وی شُڈ پلین اور فیملی ناؤ"

(یار میں سنجیدہ ہوں شیری۔۔ہمیں اب اپنی فیملی بڑھانی چاہیئے)

"تم چاہتے ہو میں تمہارے چار بچّے پیدا کر کے اپنے فِگر کو ڈِسٹرائے (تباہ) کر دوں۔۔؟؟"۔۔ وہ طنزیہ بولی تھی۔۔اُس نے حیرت سے اُس کے پہلے سے فربی مائل وجود کو دیکھا تھا۔۔اُس کی نظروں کو بھانپ کر شہرین کے تیور بگڑے تھے۔۔وہ موٹی ہرگز نہیں تھی بس اُس کا جسم قدرے بھرا بھرا تھا۔۔

"اب اتنی زیادہ بھی موٹی نہیں ہوں۔۔"۔۔وہ اُس کی شکل دیکھ کر ہنس پڑا تھا۔۔

"یار میں نے کب کہا تم موٹی ہو۔۔اچھا بس ایک بے بی۔۔بلکل تم جیسا پیارا"۔۔وہ اُس کے گال کھینچتا لاڈ سے بولا لیکن وہ اُس کا ہاتھ جھٹکتی بیڈ سے ہی اُتر گئی تھی۔۔

"دو سالوں تک تو سوچنا بھی مت احمی"۔۔وہ اُنگلی اُٹھا کر قطعیت سے بولی تھی۔۔

"اچھا ناں۔۔جس میں آپ کی خوشی میڈم"۔۔اُس نے اُس کے سامنے اپنی ہار مانی تھی۔۔

....

یہ لڑکی دن بہ دن اُس کے حواسوں پر چھاتی جارہی تھی۔۔اور معاذ فاروق کو اپنا آپ اُس کے آگے ہارتا ہوا محسوس ہورہا تھا۔۔حد بھی اُس نے خود ہی بنائی تھی اور اب وہ بڑے آرام سے اُس حد کو توڑ بھی چُکا تھا۔۔

یہ اُس کا مسلسل تیسرا سگریٹ تھا۔۔

وہ چین اسموکر ہرگز نہیں تھا لیکن اب وہ کچھ زیادہ ہی پینے لگا تھا۔۔

تبھی اُس کی سیکرٹری ٹینا ناک کرتی اندر آئی تھی۔۔

"سر یہ آج کی اپائنٹمنٹس ہیں"۔۔ٹینا نے فائل اُس کے آگے ٹیبل پر رکھی تھی۔۔

"مس ٹینا میری آج کی ساری اپائنٹمنٹس کینسل کر دیں۔۔اور پلیز کسی کو اندر آنے مت دیں"۔۔اُس نے فائل لینے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔۔

"یس سر"۔۔وہ سر ہلاتی ہوئی فائل لے کر واپس چلی گئی۔۔

....

آج تیسرے دن اُس کا بُخار ٹوٹا تھا۔۔بُوا ڈرائیور کے ساتھ اُسے ڈاکٹر کے پاس لے گئی تھیں۔۔

تین چار دن اُسے مکمل نظرانداز کیے وہ راتوں کو دیر سے آنے لگا تھا اور صبح بُوا کی باتوں سے بچنے کے لیے جلدی نکل جاتا تھا، اُس نے تو یہ بھی شُکر کیا تھا کہ اتنے دنوں سے وہ نیچے بُوا کے ساتھ سو رہی تھی۔۔

آج اُسے بزنس ڈنر پر جانا تھا اِسی لیے وہ ساڑھے سات بجے ہی گھر آگیا تھا۔۔بُوا صوفے پر بیٹھی چاول چُن رہی تھیں۔۔

"شاباش ہے میاں۔۔بوڑھی بُوا کو تو چھوڑو۔۔تمہاری بیوی تین دن سے بُخار میں پڑی ہے کچھ

معلوم بھی ہے۔۔؟؟"۔۔اُنہوں نے اُسے آڑے ہاتھوں لیا تھا۔۔

"گھر میں گاڑی ڈرائیور دونوں ہیں بُوا"۔۔وہ لاپرواہی سے بولتا کمرے میں جانے کا ارادہ مؤخر کرتا وہیں اُن کے پاس بیٹھ گیا تھا۔۔جب وہ پانی کا گلاس لیے اچانک کچن سے نکلی تھی۔۔

"یہ لیں"۔۔رابیل نے جُھکی نگاہوں سے گلاس آگے بڑھایا تھا۔۔گندمی چہرہ کملایا ہوا تھا۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی اُس نے اُسے گہری نظروں سے دیکھا تھا۔۔ہمیشہ کی طرح اُس کی نظروں سے وہ خود میں سمٹی تھی۔۔ہاتھوں میں تھاما گلاس لرزا تھا۔۔

اُس کا جھجھکنا، خود میں سمٹنا نجانے کیوں معاذ فاروق کو مزہ دے گیا تھا۔۔اُس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظرانداز کیے اُس نے پُرسکون انداز سے ٹانگے لمبی کرکے سر کو صوفے کی پُشت سے لگایا تھا۔۔ نظریں ہنوز اُسی پر تھیں۔۔

"دو دِنوں سے بیوی کمرے میں نہیں ہے کچھ ہوش ہے تمہیں میاں۔۔؟؟ بیوی کے کچھ حقوق ہوتے ہیں۔۔نکاح اتنا آسان نہیں ہوتا۔۔اللہ بخشے تمہارا باپ تمہاری ماں کی بہت قدر کرتا تھا"۔۔بُوا اُن دونوں کو دیکھے بغیر اپنے کام میں مصروف تھیں۔۔اُن کی پہلی بات پر رابیل کو اپنا چہرہ تپتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔معاذ کا دل اُس کے چہرے کے رنگوں کو قریب سے دیکھنے کا خواہاں ہوا تھا۔۔دل کی خواہش پر لبیک کہتا وہ ایک دم کھڑا ہوا تھا۔۔اب وہ اُس کے بلکل پاس تھا۔۔خود پر اُس کی بےخود نگاہیں محسوس کرتے رابیل کی ٹھوڑی سینے سے جالگی تھی۔۔اُس سے پہلے کہ اُس کی ذرا سی قُربت پر اُس کے ہاتھ سے گلاس گرتا معاذ نے

اُس کے ہاتھ سے گلاس لے لیا تھا۔۔اگلے ہی پل وہ پلٹ کر کچن کی طرف بھاگی تھی۔۔

....

"منحوس ماری۔۔۔۔۔۔کہیں کی۔۔خود تو نکل گئی اِس جہنم سے۔۔مجھے پھنسا گئی۔۔اماں میں کہے دیتی ہوں اِس بے حیا منحوس کے کام میں نہیں کروں گی، بے حیا، منحوس۔۔اب مزے کررہی ہو گی نجانے کس کے ساتھ۔۔"۔۔وہ توے پر روٹی ڈال نہیں بلکہ پھینک رہی تھی۔۔

پروین نے اپنے کہے کے مطابق فیاض سے اُس کی شکایت کی تھی وہ جو پہلے ہی رابیل کی وجہ سے زخمی شیر بنا بیٹھا تھا، سُمی کے کام کرنے سے منع کرنے پر اُس پر تھپڑوں کی بارش کردی تھی۔۔پروین کو بیچ میں مُداخلت کرنی پڑی تھی ورنہ تو وہ اُسے جان سے مارنے کے درپے ہوا تھا۔۔

"کیا بکواس کررہی ہے تو"۔۔اِس سے پہلے کہ پروین اُسے کوئی جواب دیتی پیچھے سے نجیب اللہ نے اُس کے بال اپنی مُٹھی میں بھینچے تھے۔۔

"آ۔۔آ۔۔ابا چھوڑ۔۔اماں۔۔اماں"۔۔وہ باپ کی مُٹھی سے اپنے بال چھڑواتی پوری قوت سے چیخ رہی تھی۔۔

"ارے چھوڑ اِسے فیاض کے ابا۔۔مار ڈالے گا کیا اِسے۔۔اپنی بے حیا بیٹی کا بدلہ میری بیٹی سے لے گا کیا"۔۔پروین نے اُس کی بے رحم گرفت سے اُسے نکالنا چاہا تھا۔۔

"میری بیٹی کے بارے میں بکواس کرو گے تو میں چھوڑوں گا نہیں تُجھے بھی اور اِسے بھی"۔۔

وہ غصّے سے پاگل ہوتا اب پروین پر جھپٹا تھا۔۔

"ارے چھوڑ مجھے۔۔اُس بے غیرت کے صدمے نے تُجھے اندھا کر دیا ہے۔۔یہ بھی تیری ہی اولاد ہے۔۔وہ تیری گندی اولاد تھی ہی ایسی۔۔۔۔۔۔کی اولاد۔۔بھاگ گئی۔۔۔"۔۔اُس کے گال پر پڑے نجیب اللہ کا ہاتھ اُس کی تڑ تڑ چلتی زبان کو ایک دم چُپ کرواگیا تھا۔۔

"بس۔۔۔!!!میری بیٹی کیسی تھی مجھے معلوم ہے۔۔اب اگر تم ماں بیٹی کی زبان سے ایک لفظ بھی اُس کے بارے میں نکلا تو زبان ہاتھ میں دے دوں گا دونوں کی۔۔"۔۔وہ مغلظات بکتا گھر سے باہر نکل گیا تھا۔۔پروین ابھی تک گال پر ہاتھ رکھے ساکت سی کھڑی تھی۔۔آج تک اُس نے ہاتھ نہیں اُٹھایا تھا۔۔لیکن آج۔۔سُمی کا سکتا ٹوٹا تھا۔۔

"اماں۔۔ابا نے تُجھ پر اُس۔۔۔۔کی وجہ سے ہاتھ اُٹھایا۔۔۔۔۔۔کہیں کی۔۔"۔۔اُس نے اُس کے گال پر رکھے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چاہا تھا۔۔جب پروین نے زور سے اُس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے یکے بعد دیگرے دو تین تھپڑ اُسے رسید کیے تھے۔۔

"منحوس۔۔۔۔کی اولاد وہ نہیں تُو ہے۔۔مر جا منحوس۔۔صرف تیری وجہ سے زندگی عذاب میں آئی ہے۔۔اب بول اُس چڑیل کے بیٹے سے لائے تیرا رشتہ تُجھے تو میں چلتا کروں۔۔جان چھوٹے میری۔۔"۔۔اُسے دھکا دیتی وہ باورچی خانے سے نکل گئی تھی۔۔

"ہاتھ ٹوٹے تیرے اماں۔۔اور اُس فیاض کو تو اللہ پوچھے۔۔مرو بھوکے۔۔زہر نہ دوں تم لوگوں کو روٹیاں بناؤں۔۔ہونہہ"۔۔وہ بیلن زور سے زمین پر مارتی چھت پر چلی گئی تھی۔۔

"کاش تُو ہی دفع ہوجاتی سُمی اُس کی جگہ۔۔آرام تو تھا میری زندگی میں اُس کے ہوتے"۔۔ پروین پیچھے سے چلائی تھی۔۔

"ہاں کاش اماں۔۔آزادی ملتی مجھے بھی اِس جہنم سے"۔۔وہ چھت سے بدلحاظی سے چلائی تھی۔۔اُن دونوں کے مکالمے آس پاس کے گھروں نے سُنتے ہوئے توبہ توبہ کرتے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے۔۔یہ آس پاس کے وہی گھر تھے جہاں پروین کے بقول رابیل کے قصے مشہور ہورہے تھے۔۔آج وہی اڑوس پڑوس اُن ماں بیٹی کے اوپر تُھو تُھو کررہا تھا۔۔

....

"شیری مجھے تمہارا گردیزی کے ساتھ یوں اکیلے چلے آنا پسند نہیں آیا"۔۔اُسے واقعی بہت بُرا لگا شیری کا یوں رات ایک بجے بلا جھجک کسی غیر مرد کے ساتھ گاڑی میں اکیلے سفر کرنا۔۔وہ چاہے اُس سے کتنی بھی محبت کرتا مگر یہاں بات اُس کی غیرت کی تھی۔۔

"اوہ کم آن احمی۔۔ہی اِز آ فرینڈ"

(احمی وہ دوست ہے)

اُس کے انداز میں بے پروائی اُسے مزید تپا گئی تھی۔۔

"اور وہ سیلفی۔۔؟؟۔۔جو تم نے ہارٹ ایموجی کے ساتھ انسٹا پر لگائی ہے وہ۔۔؟؟"۔۔اُس کے دوسرے اعتراض پر شہرین نے ناگواری سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"احمی پلیز۔۔!!ڈونٹ بی سو کنزرویٹو"

(احمی پلیز!! اتنے قدامت پسند نہ بنو)

"تم شاید بھول رہی ہو شہرین تم میری بیوی ہو۔۔اور کوئی بھی غیرت مند مرد یہ برداشت نہیں کرے گا کہ اُس کی بیوی یوں غیر مرد کے ساتھ چہرے کے ساتھ چہرہ ملا کر پکچرز لے"۔۔شاید زندگی میں پہلی بار وہ اپنی محبوب بیوی پر چلایا تھا۔۔

"ڈیٹس ناٹ مائی پرابلم۔۔آئی ایم جسٹ لائیک دیٹ، اینڈ یو نو دیٹ"

(یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔۔میں ایسی ہی ہوں اور تم یہ بات جانتے ہو)

وہ اُس کے غصّے کی پرواہ کیے بغیر پاؤں پٹخ کر بولتی کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔۔

اُس کی بیوی کی غیر مرد کے ساتھ تصویر پر بڑھتے لائیکس اور کمنٹس کو برداشت نہ کرتے ہوئے اُس نے موبائل دیوار پر دے مارا تھا۔۔

یہ اُن دونوں کی شادی شُدہ زندگی کا پہلا جھگڑا تھا۔۔

....

اُس دن بُوا کے زبردستی کرنے پر وہ اُس کے کمرے میں اپنی مخصوص جگہ پر سونے کی تیاری کرنے لگی تھی۔۔اُس کے غصّے کے خوف سے وہ جلدی سونا چاہتی تھی۔۔۔اُسی وقت اُس نے کمرے میں قدم رکھا تھا۔۔اُسے دیکھ کر وہ جلدی سے ڈوپٹے میں خود کو چھپا کر لیٹ گئی تھی۔۔اُس کی بچوں والی حرکت پر معاذ کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ رینگی تھی۔۔جبکہ اُس کی متوقع ڈانٹ کا سوچ کر وہ ڈوپٹے کے اندر سانس روکے ہوئے تھی۔۔

حیرت کی بات یہ تھی کہ معاذ کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں آیا تھا۔۔کچھ لمحوں بعد واش روم کے دروازے کے کُھلنے اور بند ہونے کی آواز پر اُس نے ڈرتے ڈرتے ڈوپٹہ سر سے ہٹا کر دیکھا تھا۔۔

"کیسی طبعیت ہے اب۔۔؟؟"۔۔اچانک کمرے میں اُس کی آواز گونجی تھی، وہ اچھا خاصا ہڑبڑاتی ہوئی زبان دانتوں میں دیئے بچوں کی طرح پھر سے ڈوپٹے میں مُنہ چُھپا گئی تھی۔۔ اپنے ہی دل کی دھک دھک اُسے اپنے کانوں میں سُنائی دے رہی تھی۔۔

"لگتا ہے بُخار نے دماغ پر اثر کیا ہے"۔۔اُس نے نرمی سے کہتے ہوئے اُس کے سر سے ڈوپٹہ اُتارا تھا۔۔

وہ ہڑبڑاتی ہوئی اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

"نن۔۔۔نہیں۔۔۔مم۔۔۔میں۔۔۔بلکل۔۔ٹھیک۔۔ٹھیک"۔۔اُسے کچھ سمجھ نہیں آیا کیا کرے۔۔اپنی چوری پکڑے جانے پر وہ حواس باختہ ہی تو ہوئی تھی۔۔

"ریلیکس۔۔جاؤ بیڈ پر سو جاؤ"۔۔اُسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔۔

"نن۔۔نہیں۔۔مم۔۔میرا مط مطلب ہے۔۔میں"

"میں نے تم سے تمہارا مطلب نہیں پوچھا"۔۔وہ اپنے مخصوص سپاٹ لہجے میں کہتا واشروم میں گھس گیا تھا۔۔اب اُس کے کچھ کہنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔۔وہ آہستہ سے چلتی ہوئی بیڈ کے کونے پر جاکر لیٹ گئی تھی۔۔

اور دوسرے دن بھی اُس نے اُسے کاؤچ پر سوتے دیکھ کر ٹوکا تھا۔۔اب وہ خاموشی سے اُس کے برابر لیکن بیڈ کے بلکل کونے پر سونے لگی تھی۔۔

....

"بُوا مجھے کہاں یہ ٹچ موبائل چلانے آتا ہے۔۔ سُمی کے پاس پہلے بٹنوں والا فون تھا، پھر ابھی کچھ مہینے پہلے اُسے ابا نے ٹچ موبائل لے کر دیا تھا۔۔میں نے تو کبھی ہاتھ میں بھی نہیں لیا"۔۔وہ قیمتی اینڈرائڈ موبائل کو اُلٹ پُلٹ کرتی بولی۔۔جو کہ بوا کو معاذ نے لے کر دیا تھا، لیکن اُنہیں کہاں سمجھ آتا، اُس کی ضد پر اُنہوں نے اُس سے لے کر اپنے پاس رکھ لیا تھا۔۔ اب اُنہوں نے یہ فون رابیل کو دیا تھا۔۔

"اب کیا میاں کو فون کروگی تو ہر بار ہمارا فون لوگی۔۔ تمہارے پاس اپنا فون ہونا چاہیئے بٹیا۔۔ آج کے دور میں تو سب کے پاس فون ہوتا ہے"۔۔بُوا نے اُس سے کہا تھا۔۔

"لیکن بُوا یہ بہت مہنگا ہے اور بُوا وہ کہاں مجھے فون کرتے ہیں"۔۔موبائل کو دیکھتے ہوئے وہ اپنے دھیان میں بولی تھی۔نئے ماڈل کا گولڈن کلر کا اینڈرائڈ موبائل یقیناً قیمتی بھی تھا۔۔

"اے لو بِٹیا فون ہوگا تو کرے گا ناں میاں۔۔ تم رُکو ہم شاہد سے تمہارے لیے نیا نمبر منگواتے ہیں"۔۔وہ ڈرائیور کو اُس کے لیے سِم کارڈ لینے کا کہنے کے لیے باہر نکل گئی تھیں۔۔

"یہ بُوا بھی ناں۔۔مجھے کہاں چلانے آئے گا یہ فون"۔۔اُس نے موبائل کو ٹیبل پر رکھا تھا۔۔

....

"جی بُوا جی۔۔میں نے سِم لے لی ہے۔۔میں شام میں آکر آپ کو دے جاؤں گا"۔۔شاہد اُس کے ہاتھ سے گاڑی کی چابی لیتا موبائل کان سے لگائے بولا تھا۔۔وہ چونکا تھا۔۔

وہ ابھی ابھی فیکٹری سے واپس آفس پہنچا تھا۔۔یقیناً وہ بُوا سے بات کررہا تھا، تو یہ سم کارڈ کس کے لیے۔۔وہ اُلجھا تھا۔۔شاہد موبائل جیب میں رکھتا آگے بڑھنے لگا تھا جب وہ اُسے پُکار بیٹھا تھا۔۔

"یہ سِم کس کے لیے لی ہے تم نے۔۔؟؟"۔۔اُس نے آنکھوں سے گلاسس اُتارتے ہوئے پوچھا۔۔

"صاحب بوا جی نے بی بی جی کے لیے نئ سِم منگوائی تھی۔۔میں نے لے لی ہے۔۔یہ لیں صاحب"۔۔اُس نے جیب سے سِم نکال کر اُس کی طرف بڑھائی تھی۔۔اُس کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔

"یہ تم رکھو اپنے پاس۔۔مجھے کیز (چابی) دو"۔۔اُس سے گاڑی کی چابی لیتا وہ دوبارہ گاڑی میں جا بیٹھا تھا۔۔

....

"کمال کرتیں ہیں آپ بھی بُوا آپ نے شاہد کے این آئی سی (شناختی کارڈ) پر نئ سِم منگوائی ہے"۔۔وہ بولتا ہوا سیدھا اُن کے کمرے میں آیا تھا۔۔وہ جو بڑے آرام سے لیٹی ہوئی تھی

ایک دم اُٹھ کر بیٹھی تھی۔۔ہاتھ بے ساختہ پاس پڑے ڈوپٹے پر گیا تھا۔۔معاذ کی نظریں اُس کے کُھلے بالوں میں اٹکی تھیں۔

"وہ۔۔بوا۔۔بوا باہر۔۔"۔۔وہ گھبراتی ہوئی ڈوپٹہ سر پر ڈالتی بیڈ سے ہی کھڑی ہوگئی تھی۔۔

"تو میاں تم ہی لے آتے نیا نمبر اپنے کارڈ پر"۔۔وہ جو بلا ارادہ اُسے دیکھے گیا تھا پیچھے سے آتی بُوا کی آواز پر پلٹا تھا۔۔

"یہ لیں لے آیا ہوں۔۔اور بُوا ایسے کام آپ مجھے بولا کریں شاہد سے نہیں"۔۔اُس کے لہجے میں ناگواری صاف محسوس کی جاسکتی تھی۔۔وہ خواہ مخواہ ہی سر جُھکائے اپنے ہاتھ مسلنے لگی تھی۔۔

"میاں آج ہمیں سورج ضرور دیکھ لینا چاہیئے تھا کہاں سے نکلا تھا"۔۔بُوا حسبِ عادت لطیف سا طنز کرتی اندر آئی تھیں۔۔ویسے تو وہ ہاتھ ہی نہیں آتا تھا اور آج۔۔بُوا نے اُس کے ہاتھ سے سم لی تھی۔۔پھر بیڈ پر پڑا موبائل بھی اُٹھایا تھا۔۔

"دیکھ ہی لیتیں کہیں ہندوستان سے نہ نکلا ہو۔۔"۔۔وہ بھی باز نہیں آیا تھا۔۔کہتا ہوا وہ کمرے سے باہر جانے لگا تھا۔۔

"اے میاں جا کہاں رہے ہو۔۔؟ یہ لو، اِس میں نمبر ڈالو"۔۔اُنہوں نے اُس کے سامنے موبائل اور سِم بڑھائی تھی۔۔وہ یقیناً سِم کو نمبر کہہ رہی تھیں۔۔

"آج تو لگتا ہے آپ کو دیکھ ہی لینا چاہیئے تھا سورج واقعی ہندوستان سے ہی نکلا ہو گا"۔۔اُن

کے ہاتھ سے اپنا دیا ہوا موبائل لیتا وہ اُلٹ پُلٹ کر کے دیکھتا سچ میں طنز کر گیا تھا۔۔اتنے مہینوں سے اُس کے کہنے کے باوجود وہ موبائل استمال کرنے کو راضی نہیں تھیں اور آج۔۔ وہ حیران ہوا تھا۔۔

"ویسے نیا نمبر کیوں۔۔؟؟ کوئی تنگ ونگ تو نہیں کررہا آپ کو جو نمبر چینج کررہی ہیں"۔۔

اب کے اُن کے ہاتھ سے سم لیتا وہ شرارتاً بولا تھا۔۔رابیل کا دل کیا وہ وہاں سے غائب ہو جائے۔۔

"اے میاں۔۔اِس عمر میں ہمیں کوئی باولا ہی تنگ کرے گا۔۔یہ تمہاری بیوی کے لیے ہے۔۔نمبر ڈالو اِس میں"۔۔اُن کی اطلاع پر اُس کی بے ساختہ نگاہ سامنے گئی تھی، جو کسی مُجرم کی طرح سر جُھکائے شاید زمین پھٹنے کا انتظار کررہی تھی۔۔

"مم۔۔میں نے منع کیا تھا۔۔بوا۔۔کو۔۔ مجھ۔۔مجھے یہ استعمال۔۔ بھی۔۔ نن۔۔ نہیں کرنا آتا"۔۔وہ اُس کے متوقع غصے کے خوف سے منمنائی تھی۔۔

"بُوا مجھے چائے بجھوادیں"۔۔وہ دونوں چیزیں اپنے ساتھ لیتا پلٹ کر کمرے سے نکل گیا تھا۔۔

"بُوا یہ۔۔یہ ناراض ہو کر گئے ہیں"۔۔وہ رو دینے کو ہوئی تھی۔۔

....

وہ ٹرے لیے کمرے میں داخل ہوئی تھی سامنے ہی وہ بیڈ پر بیٹھا موبائل کی سیٹنگ کررہا تھا۔۔وہ سائیڈ ٹیبل پر ٹرے رکھ کر کمرے سے بھاگنے کو تھی جب اُس کا ارادہ دیکھ کر معاذ

نے اُسے پُکارا تھا۔۔

"جج۔۔جی۔۔"۔۔وہ پلٹی تھی۔۔

"یہ لو"۔۔اُس نے موبائل اُس کی طرف بڑھایا تھا۔۔پھر پلٹ کر چائے کا کپ اُٹھانے لگا تھا۔۔

چائے کا کپ اُٹھا کر وہ فوراً سے پلٹا تھا کیونکہ اُس نے اب تک اُس کے ہاتھ سے فون نہیں لیا تھا۔۔اُس نے کپ لبوں سے لگاتے ہوئے اُسے دیکھا تھا۔۔

"وہ۔۔مم۔۔میں۔۔آپ۔۔رہنے دیں۔۔یہ۔۔میں۔۔میں۔۔بُوا۔۔کا فون استعمال کر۔۔لوں گی۔۔مجھے۔۔ویسے۔۔بھی فون کی ضرورت۔۔نہیں ہوتی"۔۔وہ ازحد گھبرائی ہوئی تھی جیسے وہ اُسے موبائل کی جگہ کالے پانی کی سزا دینے لگا ہو۔۔

معاذ نے اپنا ہاتھ پیچھے نہیں کیا تھا۔۔

"مجھ۔۔مجھے یہ چلا۔۔نا نہیں آتا"۔۔وہ معصومیت بھری ہچکچاہٹ سے بولی تھی۔۔اب کہ معاذ نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔۔

ایک گھونٹ بھر کر وہ چائے واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھتا ہوا بیڈ پر دونوں ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گیا تھا۔۔

"بیٹھو یہاں"۔۔پھر اُسے دیکھے بغیر اپنے برابر بیٹھنے کو کہا تھا۔۔کچھ لمحوں بعد معاذ نے سر اُٹھایا تھا، وہ دونوں ہاتھوں کو مسلتی ویسے ہی کھڑی رہی تھی۔۔

لیکن اِس بار اُس کی آنکھوں کا تاثر اُسے بیٹھنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔وہ بیڈ کے بلکل کنارے پر بیٹھ گئی تھی۔۔

سانس اندر کھینچ کر وہ بے ساختہ اُس کے پاس کھسکا تھا کچھ سوچ سمجھے بغیر وہ ایک دم پرے کھسکی تھی اِس سے پہلے کہ وہ بیڈ سے نیچے گرتی معاذ نے فوراً سے اُس کے گرد بازو حمائل کر کے اُسے گرنے سے بچایا تھا۔۔

"تم کبھی نارمل نہیں رہ سکتیں کیا۔۔؟؟"۔وہ اپنا بازو نکالتا اُسے ڈپٹتا ہوا بولا۔۔وہ خفت سے سُرخ پڑتی اپنے حواسوں پر قابو پانے میں مصروف تھی۔۔

"میں تمہیں سیل کے بیسک فنکشنز (بنیادی کام) سکھا دیتا ہوں تاکہ فلحال تم اِسے آپریٹ(چلا سکو) تو کر سکو۔۔آہستہ آہستہ سیکھ بھی جاؤ گی"۔۔وہ بڑی مہارت سے انگوٹھے کی مدد سے اسکرین کو اوپر نیچے کرتا جانے کیا کیا کرتا جارہا تھا اور ساتھ ساتھ اُسے کچھ بتا بھی رہا تھا۔۔ ایک تو اُس کی قربت اوپر سے وہ پہلی بار ٹچ موبائل کو دیکھ رہی تھی، اُس کے خاک پلے نہیں پڑ رہا تھا۔۔معاذ کا کندھا اُس کے کندھے سے مس ہورہا تھا وہ غیر محسوس طریقے سے تھوڑی دور ہورہی تھی لیکن مشکل یہ تھی کہ بیڈ پر اب بلکل بھی جگہ نہیں تھی۔۔وہ اپنا دل سنبھالتی یا اسکرین کو دیکھتی۔۔؟؟ نیتجتاً وہ گود میں پڑے اپنے ہاتھوں کو ہی تکنے میں مصروف رہی تھی۔۔

"اب میں تمہیں کال کرتا ہوں اپنے سیل سے میری کال ریسیو کرو"۔۔اچانک بولتا ہوا وہ ا

اُس کے ہاتھ میں موبائل دیتا تھوڑا دور ہوا تھا۔۔وہ جیسے اچانک ہوش میں آئی تھی۔۔اُس کے ہاتھوں کے طوطے اُڑے تھے جیسے۔۔اچانک اُس کے ہاتھ میں تھاما موبائل بجا تھا۔۔

اُس نے ہڑبڑا کر معاذ کو دیکھا تھا جو اپنا موبائل ہاتھ میں لیے چائے کا کپ اُٹھا رہا تھا۔۔

رابیل کے دیکھنے پر اُس نے آنکھ کے اشارے سے اُسے کال اُٹھانے کو کہا تھا۔۔اُسے اِس وقت اپنا آپ کمرا امتحان میں لگا تھا۔۔اُس نے تھوک نگلتے ہوئے موبائل کی اسکرین کو دیکھا تھا جو اب تک بج رہا تھا۔۔ایک طرف ہرا گول نشان تھا دوسری طرف لال۔۔

"کم آن پِک اپ دی کال"

(شاباش کال اُٹھاؤ)

اُس کے بولنے پر رابیل نے جلدی سے اسکرین پر اُنگلی پھیری تھی۔۔بجتا موبائل ایک دم خاموش ہوا تھا۔۔اُس نے ڈرتے ڈرتے معاذ کو دیکھا تھا۔۔

"ویری گُڈ"۔۔وہ اُسے دیکھ کر مُسکرایا تھا۔۔رابیل کا سانس کچھ باحال ہوا تھا۔۔

یو ہیو سکسیسفُلی ریجیکٹڈ مائی کال"

(تم نے کامیابی سے میری کال مُسترد کردی ہے)

"شاباش میاں۔۔دیکھنا جلدی سیکھ جائے گی۔۔ایسے ہی پریشان ہورہی تھی یہ۔۔ذہین ہے ماشاءاللہ"۔۔بُوا ہاتھ میں تھامی ٹرے اندر لاتی بولی تھیں۔۔بُوا کو اندر آتا دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی، اُسے زیادہ انگریزی نہیں آتی تھی۔۔وہ اُس کا روانی میں بولا گیا جُملہ

سمجھ نہیں پائی تھی۔۔لیکن اُس کی مُسکراہٹ رابیل کو کچھ کچھ حوصلہ دے گئی تھی۔۔معاذ نے غور سے اُس کے چہرے کو دیکھا تھا جو معصومیت سے خوش ہوتی اب موبائل کو دیکھ رہی تھی۔۔

"اللہ ہی خیر کرے۔۔اپ کی بہو کی ذہانت پر"۔۔اُس کی بات پر رابیل نے چونک کر اُسے دیکھا تھا جو اب بُوا کے ہاتھ میں تھامی ٹرے سے حلوا اُٹھا رہا تھا۔۔

"اے میاں۔۔پڑھی لکھی ہے۔۔آج کی لڑکی ہے، کیوں نہ ذہین ہوگی"۔۔بُوا اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتی کمرے سے نکل گئی تھیں۔۔جبکہ وہ خفت سے سُرخ پڑچکی تھی اُسے اندازہ ہوگیا تھا کہ اُس نے کال کاٹ دی تھی۔۔وہ ویسے ہی سر جُھکائے کھڑی تھی جب اُس کے ہاتھ میں تھاما فون پھر بجا تھا۔۔اُس نے چونک کر معاذ کو دیکھا تھا۔۔جو بڑے مزے سے حلوہ کھا رہا تھا۔۔رابیل نے بڑے غور سے اسکرین کو دیکھا تھا پھر ڈرتے ڈرتے اب کی بار اُس نے ہرے نشان پر ہاتھ مارا تھا۔۔فون ویسے ہی بجتا رہا تھا۔۔دو تین بار کوشش کرنے کے بعد اُس نے موبائل معاذ کے آگے بڑھایا تھا

"یہ۔۔یہ۔۔تو۔۔ہرے بٹن۔۔سے بھی۔۔نن۔۔نہیں ہورہا چُپ"۔۔وہ ابھی تک ہرے بٹن پر اُنگلی مار رہی تھی۔۔معاذ نے ایک نظر اُس کے اُلجھن بھرے چہرے کو دیکھا تھا۔۔پھر اسکرین پر ہرے نشان پر انگوٹھا پھیرا تھا۔۔کال ایک دم سے پِک ہوئی تھی۔۔وہ کب سے اسکرین پر ہاتھ مار رہی تھی۔۔معاذ نے اسکرین پر انگوٹھا پھیرا تھا۔۔اُس کی شرمندگی میں

اضافہ ہوا تھا۔۔وہ بظاہر خود کو لیپ ٹاپ پر مصروف رکھے ہوئے تھا لیکن اِس پورے وقت میں وہ اُس کی گہری نظروں کے حصار میں رہی تھی۔۔اور خود پر اُس کی نظروں کی تپش محسوس کرتی اُس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد معاذ نے اُسے کال کرنا، اُٹھانا، میسج کرنا، کھولنا سب سکھا دیا تھا۔۔

جان چھوٹنے پر وہ شکر کا کلمہ پڑھتی فوراً سے کمرے سے نکلی تھی۔۔

....

وہ گھر آیا تو شہرین کی غیر موجودگی کی اطلاع اُس کا موڈ خراب کر چکی تھی۔۔پہلے اُسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی لیکن اب اُس کے انداز، زیادہ دیر تک گھر سے باہر رہنا، اُس کے بغیر پارٹیوں میں جانا اُسے بہت کچھ سمجھا گئے تھے۔۔

وہ تین گھنٹوں سے اُس کا نمبر ملا رہا تھا جو کہ آف تھا۔۔رات آٹھ بجے سے اب گیارہ بجنے کو آئے تھے پر اُس کی بیوی کا کچھ اتا پتا نہیں تھا۔۔ تبھی گاڑی کے ہارن پر اُس نے لب بھینچے تھے۔۔کچھ لمحوں بعد وہ مسرور سی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔اندھیرے اور سگریٹ کے دھویں نے اُس کا استقبال کیا تھا۔۔بے ساختہ کھانستے ہوئے اُس نے ہاتھوں سے دھواں ہٹا کر سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا تھا۔۔کمرا ایک دم سے روشنی میں نہایا تھا۔۔جبھی نظر سامنے کُرسی پر جھولتے اُس پر پڑی تھی۔۔

"احمی۔۔تم پاگل ہو گئے ہو۔۔؟؟"۔۔ناگواری سے بول کر شہرین نے روم اسپرے کا بے

دریغ استعمال کیا تھا۔۔

"شیری میری مُحبت میں کہاں کمی رہ گئی ہے جو تم اِس طرح کر رہی ہو۔۔؟؟"۔۔وہ ٹوٹا بکھرا اُس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔۔

"کم آن احمی۔۔ہم لوگ جس سوسائٹی سے بی لانگ کرتے ہیں وہاں یہ پارٹیز عام سی بات ہے۔۔تم دن بہ دن کنزرویٹو (دقیانوس) ہوتے جارہے ہو"۔۔جواباً وہ لاپروائی سے بولتی اپنے سینڈل اُتارنے لگی تھی۔۔

"میں تم سے مُحبت کرتا ہوں شیری۔۔مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے تم مجھ سے دور جاتی جارہی ہو"۔۔اُس نے ایک دم اُسے دونوں بازوؤں سے تھاما تھا۔۔جیسے اگر چھوڑا تو وہ اُسے کھو دے گا۔۔شہرین اُس کی آنکھوں میں اپنی مُحبت کی دیوانگی سے نظریں چُراتی اُس کے سینے سے لگی تھی۔۔

"تمہارا مسئلہ پتا ہے کیا ہے احمی تم کچھ زیادہ ہی سوچ رہے ہو ڈارلنگ۔۔ورنہ میری روٹین تو پہلے بھی یہی تھی۔۔"۔۔اُس نے لگاوٹ سے اُس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔۔

"نہیں شیری۔۔مجھے سکون نہیں مل رہا۔۔جیسے تم۔۔تم مجھ سے۔۔"

"آئی تھنک یو نیڈ ریسٹ ڈارلنگ"

(مجھے لگتا ہے تمہیں آرام کی ضرورت ہے)

شہرین نے غیر محسوس طریقے سے اُس سے اپنا آپ چھڑایا تھا۔۔

"میں بھی تھک گئی ہوں۔۔میں شاور لے کر سونا چاہوں گی"۔۔وہ اُسے دیکھے بغیر واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔

....

وہ بڑی احتیاط سے اُس کی استری شُدہ شرٹ کے ڈھیلے بٹن کو مضبوط کررہی تھی۔۔

بُوا ہمیشہ اُس کی ڈرائے کلینڈ شرٹس کو دیکھ بال کر رکھتی تھیں۔۔ کبھی کسی شرٹ کا بٹن ڈھیلا ہوتا تو اُسے مضبوط کردیتی تھیں۔۔

شاہد اُس کی شرٹس لے آیا تھا۔۔اُن میں سے دو شرٹس کے بٹن ڈھیلے تھے بُوا نے یہ کام اُسے سونپا تھا۔۔وہ نہا کر آئی تھی۔۔

اِس وقت گھر میں اُس کے اور بُوا کے علاوہ کوئی نہیں ہوتا تھا، اِسی لیے اُس نے ڈوپٹے کو اُتار کر صوفے پر رکھا پھر بڑے سکون سے گیلے لمبے بالوں کو سلجھا کر سوکھنے کے لیے کُھلا چھوڑ کر وہ بڑے آرام سے لاؤنج میں صوفے پر جا بیٹھی تھی۔۔

بٹن لگاتے لگاتے وہ ایک دم ٹھٹکی تھی۔۔اُس نے گہرا سانس بھرا تھا۔۔اُس کی مخصوص خوشبو اُس کا وہم نہیں تھی۔۔اُس نے ہاتھ میں تھامی شرٹ کو چہرے پر رکھتے ہوئے سانس کو اندر کھینچا تھا۔۔پھر پاس پڑی دوسری شرٹ کو بھی چہرے پر رکھ کر سانس اندر کھینچی تھی۔۔اُس میں سے بھی آتی اُس کی دلفریب مہک اُس کے تن من کو مہکا گئی تھی۔۔اُسے وہ اپنے آس

پاس محسوس ہوا تھا۔۔

"کمال ہے یہ کیسی ڈُھلائی ہے کہ سینٹ کی خوشبو ہی نہ جائے"۔۔بڑبڑاتی ہوئی وہ ایک دم اُٹھی تھی۔۔

"بُوا۔۔بُوا۔۔اِن کے دُھلے کپڑوں میں سے بھی اِن کی سینٹ کی خوشبو آرہی ہے۔۔اِس سے اچھا تو اِن کے کپڑے میں ہی دھو۔۔ہائے اماں"۔۔وہ اُس کی دلفریب مہک کو اپنے اندر اتارتی شرٹ کو دونوں ہاتھوں میں تھامے اپنے چہرے سے لگاتی ہوئی آگے بڑھی تھی۔۔لیکن اچانک ہی وہ کسی دیوار سے ٹکرائی تھی۔۔اُس نے ہڑبڑا کر اپنی آنکھوں کے سامنے سے شرٹ ہٹائی تھی۔۔لیکن یہ کیا۔۔سامنے دیوار نہیں، بلکہ دیوار کی مانند وہ استادہ تھا۔۔

"وہ۔۔میں۔۔وہ"۔۔وہ گڑبڑا کر ایک قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔لمبے گھنے بال دائیں بائیں بکھرے تھے۔۔

"ہائے اللہ یہ کب آئے۔۔؟؟"۔۔وہ حواس باختہ سی اُسے دیکھے گئی تھی۔۔سفید ڈریس شرٹ اور گرے پینٹ میں وہ سامنے کھڑا تھا۔۔ماتھے پر بکھرے بال اُس کا دل دھڑکا گئے تھے۔۔

"یہ یہاں سے نہیں بلکہ یہاں سے آرہی ہے"۔۔معاذ نے دونوں ہاتھ اپنے سینے کی جانب کیے تھے۔۔مارے خفت کے اُس کا چہرہ لال ہوا تھا۔۔ایک گہری نظر اُس کے من موہنے روپ پر ڈالتے ہوئے وہ آگے بڑھ گیا تھا۔۔اُس کی گہری نظروں سے اُس کا چہرہ مزید لال ہوا تھا، اُسے ایک دم اپنے ڈوپٹے کا خیال آیا تھا۔۔وہ بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستی صوفے

کی طرف لپکی تھی۔۔

"اے میاں یہ چائے لو"۔۔ تبھی بُوا چائے کا کپ لیے کچن سے برآمد ہوئی تھیں۔۔لیکن وہ دروازے سے نکل گیا تھا۔۔

"لو دیکھو۔۔جلدی جلدی چائے بنوائی پی بھی نہیں"۔۔بُوا ناراض ہوئی تھیں۔۔

"لیکن بُوا یہ کب آئے تھے۔۔؟؟"۔۔اُس نے اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتے ہوئے ڈوپٹے کو گلے میں ڈالا تھا۔۔

"تم نہانے گئی تھیں۔۔مجھے چائے بنانے کا کہا اور اب دیکھو۔۔پیے بنا ہی نکل گیا"۔۔بُوا خفا خفا سی کہتی کپ لیے واپس کچن میں چلی گئی تھیں۔۔

"اُففف"۔۔اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اُس نے اپنے حواس دُرست کیے تھے پھر بالوں کو جوڑا بنا کر اُس نے صوفے پر پڑی شرٹ اُٹھائی تھی۔۔بے خیالی میں اُس نے پھر سے شرٹ کو اپنے چہرے پر رکھا تھا۔۔

"بِٹیا بٹن لگا دیئے ہیں تو تھوڑی سی استری پھیر کر اِنہیں اُس کی الماری میں ٹانگ دو"۔۔بُوا کی آواز پر اُس نے ہڑبڑاتے ہوئے اپنے چہرے سے شرٹ ہٹائی تھی۔۔

....

"سر۔۔سر۔۔"۔۔پیون کی آواز پر وہ چونکا تھا۔۔اُس نے سوالیہ نظروں سے پیون کو دیکھا تھا۔۔

"سر یہ آپ کی چائے"۔۔وہ کب سے اُسے چائے کی طرف مُتوجہ کر رہا تھا۔۔

"ہاں۔۔تم جاؤ۔۔"۔۔گہرا سانس لیے اُس نے سر کے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے سیٹ کی پُشت سے ٹیک لگائی تھی۔۔

وہ گھر ایک اہم فائل لینے آیا تھا۔۔لیکن اُسے اپنے سامنے نِکھرے نِکھرے حلیے میں دیکھ کر معاذ فاروق کا دل بے ایمان ہونے لگا تھا۔۔اِس لیے وہ چائے چھوڑ کر جلدی سے وہاں سے بھاگا تھا۔۔

ہلکے فیروزی رنگ میں گھبرائی شرمائی، کُھلے بالوں سمیت بنا ڈوپٹے وہ پچھلے ایک گھنٹے سے اُس کے سامنے بیٹھی اُسے کوئی کام نہیں کرنے دے رہی تھی۔۔اُس نے پاس پڑے پیکٹ سے سگریٹ نکال کر مُنہ میں رکھا تھا۔۔پھر انٹرکام اُٹھا کر کان سے لگایا تھا۔۔

"نعمان کو میٹنگ فائل کے ساتھ اندر بھیجو"۔۔اُس کے خیال کو جھٹکتے ہوئے اُس نے خود کو کام میں مصروف کرنا چاہا تھا۔۔

ہر گُزرتے دن کے ساتھ دونوں ہی اپنی اپنی جنگوں پر ڈٹے ہوئے تھے۔۔معاذ فاروق کا دل اُس کی طرف مائل ہونے لگا تھا۔۔جبکہ رابیل کا دل پوری زندگی معاذ فاروق کے نام لکھنے کو تیار تھا۔۔

وہ اگر مجبور تھا اپنی انا کے ہاتھوں

تو وہ بھی بے بس تھی اُس سے کیے گئے وعدے کے آگے۔۔

....

"جس کی بہن، باپ بھائی کے مُنہ پر کالک مل کر بھاگ جائے میں اُس لڑکی سے شادی کروں گا ہونہہ۔۔!!۔۔تاکہ کل کو یہ میرا مُنہ بھی کالا کر کے مجھے کسی کو مُنہ دکھانے لائق نہ چھوڑے۔۔؟؟۔۔انکار کردے ماموں کو اماں۔۔میرے دل میں خیال تک نہیں تھا سُمی سے شادی کا۔۔اور ماموں کے لیے میرا ایک مشورہ ہے۔۔جب اُس کی معصوم نظر آتی بیٹی یہ حرکت کرسکتی ہے تو سُمی جیسی ہے، اُسے مجھ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا، اماں۔۔ماموں سے بول اگر اپنی بچی کُچی عزت پیاری ہے تو جلدی سے اُس کی کہیں شادی کردے۔۔"۔۔یہ عارف کے الفاظ نہیں سُمی کے مُنہ پر تھپڑ تھا۔۔پروین نے نجیب اللہ کو شاکرہ سے عارف اور سُمی کے رشتے کے لیے بات کرنے کو کہا تھا، ساری بات پروین کے سامنے ہی ہوئی تھی۔۔اُس نے من و من سُمی کے سامنے ساری بات کھول کر رکھ دی تھی۔۔

"اب رو اپنی قسمت کو۔۔وہ زاھد رنڈوا اب دوبارہ سے بیوی ڈھونڈ رہا ہے۔۔کروا دیتی میں اُس رابی۔۔۔کا نکاح اُس بڈھے رنڈوے سے۔۔پر نہیں تُجھ سے صبر نہیں ہوا۔۔بھاگ وہ گئی اور دُنیا اب تُجھ پر تھو تھو کرے گی"۔۔پروین اُسے اچھی طرح ذلیل کرتی کمرے سے نکل گئی تھی۔۔

"میں چھوڑوں گی نہیں اُس کمینے ذلیل عارف کو۔۔سمجھتا کیا ہے خود کو۔۔اور وہ منحوس ۔۔۔۔کہیں مل جائے مجھے۔۔میں تیزاب پھینک دوں گی اُس پر"۔۔وہ سامنے پڑی ہر چیز ا

اِدھر اُدھر پھینکتی دو منٹ میں ہی کمرے کو تحس نحس کرچکی تھی۔۔

....

وہ باہر لان میں دونوں پاؤں کرسی پر رکھے اُداس اُداس سی بیٹھی آج پھر اپنے گھر پر پہنچی ہوئی تھی۔۔

"کیا سوچ رہی ہو بِٹیا۔۔؟؟"۔۔بُوا نے اُس کے سامنے چائے کا کپ رکھا تھا، وہ چونکتی ہوئی حال کی دُنیا میں واپس آئی تھی۔۔ عصر کا وقت جانے کو تھا۔۔سورج کی روشنی مدھم پڑنے لگی تھی۔۔

"بُوا۔۔پتا نہیں میری مرغیوں کو دانہ پانی ملتا ہوگا یا نہیں"۔۔وہ خلا میں دیکھتی دُکھ سے بولی تھی۔۔

"ارے بِٹیا ہر جاندار اپنا رزق لکھوا کر آتا ہے۔۔"۔۔بُوا نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔

"لیکن بُوا وہ۔۔وہ صبح صبح میرا انتظار کرتی تھیں۔۔آپ کو پتا ہے میں اُن کا دڑبہ صاف کرکے اُنہیں دانہ پانی دیتی تھی تو وہ مُحبت سے مجھے دیکھ کر مُسکراتی تھیں۔۔"۔۔اُس کی آواز میں نمی تھی اب۔۔

گاڑی کی طرف بڑھتے اُس کے قدم رُکے تھے۔۔

"میری زندگی میں وہ واحد ہستیاں تھیں جو مجھ سے مُحبت کرتی تھیں، جو میرے آنے۔۔آنے کا انتظار کرتی تھیں۔۔ صبح صبح جب وہ میرے آنے پر خوشی سے چیں چیں کرتیں تو مجھے لگتا

تھا جیسے وہ مجھے دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجا رہی ہیں۔۔مجھے دیکھ کر اُنہیں بہت خوشی ہوتی تھی۔۔اور صرف وہی تو تھیں دُنیا میں جو مجھ مجھے دیکھ کر خوش ہوتی تھیں"۔۔وہ چمکتی آنکھوں سے مسکراتی ہوئی اُسی چھوٹے سے آنگن میں ڈربے کے پاس پہنچی تھی۔۔

زندگی میں پہلی بار وہ چمکتی روشن آنکھوں کی نم مُسکراہٹ دیکھ رہا تھا۔۔لال ڈوپٹہ نماز کے اسٹائل میں چہرے کے گرد لپٹا ہوا تھا۔۔

"اب کون اُن کا خیال رکھتا ہو گا بُوا۔۔"۔۔اب کی بار وہ گھٹنوں میں مُنہ دیئے رو دی تھی۔۔

"ارے میری بِٹیا"۔۔ بُوا نے اُٹھ کر اُسے گلے لگایا تھا۔۔

"کیا کوئی مُرغیوں کے لیے بھی رو سکتا ہے۔۔؟؟"۔۔وہ کچھ لمحے حیرت سے سوچتا اُس کے جُھکے سر پر نگاہ جمائے وہیں کھڑا رہا تھا۔۔

"بُوا میری مُرغیاں مُجھے بہت یاد آتی ہیں"۔۔ایک ہاتھ سے آنکھیں صاف کرتے ہوئے سُوں سُوں کرتے اُس نے سر اُٹھایا تھا لیکن یہ کیا۔۔؟؟

نظر سیدھی خود کو حیرت سے تکتے معاذ پر پڑی تھی۔۔وہ خجل ہوتی پاؤں نیچے کر گئی تھی۔۔ بُوا کی اُس کے سامنے پُشت تھی۔۔

"نہ باپ نہ ماں۔۔اِس لڑکی کو مُرغیاں یاد آتی ہیں"۔۔وہ سر جھٹک کر گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا تھا۔۔

"یہ بے زبان جانور حسنِ سلوک کے بدلے ہم انسانوں کے لیے رب سے دُعائیں کرتے ہیں

بٹیا"۔۔بُوا کی بات سے جہاں اُس کے دل کو سکون ملا تھا وہاں معاذ کے چہرے پر حیرت اُسے شرمندگی میں مُبتلا کر گئی تھی۔۔

....

"کھانا لا پروین"۔۔وہ گھر میں داخل ہوتا بولا تھا۔۔اب اُسے کھانے کے لیے آوازیں لگانی پڑتی تھیں۔۔پہلے وہ اُس کے گھر میں داخل ہوتے ہی کھانا لاؤں ابا کہتی اُس کے لیے پانی کا گلاس لیے حاضر ہوتی تھی۔۔

"ابھی نہیں بنا۔۔میں اکیلی جان کیا کیا کروں اور وہ تیری ذلیل اولاد اپنے غم میں پڑی ہے"۔۔وہ باورچی خانے سے آتی غصّے سے بولی تھی۔۔صبح اُس نے صرف دو پاپے کھائے تھے۔۔اور اب بھوک سے بُرا حال تھا۔۔نجیب اللہ نے ایک بیزار نظر اُس کے بکھرے میلے حُلیے پر ڈالی تھی۔۔

"فیاض کے ابا یہ مُرغیوں کے دڑبے کو بیچ دے۔۔جان چھوٹے اِس گندگی سے۔۔تیری بیٹی تو اِسے ہاتھ لگاتی نہیں۔۔میری ہمت نہیں اِسے صاف کروں روز روز"۔۔پروین نے نفرت و بیزاری سے دڑبے کو دیکھا تھا۔۔جہاں سے اب چوں چوں کی آوازیں بھی آنا بند ہوگئی تھیں۔۔

"کچھ دن خیال نہ رکھا گیا تم ماں بیٹی سے اِن بے زبان جانور کا"۔۔وہ آہستہ آواز میں بولا تھا۔۔

"اِس گھر میں سب کو روٹی مل جاتی ہے ناں یہی کافی ہے۔۔میری ہڈیاں اب جواب دینے کو ہیں۔۔جو اِن منحوسوں کے بھی نخرے اُٹھاؤں"۔۔وہ غصّے سے بولتی باورچی خانے میں چلی گئی تھی۔۔

وہ چلتا ہوا دڑبے تک آیا تھا۔۔

"میں جانتا ہوں کہ وہ معصوم ہے۔۔بلکہ مجھ سے زیادہ تو تم سب اُسے جانتے ہو۔۔دُعا کرنا میری بچّی کے لیے۔۔وہ جہاں کہیں بھی ہو خوش ہو۔۔خیریت سے ہو، اللہ کے امان میں ہو۔۔میری بچّی نے تم سب کی بڑی خدمتیں کی ہیں۔۔تم سب دُعا کرنا۔۔دُعا کرنا ایک بار میں اُسے دیکھ سکوں"۔۔اُس نے بے بسی سے دڑبے پر ہاتھ مارا تھا۔۔چُپکی بیٹھیں مُرغیوں نے چیں چیں کر کے اُس کی بات پر جیسے آمین کہا تھا۔۔وہ بھاری دل کے ساتھ چھت پر چلا گیا تھا۔۔

اُس نے کبھی اُسے پروین اور سُمی کے عتاب سے نہیں بچایا تھا اور وہ اُس کی صابر اولاد کبھی اُس سے شکوہ کیے بغیر ہمیشہ اُس کے کھانے اور کپڑوں کی فکر کی تھی۔۔کھانا ہمیشہ تازہ وقت پر اور ہر بار صاف ستھرے کپڑے۔۔اُس کے دل کو تکلیف ہوئی تھی وہی تکلیف جس میں بندے کو بے ساختہ رب یاد آجاتا ہے۔۔نجیب اللہ کو بھی اب اُس کے خیال کے ساتھ صرف رب یاد آنے لگا تھا۔۔

"ربّا۔۔!!"۔۔اُس نے اپنی میلی قمیض کا دامن اپنے دونوں ہاتھوں سے اُٹھا کر اپنے سامنے کیا

تھا۔۔بھوک سے آنتوں میں درد ہونے لگا تھا اب۔۔اُس کی بوڑھی آنکھوں سے دو آنسو ٹپ ٹپ کرتے اُس کی قمیض کے دامن میں جذب ہوئے تھے۔۔

....

"فون لگا بِٹیا میاں کو شاباش"۔۔آج تیسرے دن بُوا نے موبائل اُس کے ہاتھ میں دیا تھا۔۔ اُس دن کے بعد سے وہ موبائل کو بھولے بیٹھی تھی۔۔

"بُوا۔۔وہ۔۔وہ غصّہ ہوں گے۔۔آفس میں"۔۔وہ ہچکچاہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔

"اے بِٹیا ہمیں خیرات نکالنی ہے کل جُمعہ ہے۔۔اِس بار تو وہ بلکل ہی بھولے بیٹھا ہے"۔۔

بُوا ہر جُمعے کو بریانی کی دیگ قریبی یتیم خانے میں بجھواتی تھیں، اور ہر بار جمعرات کو وہ بُوا کو خود یاد دہانی کروادیتا تھا لیکن اِس بار وہ شاید بھول گیا تھا۔۔

"ایسا کرو اُسے لکھ کر بھیج دو"۔۔بُوا کی بات پر اُس نے ان باکس کھولا تھا۔۔

"کیا لکھوں بُوا۔۔؟؟"۔۔بُوا اُسے جو جو بولتی جارہی تھیں وہ ٹکڑوں ٹکڑوں میں اُس کے نمبر پر میسجز بھیجتی جارہی تھی۔۔

"اے بِٹیا کوئی جواب آیا"۔۔بُوا کچن سے آکر صوفے پر آ بیٹھی تھیں۔۔

"نہیں بُوا"۔۔اُس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

....

"نعمان اُس پارٹی کا کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔وہ نعمان کے ساتھ بہت ہی اہم فائل کو ڈسکس کررہا تھا،

ابھی اُس نے کسی کو بھی اندر آنے سے منع کر دیا تھا۔۔

"سر ہم کافی پُرامید ہیں ان شاءاللہ یہ پروجیکٹ ہمیں ہی ملے گا"۔۔وہ خود اعتمادی سے بولا تھا۔۔

"ان شاءاللہ۔۔ایسا ہی ہونا چاہیئے"۔۔وہ بولتا ہوا سیدھا ہوا تھا جب کوئی دستک دے کر اندر آیا تھا۔۔وہ شاہد تھا۔۔

"کیا ہوا شاہد۔۔سب خیریت"۔۔وہ اُسے دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔شاہد کے موبائل کی بیپ وقفے وقفے سے بج رہی تھی۔۔

"صاحب یہ۔۔"۔۔اُس نے بےچارگی سے موبائل اُس کی جانب بڑھایا تھا۔معاذ نے سوالیہ نظروں سے اُس کے موبائل کو دیکھا تھا۔۔جس پر میسجز کا سلسلہ جاری تھا۔۔

....

"آدھا گھنٹہ ہوگیا۔۔میاں نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔دیکھو ذرا"۔۔وہ نماز پڑھ کر کمرے سے باہر آئی تو بُوا نے اُس کے آگے موبائل بڑھایا تھا۔۔

"نہیں بُوا کوئی جواب نہیں آیا اِن کا"۔۔وہ موبائل پر نظر ڈالتی اُن کے برابر بیٹھ گئی تھی۔۔

"بٹیا ایک پیغام اور بھیجو کہ بُوا کو کال کرو"۔۔بُوا کے بولنے پر وہ سر ہلا کر میسج کرنے لگی تھی۔۔

"آگیا ہوں میں۔۔"۔۔اچانک آتی آواز پر دونوں پلٹی تھیں۔۔وہ لاونج کا دروازہ کھولتا اندر

آیا تھا، لیکن اُس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر رابیل نے تھوک نگلا تھا۔۔وہ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"شاباشے میاں۔۔آدھے گھنٹے سے اتنے پیغامات بھیجے ہیں۔۔کسی ایک کا بھی جواب دینا گوارا نہیں کیا تم نے"۔۔بُوا اچھا خاصا ناراض تھیں اُس سے۔۔

"مل گئے تھے آپ کے پیغامات۔۔آج جمعرات ہے۔۔پھر دوسرے پیغام میں۔۔بوا کہہ رہی ہیں کہ۔۔پھر تیسرے پیغام میں ہر بار تو آپ خود ہی انتظامات کر دیتے ہیں۔۔پھر پیغام میں تھا۔۔بُوا ناراض ہورہی ہیں۔۔پھر اگلا پیغام تھا۔۔یہ میں نہیں ہوں مجھے بُوا نے کہا ہے کہ آپ کو میسج کروں۔۔پھر اگلا۔۔"۔۔وہ بولتا ہی چلا گیا تھا اُس کی بات پر رابیل کا دل چاہا وہ زمین میں دھنس جائے۔۔

"اے اے۔۔میاں۔۔باولے ہوگئے ہو کیا۔۔؟؟"۔۔بُوا نے اُسے روکا تھا۔۔تبھی دستک دے کر شاہد اندر آیا تھا۔۔

"بُوا صاحب آگئے ہیں تو اب آپ خود ہی بات کرلیں دیگ کے بارے میں"۔۔شاہد اندر آکر بُوا سے مُخاطب ہوا تھا۔۔اُس کے بولنے پر رابیل نے اُلجھن سے شاہد کو دیکھا تھا۔۔جبکہ وہ سکون سے شاہد کو دیکھتا آرام دہ انداز میں صوفے پر جا بیٹھا تھا۔۔

"اے بیٹا دِکھ رہا ہے میاں ہمیں، لیکن تمہیں کیسے پتا چلا دیگ کے بارے میں؟؟"۔۔بُوا نے حیرت سے شاہد کو دیکھا تھا۔۔

"بُوا جی۔۔بی بی جی کب سے مجھے ہی تو میسج کر رہی ہیں"۔۔شاہد نے جیسے دھماکا ہی تو کیا تھا۔۔ رابیل نے دونوں ہاتھ ہونٹوں پر جمائے تھے۔۔اُس کا دل اب واقعی میں غائب ہونے کو چاہا تھا۔۔معاذ نے ایک نظر اُس کے خفت سے سُرخ پڑتے چہرے پر ڈالی تھی۔۔

"آج جمعرات ہے، بریانی کی دیگ دینی ہے۔۔بُوا ناراض ہو رہی ہیں۔۔اور جی یہ سارے میسج بُوا کے کہنے پر بی بی جی نے۔۔"۔۔شاہد فر فر اُس کے لکھے کارنامے بتانے لگا تھا۔۔

"بس۔۔شاہد جاؤ تم یہاں سے اور باقی کے سارے میسجز بھی ڈیلیٹ کر دو"۔۔اُس نے اچانک سے شاہد کے چلتے ٹیپ ریکارڈر کو بند کر کے اُسے وہاں سے چلتا کیا تھا۔۔وہ اُسے دیکھتا اپنے کمرے میں جانے کے لیے صوفے پر سے اُٹھا تھا۔۔گلابی ڈوپٹے میں اُس کا چہرہ بھی شرمندگی سے لال گلابی ہو رہا تھا۔۔

"اے بِٹیا۔۔یہ میاں کے پیغامات شاہد کو کیسے مل گئے؟؟"۔۔بُوا انگشت شہادت ہونٹوں پر رکھے حیرت سے پوچھ رہی تھیں۔۔

"وہ۔۔وہ۔۔بُوا"۔۔معاذ اُس کے قریب آ رُکا تھا اُس کی بولتی بند ہوئی تھی۔۔

"ہائے دودھ رکھا تھا چولہے پر ہم نے"۔۔بُوا سر پر ہاتھ مارتیں تیزی سے کچن کی طرف گئی تھیں۔۔

معاذ نے اُس کے موبائل پر اِن باکس کھولا تھا جہاں اوپر معاذ کے بجائے شاہد لکھا تھا۔۔

رابیل نے شرمندگی سے ہونٹ کاٹے تھے۔۔

اُس نے شاہد کا چیٹ باکس ڈلیٹ کیا تھا پھر اپنے نمبر پر خالی میسج بھیجا تھا۔۔موبائل اُس کے ہاتھ میں دیتا وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا۔۔رابیل کی آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی تھی۔۔

"کوئی بات نہیں بِٹیا آہستہ آہستہ سیکھ جاؤ گی"۔۔اُسے وہیں کھڑے دیکھ کر بُوا نے مُسکراتے ہوئے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔

"اپنی بہو سے کہہ دیں آئندہ مجھے کال کرلے جو بھی کام ہو"۔۔وہ پلٹے بغیر زور سے بولا تھا۔۔پھر نجانے کیوں اُس نے پلٹ کر دیکھا تھا۔۔وہ سُوں سُوں کرتی نفی میں سر ہلاتی بُوا سے دھیرے دھیرے کچھ کہہ رہی تھی۔۔آنسو پلکوں کی باڑھ توڑ کر تیزی سے گالوں کو بھگوتے چلے جارہے تھے۔۔معاذ فاروق اُس لمحے میں قید ہوا تھا جیسے۔۔

....

بُوا اُسے کبھی سبزی گوشت لینے تو کبھی راشن لینے اپنے ساتھ لے جانے لگی تھیں تاکہ اُس کا دل بہل جائے۔۔آج پڑوس میں میلاد تھا وہ بُوا کے ساتھ گئی تھی۔۔اُس کے دل کو زندگی میں پہلی بار سکون ملا تھا۔۔آنکھیں بار بار بھر آنے لگی تھیں۔۔اپنی پوری زندگی میں وہ کبھی میلاد میں نہیں گئی تھی۔۔

دھیرے دھیرے اُس کی زندگی رب سے جڑنے لگی تو اُس کی روح کو سکون آنے لگا تھا۔۔

لیکن کبھی کبھی اُسے لگتا اُس کی زندگی کا چین و سکون معاذ فاروق سے بھی تعلق رکھنے لگا تھا۔۔

اُس واقعہ کے بعد اُس کے سامنے کچھ دن وہ جھینپی جھینپی رہی تھی۔۔

....

"کھانا لے آؤں۔۔؟؟"۔۔اُس نے جائے نماز لپیٹتے ہوئے دھیرے سے پوچھا۔۔رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔۔وہ ابھی آیا تھا۔۔

"بھوک نہیں ہے"۔۔وہ شرٹ کے بٹن کھولتا ہوا وارڈروب کی طرف بڑھا۔۔

"میں نے آپ کے کپڑے اندر رکھ دیئے ہیں"۔۔معاذ کے چلتے قدم رُکے تھے۔۔اُس نے پلٹ کر رابیل کو دیکھا تھا جو بیڈ کی سِلوٹیں دور کرتی اُس کے ترتیب سے پڑے بلینکٹ کو دوبارہ سے دُرست کر رہی تھی۔۔

"کتنا شوق ہے اِس لڑکی کو خواہ مخواہ کام کرنے کا"۔۔وہ سر جھٹک کر واشروم میں چلا گیا تھا۔۔چار پانچ منٹ بعد وہ گلے میں ڈالے تولیے سے سر رگڑتا واشروم سے برآمد ہوا تھا۔۔وہ کمرے میں نہیں تھی۔۔ہاتھ میں پکڑی شرٹ اُس نے بیڈ پر پھینکی تھی۔۔وہ کبھی بھی شرٹ واشروم میں نہیں پہنتا تھا۔۔اُس کی بہت سی عادتوں سے رابیل ناواقف تھی۔۔ تبھی دروازہ کھول کر وہ اندر آئی تھی۔۔

"میں آپ کے لیے۔۔"۔۔بولتے بولتے جیسے ہی اُس کی نظر معاذ پر پڑی وہ اچانک چُپ ہوئی تھی۔۔بیڈ پر نیم دراز ہو کر معاذ نے گلے میں پڑا تولیا بے نیازی سے صوفے پر پھینکا تھا۔۔پھر نظر اُس کی طرف اُٹھائی تھی جو ہاتھ میں دودھ کا گلاس لیے نظریں جُھکائے کھڑی تھی۔۔اُس

کی چہرے کی سُرخ رنگت سے معاذ کو اندازہ ہوا تھا کہ وہ اُسے صرف ٹراؤزر میں ملبوس دیکھ کر چُپ ہوئی تھی۔۔اج کے دور میں ایسی مخلوق ناپید ہی ہوتی تھی۔۔لیکن وہ شاید ایک ہی پیس تھا۔۔ایک خفیف سے مُسکان نے معاذ کے لبوں کو چُھوا تھا۔۔

"کیا لائی ہو۔۔؟؟"۔۔اُس پر نظریں جمائے وہ استفسار کررہا تھا۔۔خود پر اُس کی نظریں محسوس کرتی وہ مزید اپنے آپ میں سمٹی تھی۔۔

"گر۔۔گرم دو۔۔دودھ"۔۔وہ ہکلائی تھی۔۔وہ چونکا تھا۔۔

"تمہیں کس نے کہا میں دودھ پیتا ہوں۔۔؟؟"۔۔وہ نجانے کیوں سوال کر بیٹھا تھا۔۔

"بوا نے بتایا تھا۔۔آپ۔۔رات کو۔۔سونے سے پہلے دودھ پیتے ہیں۔۔تو میں لے آئی"۔۔وہ بہت ہی دھیمے لہجے میں بولی تھی وہ بمُشکل سُن پایا تھا۔۔لیکن ایک بات معاذ فاروق نے سوچ لی تھی کہ اب کم از کم اُس کو 'تمہیں کیسے معلوم' والا سوال دوبارہ نہیں دُہرانا چاہیئے تھا۔۔ اُسے بُوا کی اپنے لیے مُحبت پر کوئی شک نہیں تھا۔۔

"اِدھر آؤ۔۔!!"۔۔وہ اب سیدھا اُٹھ بیٹھا تھا۔۔اُس کے سنجیدگی سے بُلانے پر رابیل کی ٹانگوں نے جیسے جواب دیا تھا۔۔وہ وہیں جمی کھڑی رہی۔۔

"تمہاری طرح اتنا دھیما تو نہیں بولا میں نے جو تمہیں سمجھ نہیں آرہی۔۔کیا کہہ رہا ہوں میں"۔۔اُس کی بارعب آواز پر وہ جلدی سے اُس کے پاس آئی تھی۔۔نجانے کیوں معاذ کو ہنسی آئی تھی، لیکن وہ چُھپا گیا تھا۔

"بیٹھو"۔۔بولنے کے ساتھ ہی اُسے کلائی سے تھام کر اپنے مُقابل بِٹھایا تھا۔۔اِس شخص کی ذرا سی قُربت رابیل کے حواس چھین لیتی تھی اور ابھی بھی اُس کا سر اتنا جُھکتا چلا گیا تھا کہ اُس کی ٹھوڑی اپنی ہی گردن سے لگی تھی۔۔

"تم مجھ سے اتنا ڈرتی کیوں ہو۔۔؟؟۔۔بولتے بولتے بیچ میں ہی تمہاری آواز غائب ہونے لگ جاتی ہے۔۔کبھی بول بھی لو ایسے رُک رُک کر بولتی ہو جیسے تمہارا پیٹرول ختم ہو رہا ہو"۔۔وہ اُس کے قریب بیٹھا اُس کی طرف جُھک کر پوچھ رہا تھا

"نن۔۔نہیں تو"۔۔رابیل نے سر اُٹھا کر زور زور سے نفی میں ہلایا تھا لیکن نظر جیسے ہی اُس کے شرٹ سے بے نیاز وجود پر پڑی تھی اُس کی نگاہیں پھر سے جھکتی چلی گئی تھیں۔۔نجانے کیوں اِس شخص کی ذرا سی قُربت اُسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر دیتی تھی یہ جانے بغیر کے معاذ فاروق نے آج تک کسی لڑکی کو صرف پُر تپش نظروں سے پگھلتا، سمٹتا نہیں دیکھا تھا۔۔اور رابیل معاذ کی اِس ادا سے معاذ فاروق دیوانہ ہونے لگتا تھا۔۔

خود پر ہزار پہرے بٹھانے کے باوجود وہ اُس دن بہکا تھا تو اگلے دن وہ دُنیا سے ناراض رہا تھا۔۔اور آج پھر اُسے جیسے خود پر ضبط نہیں رہا تھا۔۔

"آپ یہ دودھ پی لیں۔۔"۔۔اُس کی خاموشی سے خائف ہو کر اُس نے اُس کے آگے گلاس بڑھایا تھا معاذ نے کچھ کہے بغیر اُس کے ہاتھ سے گلاس لے لیا تھا۔۔دو تین سیکنڈ میں گلاس خالی کر کے وہ ٹیبل پر رکھ رہا تھا کہ اُس نے جلدی سے اُٹھ کر اُس کے ہاتھ سے گلاس لیا

تھا۔۔

"میں رکھ کر آتی ہوں"۔۔وہ آگے بڑھی تھی پھر اچانک رُک کر پلٹی تھی وہ اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔اُس نے جُھکی آنکھوں کے ساتھ آگے بڑھ کر بیڈ پر پڑی اُس کی شرٹ اُٹھا کر اُس کے آگے بڑھائی تھی۔۔

"یہ پہن لیں پلیز۔۔موسم بدل رہا ہے۔۔آپ اِس وقت نہیں نہایا کریں"۔۔وہ کہہ کر رُکی نہیں تھی۔۔

کیا تھی وہ لڑکی۔۔؟؟ اُس کے چھوٹے چھوٹے کام کرتے جانا۔۔اُس کے آنے سے پہلے اُس کے کپڑے واشروم میں رکھنا۔۔ کبھی اُس شرٹس کے بٹن لگانا اور اب یہ گرم دودھ۔۔وہ شرٹ ہاتھ میں تھامے اُسے سوچ گیا۔۔کچھ لمحوں بعد وہ واپس آئی تھی۔۔

وہ شرٹ پہن چکا تھا اب آنکھوں پر بازو رکھے لیٹا ہوا تھا۔۔رابیل نے اُسے دیکھ کر صوفے پر پڑا تولیہ اُٹھا کر گیلری میں پھیلایا تھا پھر واپس آکر لائیٹ آف کر کے چلتی ہوئی خاموشی سے بیڈ پر لیٹی تھی۔۔

معاذ نے اچانک کروٹ لے کر اُسے اپنے قریب کیا تھا۔۔وہ آج پھر خود سے ہارا تھا۔۔۔

....

رابیل کی آنکھ کُھلی تو اُس نے خود کو معاذ کی گرفت میں پایا تھا، وہ اُس کے کندھے پر سر رکھے سو رہی تھی۔۔اُس کا دل خوشگوار انداز میں دھڑکا تھا۔۔اُس نے نظر اُٹھائی تھی۔۔

نظروں کے بلکل قریب اُس کا مغرور چہرہ تھا۔۔

"کیا یہ شخص میرا نصیب ہے۔۔؟؟"۔۔اُس کے دل نے سرگوشی کی تھی۔۔ تین چار سیکنڈ سے زیادہ وہ اُس کے چہرے پر اپنی نظریں جما نہیں سکی تھی۔۔اُس کی نظریں جُھکی تھیں۔۔ تبھی اُس کی سائیڈ پر پڑا موبائل دھیمے سروں میں بجا تھا وہ سٹپٹائی تھی۔۔نماز کے لیے رکھا گیا الارم اُس کی نیند خراب ہونے کے خیال سے اُس نے بہت ہی نرم ٹون رکھی تھی جس کا والیوم اُس نے بہت ہی کم سیٹ کیا تھا۔۔بے اختیار رابیل نے موبائل کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا پر وہ اُسے اپنے حصار میں لیے ہوئے تھا اُس کے ہلنے پر معاذ کی آنکھ کُھلی تھی۔۔معاذ کی نظر اپنے بہت قریب اُس کے پریشان چہرے پر پڑی تھی۔۔اُس نے سرعت سے اپنی گرفت ڈھیلی کی تھی۔۔

رابیل ایک سیکنڈ ضائع کیے بغیر اُس کی گرفت سے نکلی تھی۔۔

"معاف کیجیے گا۔۔آپ۔۔کی نیند خراب۔۔کردی میں نے"۔۔وہ الارم بند کرتی ہوئی اُس کی طرف مُڑی تھی۔۔لیکن وہ کچھ کہے بغیر بے گانگی سے کروٹ بدل گیا تھا۔۔رابیل کچھ لمحے اُس کی پُشت کو دیکھتے ہوئے بیڈ سے اُتری تھی۔۔

"کیا یہ رات والے معاذ ہیں"۔۔ کبھی بہت اپنا لگتا، کبھی بہت پرایا، سرد سا۔۔وہ شخص اُسے اپنے روّیے سے چونکا دیتا تو کبھی سہا دیتا تھا، کبھی اُس کی بات مان کر اُسے مان بخش دیتا۔۔

جب قریب ہوتا تو اُسے لگتا تھا اِس شخص کے علاوہ اِس دُنیا میں اُس کا کوئی اپنا نہیں۔۔اور کبھی ایک نظر سے اُسے بے گانہ کر دیتا ایسے جیسے وہ بھری دُنیا میں اکیلی ہو۔۔

لیکن تب بھی سامنے سویا یہ شخص اپنی اُلجھی ذات سمیت اُسے جان سے عزیز تھا۔۔وہ اُس کا صرف محسن نہیں تھا وہ رابیل معاذ کی پوری دُنیا تھا۔۔اُس کے سر کو دیکھ کر وہ نم آنکھوں سے مُسکائی تھی۔۔

....

وہ خود سے ناراض ناشتہ کیے بغیر گھر سے نکل گیا تھا۔۔

"معاذ نہیں اُٹھا ابھی تک۔۔؟؟"۔۔بُوا نے گیارہ بجاتی گھڑی کو دیکھ کر تعجب سے پوچھا تھا۔۔

"بُوا وہ تو آفیس چلے گئے"۔۔وہ سنک میں ہاتھ دھوتے ہوئے گردن موڑے بولی تھی۔۔

"اے لو ناشتہ کیے بغیر۔۔؟؟"۔۔بُوا کے پوچھنے پر اُس نے مجرمانہ انداز میں سر جُھکایا تھا، جیسے معاذ کا ناشتہ نہ کر کے جانے میں اُسی کا قصور ہو۔۔وہ کیا کہتی خاموشی سے اپنے ہونٹ کاٹنے لگی تھی۔۔

....

صبح صبح گھر میں پھیلی بُو اور مُرغیوں کی چیں چیں سے سے بیزار ہوتے پروین نے ناک پر ڈوپٹہ رکھ کر دڑبے میں جھانکا تھا۔۔

"ہائے ستیاناس جائے تیرا سُمی۔۔کب سے اُنہیں دانہ نہیں دیا۔۔مرنے لگی ہیں یہ بدبخت"۔۔ ایک مُرغی بھوک و پیاس سے مردہ حالت میں پڑی تھی۔۔

"کیوں تُونے کیا مجھے اِس گھر کے ساتھ ساتھ اِن گندگی کے ڈھیر کی بھی نوکرانی سمجھ رکھا ہے"۔۔ سُمی جھاڑو پھینکتی نخوت سے بولی تھی۔۔ڈوپٹے سے ناک کو مُکمل طور پر چُھپایا ہوا تھا۔۔

"اماں تو ابا سے کہہ ناں بیچ دے اِسے غلام دین کے ہاتھ۔۔اُس کے پاس ویسے بھی بہت سے جانور ہیں"۔۔وہ اُکتائی لیتی صحن میں لگے واش بیسن سے ہاتھ دھونے لگی تھی۔۔

"تیرا ابا اُس بدبخت کا بدلہ ہم سے لے کر ہمیں جب تک مار نہیں دے گا اُسے سکون نہیں ملنے والا"۔۔پروین مری ہوئی مُرغی کو دروازے کے باہر پھینکنے لگی تھی۔۔سُمی نے باقی کا ڈوپٹہ بھی ناک پر رکھا تھا۔۔

"ہائے اماں اِس سے اچھا تھا ہم اِس کی چکن بریانی کھا لیتے"۔۔اُس نے افسوس بھری نظر مُرغی پر ڈالی تھی۔۔

"خبردار جو کسی نے اِن کو ہاتھ بھی لگایا ہے تو۔۔ہاتھ توڑ دوں گا۔۔اور تو پینو۔۔ایک تو مر گئی اب اگر باقی کی مُرغیوں کو کچھ ہوا تو اِن کی جگہ تُجھے تیری اِس اولاد سمیت اِس گھر سے نکال دوں گا۔۔"۔۔ نجیب اللہ غصّے سے پاگل ہوتا گھر سے نکل گیا تھا۔۔

"ہاں بیچ دے ہم سب کو اُس کے پیچھے۔۔نہیں آنے کی وہ بھاگ گئی ہے مُنہ کالا کر

کے"۔۔پروین جاہل عورتوں کی طرح چلائی تھی۔۔

"دل تو کررہا ہے ایک ایک کو ذبح کر کے آج ابا کو چکن بریانی کھلا ہی دوں"۔۔وہ دڑبے کو دیکھتی دانت کچکچاتی ہوئی کمرے میں چلی گئی تھی۔۔

"نام مت لے اُس بےحیا کا"۔۔فیاض نے ہاتھ میں تھامی پلیٹ دیوار پر دے ماری تھی۔۔

پروین کے الفاظ اُسے آگ کی بھٹی میں پھینک گئے تھے۔۔محلے میں سُمی اور عارف کے بارے میں ہوتی چہ مگوئیاں۔۔وہ سُمی کے لچھن جانتا تھا۔۔رابیل کی حرکت کے باعث محلے بھر میں اُس کا سر جُھکا تھا۔۔اب اُس سے سُمی کا وجود برداشت کرنا محال تھا۔

"تیری چکن بریانی کا بندوبست تو میں کرتا ہوں"۔۔فیاض کمرے پر قہر بھری نظر ڈالتا گھر سے باہر چلا گیا تھا۔۔

پروین کو بیٹے کے تیور پریشان کرگئے تھے۔۔

....

پھر سارا وقت وہ خودساختہ پشیمانی میں گھری رہی تھی۔۔اتنا تو وہ معاذ فاروق کو جان گئی تھی کہ وہ اُس سے کترا رہا تھا، لیکن جب رات کے ساڑھے بارہ بجے تک بھی اُس کا کوئی اتا پتا نہ تھا تو اُس نے پریشان ہوکر بُوا کو نیند سے ہی اُٹھا ڈالا تھا۔۔

"تو بٹیا اِس میں رونے کی کیا بات ہے، میاں کوئی بچّہ تھوڑی ہے۔۔فون کرلو اُسے"۔۔بُوا تو اُس کے دیر سے آنے کی عادی تھیں۔۔اُسے کہہ کر وہ کروٹ بدل کر سونے لگی تھیں۔۔

وہ ایک نظر اُن پر ڈالتی اُن کا موبائل لیے اُس کے کمرے میں آئی تھی۔۔اُس شرمندگی کے باعث وہ اپنے موبائل کو صرف نماز کے الارم کے طور پر استعمال کرتی تھی۔۔

....

"ارے یار تمہیں پتا ہے، کل میں نے کسے دیکھا۔۔؟؟"۔۔اظہر نے سنسنی خیز انداز میں اُسے دیکھا تھا۔۔اِس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتا اُس کا موبائل بجا تھا۔۔اسکرین پر چمکتے نام پر نظر پڑتے ہی اُسے اپنی کوتاہی کا احساس ہوا تھا۔۔

وہ اِس وقت لاہور میں بیٹھا تھا۔۔ویسے تو اُسے کل آنا تھا میٹنگ اٹینڈ کرنے لیکن وہ جیسے خود سے بھاگنے لگا تھا اب۔۔اظہر اُس کا یونیورسٹی کا دوست تھا جو لاہور میں ہی مُقیم تھا اور اظہر کے بہت کہنے کے باوجود اُس نے ہوٹل میں رُکنے کو ترجیح دی تھی۔۔ابھی بھی وہ دونوں ہوٹل لابی میں بیٹھے تھے۔۔

"تم بات کرو۔۔میں ذرا اسموکنگ کر کے آتا ہوں کھلی ہوا میں"۔۔وہ اُس سے ایکسکیوز کرتا لابی سے باہر نکل گیا تھا۔۔اُس نے خود کو بُوا کے سوالوں کے لیے تیار کرتے ہوئے موبائل کان سے لگایا تھا۔۔

"السلام و علیکم بُوا"۔۔لیکن اگلی طرف سے آتی آواز پر وہ چونکا تھا۔۔

"کہاں ہیں آپ۔۔؟؟۔۔ابھی۔۔ابھی تک گھر نہیں۔۔آئے۔۔؟؟"۔۔اُس کی پریشانی میں ڈوبی روتی آواز کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔آج اُس کا لہجہ رونے کی وجہ سے اٹک رہا تھا۔۔وہ

حیرت سے ایک دو پل کے لیے کچھ بول ہی نہیں پایا تھا جیسے۔۔

"تم رو کیوں رہی ہو۔۔؟؟"۔۔وہ بے نیاز بنا پوچھ رہا تھا

"آپ۔۔آپ ابھی تک گھر۔۔گھر نہیں آئے"۔۔وہ سُوں سُوں کرتی بولی تھی۔۔

"میں گھر نہیں آؤں گا تو تم رونے لگو گی۔۔؟؟"۔۔وہ پوچھ رہا تھا۔۔

"مجھے۔۔بہت وہم آرہے تھے۔۔اِس لیے مجھے۔۔رونا آگیا تھا"۔۔وہ سُوں سُوں کرتی معصومیت سے بولی تھی۔۔اُس کی آواز سُن کر دل کو تھوڑا قرار آیا تھا۔۔

اپنی ہر بات سے وہ اُسے چونکا رہی تھی۔۔آج تک بھلا کون تھا جو اُس کے دیر سے آنے پر یوں پریشان ہوتا۔۔بُوا کو پتا تھا وہ دیر سے آتا تھا۔۔

"میں آج گھر نہیں آؤں گا"۔۔انداز میں مخصوص مغرور لاپروائی تھی۔۔

"کیوں۔۔؟؟"۔۔بے ساختہ اُس کی زبان سے نکلا تھا لیکن پھر اُسی تیزی سے زبان دانتوں میں دبا بھی لی تھی۔۔

"کیونکہ میں کراچی میں نہیں ہوں۔۔میں اِس وقت لا۔۔"۔۔اُس کی پہلی بات سُنتے ہی رابیل کو حیرت کا ایک جھٹکا لگا تھا۔۔وہ سرعت سے اُس کی بات کاٹ گئی تھی۔۔

"آ۔۔آپ حیدرآباد گئے ہیں۔۔؟؟"۔۔وہ اگر کراچی میں نہیں تھا تو کیا وہ اُس کے گھر والوں کو ڈھونڈنے گیا تھا۔۔معاذ کے صبح کے رویے نے ویسے ہی اُسے انجانے خوف میں گھیرا ہوا تھا۔۔دوسری طرف اُس نے حیرت سے موبائل کان سے ہٹا کر اسکرین کو گھورا تھا۔۔

"میں حیدرآباد گیا۔۔"۔۔ابھی وہ بات پوری بھی نہیں کرپایا تھا جب وہ پھر سے اُس کی بات کاٹ گئی تھی۔۔

"دیکھیں۔۔مجھ۔۔مجھے واپس نہیں جان۔۔۔جانا۔۔آ۔۔آپ کو اللہ کا واسطہ۔۔مجھ۔۔"۔۔وہ روتے ہوئے بولے جارہی تھی۔۔

"اسٹاپ اِٹ۔۔!!"۔۔اُس کی دھاڑ پر وہ ایک دم ایسے خاموش ہوئی تھی جیسے کسی نے ٹیپ کا بٹن بند کردیا ہو۔۔

"تم پاگل تو نہیں ہوگئی ہو۔۔؟؟ میں حیدرآباد کیوں جاؤں گا۔۔؟؟"۔۔وہ اب دُرشتگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"مم۔۔میرے گھر والوں کو ڈھونڈنے"۔۔وہ بمشکل اپنے آنسو روکتی بولی۔۔لہجہ البتہ بھرایا ہوا تھا۔۔اب کے معاذ فاروق نے سگریٹ لبوں میں دباتے ہوئے اطمینان سے صوفے سے ٹیک لگایا تھا۔۔

"اور میں ایسا کیوں کروں گا۔۔؟؟"۔۔لہجے میں اب کے اطمینان ہی اطمینان تھا۔۔

"کیونکہ آ۔۔آپ مجھ سے۔۔نا۔۔ناراض ہیں۔۔مجھے پتا۔۔ہے۔۔کہ۔۔آپ مجھ سے۔۔ ناراض۔۔ہیں۔۔اِسی لیے۔۔اِسی لیے۔۔آ۔۔"۔۔اُس سے بات مُکمل نہیں ہوئی تھی۔۔

"اِسی لیے میں حیدرآباد آیا ہوں تمہارے گھر والوں کو ڈھونڈنے۔۔؟؟"۔۔اطمینان سے سوال کیا گیا تھا۔۔لیکن دوسری طرف سوال کو سچ کی مُہر سمجھی گئی تھی۔۔

"دیکھ۔۔دیکھیں۔۔آپ۔۔آپ کو اللہ کا واسطہ ایسا نہ کریں۔۔میں آئندہ آپ کے کمرے میں نہیں سوؤں گی۔۔آپ کے سامنے تک نہیں۔۔"۔۔اُس کی رات کی حرکت کا حوالہ دے کر رابیل نے اُس کے غصّے کے گراف میں اضافہ کیا تھا۔۔یہ لڑکی رات کے پونے ایک بجے بھی دور بیٹھی اُس کا ضبط آزمانے پر تُلی ہوئی تھی۔۔

"جسٹ کیپ یور ماؤتھ شٹ"

(اپنا مُنہ بند کرو)

وہ اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ آس پاس کے لوگوں نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔۔گہرا سانس لے کر اُس نے خود کو سنبھالا تھا۔۔

"میری بات سُنو۔۔سب سے پہلی بات۔۔تمہارے گھر والے میرے لیے اتنی امپورٹنس (اہمیت) نہیں رکھتے اور نہ ہی میرے پاس اتنا فالتو وقت ہے کہ میں اپنے سارے کام چھوڑ کر اُن کو ڈھونڈنے حیدرآباد جاؤں گا۔۔اور دوسری بات"۔۔وہ رُکا تھا۔۔سگریٹ لبوں سے لگا کر اُس نے گہرا کش لیا تھا۔۔لہجے سے اب اطمینان غائب تھا۔۔دوسری طرف وہ سانس روکے سُن رہی تھی۔۔

"میں اِس وقت لاہور میں ہوں۔۔دو تین دن تک گھر نہیں آؤں گا۔۔بُوا کو بتا دینا۔۔اور ہاں اب مجھے کال کر کے میرا دماغ خراب کرنے کی کوشش نہیں کرنا۔۔"۔۔وہ اپنی کہہ کر لائن ڈسکنیکٹ کر چکا تھا جبکہ اُس نے اُس کے حیدرآباد نہ ہونے پر بے اختیار شُکر کا کلمہ پڑھا

تھا۔۔

"لاہور۔۔پتا نہیں کب آئیں گے"۔۔اُس کی مُسکراتے فوٹو فریم پر نظر پڑتے ہی اُس کے دل کی دھڑکن رُکی تھی۔۔رابیل سے اُس کی تصویر پر بھی ایک سے دوسری نظر نہیں ڈالی گئی تھی۔۔وہ جلدی سے دروازہ بند کرتی نیچے بُوا کے پاس جانے لگی تھی۔۔

....

"فون لگاؤ ذرا میاں کو۔۔ہمیں بتانے کی ضرورت بھی نہیں سمجھی"۔۔دوسرے دن بُوا کے غصّے کا گراف بڑھنے لگا تھا۔اُس نے سختی سے کال کرنے سے منع کیا تھا۔۔اب بُوا کی بات پر اُس کے ہاتھ پاؤں پھولے تھے۔۔

"بُوا۔۔وہ۔۔وہ سورہے ہوں گے"۔۔وہ دھیمے سے بولی تھی۔۔کوئی تو بہانہ بنانا تھا۔۔

بُوا نے حیرت سے گیارہ بجاتی گھڑی کو دیکھا تھا

"اے لو بٹیا۔۔تم نے کب معاذ میاں کو دن کے گیارہ بجے تک سوتے دیکھا ہے۔۔؟؟"۔۔ ناک پر ہاتھ رکھے اُنہی حیرت بھری نظروں سے وہ اب اُسے گھور رہی تھیں۔۔وہ اچھی خاصی سٹپٹائی تھی۔۔کوئی چارہ نہ پاکر اُس نے سلب پر پڑا موبائل اُٹھایا تھا۔۔ نمبر ملا کر اُس نے جلدی سے موبائل بُوا کو دینا چاہا تھا لیکن اُن کے دونوں ہاتھوں پر آٹا لگا ہوا تھا۔۔

"شوہر کی خیر خیریت پوچھو۔۔جب تک ہم ہاتھ دھولیں"۔۔مرتی کیا نہ کرتی کے مُصداق اُس نے موبائل کان سے لگایا تھا۔۔

"اللہ کرے یہ فون نہ اُٹھائیں۔۔اللہ کرے یہ فون نہ اُٹھائیں"۔۔آنکھیں بند کیے وہ پوری لگن سے بڑبڑانے میں مصروف تھی۔۔

"اُٹھا چکا ہوں میں"۔۔جب اچانک دوسری طرف سے آتی آواز پر اُس نے پٹ سے آنکھیں کھول کر زبان دانتوں میں دبائی تھی۔۔

"وہ میں نے نہیں۔۔بُوا۔۔بُوا۔۔بُوا کو۔۔آ۔۔آپ سے"

"بُوا کو فون دو"۔۔وہ گہرا سانس لیتا اُس کی بات کاٹ کر بولا۔۔

"یہ۔۔یہ لیں بُوا"۔۔اُس نے موبائل تقریباً اُن کے ہاتھوں پر رکھ دیا تھا جو کہ گرتے گرتے بچا تھا۔۔

"کیا ہوگیا ہے بٹیا اتنی کاہے کی جلدی ہے۔۔حال چال تو پوچھ لو میاں کا"۔۔بُوا نے اُسے پیچھے سے پُکارا تھا جو کچن سے بھاگنے کے انداز سے نکل گئی تھی۔۔

"پوچھ لیا ہے بُوا"۔۔وہ زور سے بولتی کچن سے نکل گئی تھی۔۔

"السلام و علیکم بُوا۔۔کیسی ہیں آپ۔۔؟؟"۔۔وہ خود کو ذہنی طور پر تیار کرچکا تھا۔۔

"وعلیکم السلام۔۔اے لو میاں یہ بھی کوئی طریقہ ہوا۔۔جی میں آیا تو لاہور پہنچ گئے۔۔نہ بوڑھی بُوا کا خیال آیا نہ بیوی کو بتانا ضروری سمجھا۔۔بُوا گُزر جائیں گی تب ایسی حرکتیں کرنا میاں"۔۔وہ اچھا خاصا ناراض تھیں۔۔

"کیسی باتیں کررہی ہیں بُوا۔۔اچانک جانا پڑگیا تھا۔۔میں دو تین دِنوں میں واپس آجاؤں

گا۔۔"۔۔دو تین باتیں کر کے وہ اُن کو راضی کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔

وہ باہر صوفے پر بیٹھی آلو چھیل رہی تھی جب بُوا موبائل کان سے لگائے کچن سے نکلی تھیں۔۔

"اے میاں اب بیوی سے حال چال پوچھو۔۔صبح سے اُداس گھوم رہی ہے"۔۔بُوا کی بات پر وہ اچھی خاصی سٹپٹائی تھی۔۔

"ضرور محترمہ کو اپنی مُرغیاں یاد آرہی ہوں، ہم اتنے خوش قسمت کہاں"۔۔وہ زیرِلب بڑبڑایا تھا۔۔

"بُوا میں نے پوچھ لیا تھا حال چال"۔۔وہ وہیں سے بولی تھی۔۔تب تک بُوا موبائل اُسے تھما چکی تھیں۔۔

"اُففف اب پتا نہیں کتنا ڈانٹیں گے مجھے"۔۔اُس نے بھی بڑبڑا کر موبائل کان سے لگایا تھا۔۔

"ہیلو"۔۔بھاری سنجیدہ سی آواز۔۔اُس کے ہاتھ پاؤں پھلا گئی تھی۔۔

"دیکھیں۔۔مجھ۔۔مجھے بُوا نے کہا تھا۔۔آ۔۔آپ کو کال کرنے کے لیے۔۔مم۔۔میں نے کہا۔۔بھی تھا کہ آ۔۔آپ سو رہے ہوں گے لیکن وہ۔۔"

"کب پوچھا تھا تم نے میرا حال چال۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کی بات کاٹ کر سنجیدگی سے استفسار کررہا تھا۔۔وہ سُن چُکا تھا۔۔مارے خفت کے وہ سُرخ ہوئی تھی۔۔

"آ۔۔آپ کک کیسے ہیں۔۔؟؟"۔۔معصومیت بھرا انداز۔۔معاذ فاروق کے دل نے اِس وقت

اُسے روبرو چاہا تھا۔۔

"میں ایک ہی ہوں لیکن تم ہمیشہ آپ کو دو میں توڑ دیتی ہو"۔۔وہ ہنوز سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔۔

"جج۔۔جی۔۔"۔۔اُس کی بات رابیل کے سر سے گُزری تھی۔۔

"اور میں ویسا بلکل بھی نہیں جیسا تمہیں لگتا ہوں"۔۔رابیل کو اُس کے موڈ کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔۔

"نن۔۔نہیں آپ بہت اچھے ہیں"۔۔وہ ڈر کر بے ساختگی سے بولی تھی۔۔

"نہیں اب میں اتنا بھی اچھا نہیں ہوں۔۔ تمہیں ڈانٹتا جو رہتا ہوں"۔۔وہ اپنی عادت کے برخلاف جارہا تھا۔۔اور اِس وقت وہ اِس بات سے بلکل انجان تھا۔۔وہ یہ بھی سُن چُکا تھا۔۔ زبان دانتوں میں دبا کر اُس نے کبوتر کی طرح اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔۔

"دیکھ۔۔دیکھیں۔۔۔میں بلکل ٹھیک ہوں۔۔آ۔۔آپ بھی ٹھیک ہیں۔۔اب میں فون رکھتی ہوں۔۔اللہ حافظ"۔۔وہ روانی سے بولتی اُس کی سُنے بغیر کال ڈسکنیکٹ کرچکی تھی۔۔

"اے بٹیا۔۔ایسے پوچھتے ہیں حال چال"۔۔بُوا سر پر ہاتھ رکھے دائیں بائیں سر ہلاتیں حالتِ افسوس میں تھیں۔۔

"اُفف اب بُوا نے بھی سُن لیا"۔۔اُسے اپنی شامت یقینی نظر آئی تھی۔۔

"وہ بُوا اُن کو جلدی تھی۔۔اور مجھے بھی تو یہ آلو پکانے ہیں ناں۔۔لائیں مجھے دیں۔۔آپ

آرام کریں"۔۔وہ اُن کے ہاتھ سے ٹوکری لیتی ایک دم کھڑی ہوکر کچن کی طرف بڑھی تھی۔۔

"دونوں کے پانی کے جہاز چل رہے ہیں دونوں ہی مصروف ہیں۔۔یہ انوکھے میاں بیوی ہیں۔۔"۔۔وہ بڑبڑاتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھیں۔۔

....

دو دن کے بعد وہ آچُکا تھا۔۔اب پھر سے وہی روٹین جاری تھی۔۔

بُوا اب بھی اُسے اچھی بیوی بننے کے گُر سکھاتی رہتی تھیں۔۔ لیکن اکثر وہ معاذ کے غصّے سے خائف اُن کی بہت سی باتوں پر عمل کرنے سے قاصر تھی۔۔ لیکن پھر کہیں دل کے ہاتھوں مجبور بھی ہونا پڑجاتا تھا۔۔

....

"بُوا۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔ایسے مجھے دیکھ کر وہ بہت ناراض ہوں گے"۔۔وہ دونوں ہاتھوں میں ٹفن پکڑے شش و پنج میں مُبتلا کھڑی تھی۔۔اِسی وقت لاؤنج کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔ڈرائیور تھا۔۔

"لو دیکھو شاہد بھی آگیا۔۔شاہد تمہیں اندر تک چھوڑ آئے گا"۔۔وہ اُسے لیے باہر آئی تھیں۔۔

"جی جی۔۔بُوا۔۔آپ پریشان نہ ہوں۔۔بی بی جی آپ بھی پریشان نہ ہوں"۔۔اُس نے گاڑی

کا پچھلا دروازہ کھولا تھا۔۔

"لیکن بُوا اگ۔۔اگر اُنہوں نے غصہ کیا تو۔۔؟؟"۔۔وہ گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے بُوا کو دیکھ کر بولی۔۔

"تو ہمیں فون کر دینا۔۔وہاں آکر میاں کے مزاج ٹھکانے لگائیں گے ہم۔۔اب جاؤ شاباش"۔۔ اُنہوں نے اُسے بازو سے پکڑے گاڑی کے اندر بٹھایا تھا پھر اپنے ہاتھوں سے دروازہ بھی بند کیا تھا۔۔گاڑی کے گھر سے باہر نکلنے سے پہلے اُس نے پریشان نظروں سے پیچھے مُڑ کر بُوا کو دیکھا تھا۔۔

....

"کم اِن"۔۔دستک کی آواز پر اُس کی مصروف سی آواز میں کہا۔۔اُس نے دھڑکتے دل کے ساتھ جھجھکتے ہوئے دروازہ کھولا تھا۔۔شاہد کے تعارف کروانے پر مینیجر نے بغیر اطلاع کے اُسے اُس کے کمرے کے دروازے تک چھوڑا تھا۔۔پھر کچھ سیکنڈ وہیں رُک کر اپنے آپ کو سنبھالتی اُس نے اندر قدم رکھا تھا۔۔

وہ مصروف سا لبوں میں سگریٹ دبائے فائل پر جُھکا ہوا تھا۔۔کِسی احساس کے تحت اُس نے سر اُٹھایا تھا۔۔اُسے سامنے دیکھ کر وہ چونکا تھا۔۔

"تم یہاں۔۔؟؟"۔۔سگریٹ کو دو اُنگلیوں سے تھامتا وہ کُرسی سے ٹیک لگاتا اُس سے استفسار کررہا تھا جو نروس سی کبھی اُسے دیکھتی کبھی آنکھوں کو جُھکا رہی تھی۔۔

"وہ میں۔۔کھانا۔۔لائی تھی۔۔"۔۔ہمیشہ کی طرح اُس کی نظروں سے خائف ہوتی وہ ہچکچا کر بولتی دو قدم آگے آئی تھی، پھر دھیرے سے اپنے ہاتھ میں تھاما وہ خوبصورت سا ٹفن اُسی کی ٹیبل پر رکھنے کو تھی۔۔

"کھانا۔۔؟؟ رئیلی۔۔"۔۔وہ ایک دم حیرت سے پوچھتا ہنستا چلا گیا تھا۔۔ٹفن رکھ کر وہ اُس کے ہنسنے پر دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔

اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔اُس کے جُھکے سر اور سُرخ چہرے کو دیکھتا وہ خود پر قابو پا کر سگریٹ بجھاتا ایک دم کھڑا ہوا تھا۔۔

"تم میرے لیے کھانا لائی ہو۔۔؟؟"۔۔وہ حیرت سے پوچھتا ہولے ہولے قدم اُٹھاتا اُس کے پاس آیا تھا۔۔اُس نے سر اُٹھائے بغیر اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔ویسے بھی اُس کے اپنے پاس آنے سے اُس کا سر، آنکھیں، دل سب ہی جھکتے تھے۔۔اور ایک بار پھر وہ اپنی اِس ادا سے اُسے دیوانہ کر گئی تھی۔۔

"کِس زمانے کی ہو تم۔۔؟؟"۔۔اُس نے ڈر کر سر اُٹھایا تھا پر اُس کی آنکھوں کی انوکھی چمک کی تاب نہ لاتی وہ پھر سے اپنی آنکھیں جُھکا گئی تھی۔۔

"مجھے پتا ہے کہ۔۔آپ۔۔آپ دوپہر کا کھانا نہیں کھاتے، تو میں۔۔خود۔۔بنا کر۔۔لے آئی"۔۔جوش سے بولتے بولتے آخر میں اُس نے رُک رُک کر اپنی بات پوری کی تھی۔۔

"جب پتا ہے کہ نہیں کھاتا تو؟؟"۔۔اُس کے سنجیدگی سے پوچھنے پر وہ پریشان سی ہوتی اپنے

ہاتھ مسلنے لگی تھی تھی۔۔

"وہ تو آپ باہر۔۔کا کھانا۔۔نہیں کھاتے۔۔یہ میں نے۔۔خود۔۔بنایا۔۔ہے"۔۔خود پر جمی اُس کی مخصوص خاموش نظریں محسوس کرتے ہوئے رابیل کا دِل ڈوبا تھا۔۔

"مجھ۔۔مجھے معاف کردیں۔۔میں آپ سے پوچھے۔۔بغیر۔۔"۔۔وہ دو قدم پیچھے ہٹتی واپس مُڑنے کو تھی جب وہ اُس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔۔

"نکالو۔۔میں ہاتھ دھو کر آتا ہوں"۔۔اُس کی بات پر رابیل کی آنکھوں میں واضح جگنو روشن ہوئے تھے۔۔وہ اثبات میں سر ہلاتی جوش سے آگے بڑھی اور وہ اُس کی آنکھوں اور چہرے پر جگمگاتی خوشی کو دیکھتا واش روم کی سمت قدم بڑھانے کو تھا لیکن وہ خوشی میں کچھ دیکھے بغیر سیدھا اُس سے جا ٹکرائی تھی۔۔ہلکی سے ٹکر تھی۔۔رابیل کا سر معاذ کے سینے سے ٹکرایا تھا۔۔وہ ہڑابڑائی تھی۔۔بے ساختہ آئی مُسکراہٹ کو ضبط کرتا وہ ویسے ہی خاموش کھڑا اُس کے سُرخ چہرے کو دیکھ رہا تھا

"وہ۔۔میں۔۔"۔۔ جھینپی جھینپی سی وہ وضاحت دینے کو تھی جب دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔

"یس"۔۔معاذ نے اُس کے سر سے نظر ہٹا کر دروازے کو دیکھ کر کہا۔۔اُس کی سیکریٹری ٹینا تھی۔۔وہ اُس کی سائیڈ سے ہوتی ٹیبل پر رکھے ٹفن کی طرف بڑھی تھی۔۔

"سر یہ فائل۔۔؟؟"۔۔اُس نے اندر آ کر کہا۔۔نسوانی آواز پر رابیل نے پلٹ کر دیکھا تھا۔۔

چُست لباس، فُل میک اپ، کُھلے بال، بازو سرے سے غائب تھے۔۔

"آں۔۔نو ناٹ ناؤ۔۔مے بی لیٹر۔۔آئی وِل کال یو۔۔اینڈ لیس ڈونٹ سینڈ اینی بڈی انسائیڈ۔۔ پلیز"

(نہیں، ابھی نہیں۔۔بعد میں شاید۔۔میں تمہیں خود بلا لوں گا، اور ہاں کِسی کو اندر نہیں بھیجنا)۔۔

"یس سر"۔۔وہ سر ہلاتی پلٹی تھی پر پلٹنے سے پہلے رابیل پر اچھی خاصی چبھتی نظر ڈال گئی تھی۔۔وہ جو اُسی کو دیکھ رہی تھی ایک دم مُتحیر ہوگئی تھی۔۔چونکی تو تب، جب وہ اُس کے بلکل پاس کھڑا پیون سے پلیٹیں اور چمچ لانے کو کہہ رہا تھا۔۔وہ ہِل نہیں سکی تھی۔۔اُس کے جُھکے سر اور سُرخ چہرے پر گہری نظر ڈالتا وہ واشروم کی طرف بڑھا تھا۔۔

رابیل نے کب کی رُکی سانس بحال کرتے ایک نظر واشروم کے دروازے کو دیکھا تھا۔۔اُس کی قُربت ایسے ہی اُس کے حواس گُم کردیتی تھی۔۔

اِس بات سے بے خبر کے یہ بات معاذ فاروق جان گیا تھا، اُس کی ایک بھرپور نظر سے، اُس کی ذرا سے قُربت سے اُس من موہنے چہرے پر اتنے خوبصورت رنگ بکھرتے تھے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی معاذ یہ دونوں کام کرجاتا تھا۔۔

کچھ دیر بعد پیون سب کچھ لے آیا تھا۔۔وہ ہاتھ دھو کر آیا تو کمرے میں اشتہا انگیز بریانی کی مہک تھی۔۔معاذ کی بھوک ایک دم بڑھی تھی۔۔

رابیل نے پلیٹ میں تھوڑی سی بریانی نکال کر اُس کے آگے رکھی تھی، اُس کے خود سے کھانا نکال کر دینے پر وہ حیران ہوا تھا۔۔لیکن وہ مُتوجہ نہیں تھی، بلکہ ٹفن سے رائتہ نکال رہی تھی۔۔اُس نے پلیٹ سامنے کرتے ایک چمچہ بھر کر مُنہ میں ڈالا تھا

"ہمم۔۔یہ تم نے بنائی ہے۔۔؟؟"۔۔وہ پُرستائش انداز میں کہہ رہا تھا۔۔اور ساتھ میں کھا بھی رہا تھا۔۔اُس نے رائتے کی پیالی اُس کے آگے رکھتے ہوئے سر اُٹھایا تھا۔۔

"آپ کو پسند آئی۔۔؟؟"۔۔معاذ نے کھانے سے ہاتھ رُوک کر اُسے دیکھا تھا۔۔خوشی سے جگمگاتا چہرہ۔۔آنکھوں میں ستارے لیے وہ معصومیت بھرے اشتیاق سے پوچھ رہی تھی۔۔

"بریانی کِسے ناپسند ہوتی ہے"۔۔وہ اُس کی تعریف گول کر گیا۔۔اُس کا چہرہ اُس کی اندرونی خوشی کا پتا دے رہا تھا۔۔معاذ نے پلیٹ ٹیبل پر رکھی تھی۔۔وہ اُس کے سامنے رکھی فائلز ترتیب سے رکھ رہی تھی۔۔

"تم نہیں کھا رہیں۔۔؟؟"۔۔اُس کے سوال پر رابیل نے سر اُٹھایا تھا۔۔

"نہیں میں گھر جاکر کھاؤں گی"۔۔وہ مگن انداز میں بول کر اُٹھی تھی، پھر اُس کے پاس پڑا گلاس اُٹھا کر ٹرے میں رکھا، ساتھ رکھی پین کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا جب اُس کی آواز پر ٹھٹکی تھی۔۔

"بیٹھو"۔۔وہ مُنہ سے بولتا سامنے کُرسی پر اشارہ کرتا بولا۔۔

"ہر جگہ کام کرنے مت لگ جایا کرو"۔۔وہ اب چِڑ کر بولا تھا۔۔

"لیکن سب کچھ بکھرا پڑا ہے۔۔میں تو صرف۔۔"۔۔اُس کے لہجے پر خائف ہوتی وہ بیٹھ گئی تھی۔۔

"یہ میں نے خود بکھیرا ہے، مجھے عادت ہے ہر چیز بکھیر کر کام کرنے کی"۔۔وہ کُرسی سے ٹیک لگاتا بولا نظر اُسی پر تھیں جِن سے وہ بے نیاز تھی۔۔

"آپ کی ہر چیز کو مجھے ہی تو سمیٹنا ہے"۔۔وہ ٹفن بند کرتی اپنے دُھن میں اپنی ازلی معصومیت سے بولی تھی پر وہ ساکت ہوا تھا۔۔

"کہاں تک سمیٹو گی، تھک جاؤ گی"۔۔اُس ایک پل میں وہ جیسے سالوں کا سفر کر آیا تھا۔۔

"آزما کر دیکھیئے گا، مجھے ہمیشہ اپنے ساتھ پائیں گے"۔۔ معصوم لہجے کی سچائی، عقیدت۔۔ انجانے میں وہ اُس کے ساتھ زندگی گُزارنے کی گُزارش کر بیٹھی تھی۔۔معاذ نے تکلیف سے آنکھیں میچ کر کھولی تھیں۔۔

"اُٹھو اور دفع ہوجاؤ۔۔جسٹ گیٹ لاسٹ"۔۔وہ ایک دم سیدھا ہوتا دھاڑا تھا، رابیل کو سمجھ نہیں آئی تھی کیا ہوا ہے، وہ ساکت سی وہیں بیٹھی اُسے دیکھتی رہ گئی تھی۔۔

"آئی سیڈ اسٹینڈ اپ۔۔!!"

(میں نے کہا کھڑی ہوجاؤ..!!)

وہ اب ٹیبل پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتا آگے کو ہوتا چیخا تھا۔۔اُس کا پورا وجود کانپا تھا وہ بے ساختہ پیچھے ہوئی تھی۔۔دیکھتے ہی دیکھتے اُن آنکھوں میں نمکین پانی جمع ہوا تھا۔۔وہ ہمت

کر کے کھڑی ہوئی تھی پھر کانپتے ہاتھوں سے ٹفن کو بند کرنا چاہا تھا لیکن اُوپر کا کیپ اُس کے کانپتے ہاتھوں سے پھسل کر نیچے گِرا تھا۔۔

"آؤٹ"۔۔اب کے وہ دروازے کی طرف اشارہ کرتا دھاڑا تھا۔۔وہ سب کچھ وہیں چھوڑ کر مُنہ پر ہاتھ رکھتی دروازہ کھول کر باہر بھاگی تھی۔۔

"ڈیم اِٹ۔۔آئی ہیٹ یو، آئی جسٹ ہیٹ لو"

(مجھے نفرت ہے تم سے، مجھے نفرت ہے محبت سے)

وہ سر کے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے جکڑتا چِلایا تھا۔۔

....

وہ آج کل شہرین کی وجہ سے بہت پریشان رہنے لگا تھا۔۔وہ اُس کی زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی تھی، اُس کی اولین چاہت، اُس کی بیوی۔۔

لیکن اب اُس کا بدلتا رویہ۔۔رات کو دیر تک پارٹیز میں رہنا۔۔

وہ اپنے دھیان میں تھا جب ایک بڑا سا ٹرالر زور سے ہارن بجاتا اُس کے پاس سے گُزرا تھا۔۔ گاڑی اِدھر اُدھر لہرائی تھی۔۔وہ ایک دم ہوش کی دُنیا میں آتا سرعت سے گاڑی کو سنبھال گیا تھا۔۔

سچ تو یہ تھا کہ یونیورسٹی کے دور میں اُسی نے شہرین کو پرپوز کیا تھا۔۔وہ اُسے پہلی ہی نظر میں اچھی لگی تھی۔۔پھر یونیورسٹی کے ختم ہونے کے کچھ سال بعد اُن دونوں نے شادی بھی

کرلی تھی۔۔

شادی کے نو مہینے سُکون سے گُزرے تھے، وہ اپنی مُحبت کو پا کر خود کو دُنیا کا خوش قسمت ترین مرد سمجھنے لگا تھا لیکن نو مہینے بعد شہرین کے بدلتے اطوار اُسے پریشان کیے ہوئے تھے۔۔شہرین کا واضح طور پر گردیزی کی طرف جُھکاؤ اُسے اندر سے توڑ رہا تھا۔۔وہ بے غیرت نہیں تھا کہ اپنی بیوی کے کسی غیر مرد سے بڑھتے تعلقات کو نظرانداز کردیتا لیکن وہ اپنی بیوی سے مُحبت بھی بہت کرتا تھا۔۔وہ چاہتا تھا وہ سب چھوڑ کر پھر سے پہلے جیسی ہوجائے۔۔وہ کبھی بھی اُس سے کچھ نہیں پوچھے گا۔۔واٹس ایپ پر ایک ساتھ دو تین میسجز نے اُسے پھر سے خیالوں کی دُنیا سے نکالا تھا۔۔

اُس نے موبائل اُٹھایا تھا۔۔اُس کے دوست کا میسج تھا۔۔

اسکرین پر نظر پڑتے ہی وہ پتھر کا ہوا تھا۔۔

اُس کی محبوب بیوی، جِسے وہ اب بھی معاف کرنے کو تیار تھا گردیزی کی باہوں میں جھول رہی تھی۔۔گاڑی پر سے اُس کا کنٹرول پوری طرح ختم ہوا تھا، نیتجتاً اُس کی گاڑی سامنے سے آتے بڑے سے ٹرالر سے ٹکرائی تھی۔۔اُسے ہوش و خرد سے بیگانہ ہونے میں کچھ ہی سیکنڈ لگے تھے۔۔

....

ڈرائیور کی موجودگی کے باعث اُس نے بڑی مُشکل سے خود کو رونے سے باز رکھا تھا لیکن بُوا کو سامنے دیکھ کر وہ ٹوٹ کر بکھری تھی۔۔اُن کی آغوش میں مُنہ چُھپائے وہ تڑپ تڑپ کر رودی تھی۔۔

"بُوا۔۔وہ صرف میرے محسن ہیں۔۔آپ کیوں مجھے وہ راستہ دکھا رہی ہیں جس پر چل کر میری روح تک زخمی ہونے لگی ہے۔۔مجھے اپنے دل کو سمجھانے دیں بُوا ہم دونوں کے راستے الگ ہیں۔۔وہ کبھی بھی۔۔ کبھی بھی۔۔ مجھ۔۔مجھے قبول نہیں کریں گے بُوا۔۔میں نے۔۔ خود۔۔میں نے صرف اُن سے اُن۔۔اُن کا نام۔۔نام مانگا تھا بُوا۔۔میرا اپنا دل بے ایمانی کرنے لگ۔۔لگا ہے بُوا۔۔میں کیا کروں۔۔میں کیا کروں بُوا"۔۔وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی۔۔

"بس بٹیا۔۔بس۔۔"۔۔بُوا سے اُس کا رونا برداشت نہیں ہورہا تھا۔۔

"مم۔۔میں ایسے ہی ساری زندگی اُن کو دیکھتے دیکھتے گُزار دوں گی۔۔لیک۔۔ لیکن۔۔اُن۔۔ اُن کی بےرُخی مجھے مار دے گی بُوا۔۔مار دے گی۔۔"۔۔دل کا درد لاوا بن کر آج بہہ نکلا تھا۔۔

"ہمارا بچّہ ایسا نہیں تھا۔۔ہمارا ہنسنے بولنے والا بچّہ۔۔ہم دل سے چاہتے ہیں وہ تمہارے ساتھ پھر سے جیئے۔۔دل سے ہنسے۔۔بولے۔۔پر کیا کریں یہ نصیب"۔۔وہ اُسے گلے لگاتی خود بھی رودی تھیں۔۔

"اُس کو کچھ وقت دو بٹیا۔۔اللہ کرم کرے گا ہمارے بچّوں پر۔۔بس وہ تھوڑا سا آزماتا ہے، وہ آزما کر دیکھتا ہے کہ کون اُسے کہتا ہے کہ تو ایسے راضی۔۔تو میں بھی ایسے ہی راضی"۔۔بُوا کی تسلی اُس کے دل پر پھوار بن کر برس رہی تھی۔۔

معاذ فاروق کی زندگی میں پائی جانے والی دونوں ہستیاں اِس وقت اُس کے غم میں تڑپ رہی تھیں۔۔ایک اُس کی مُحبت و چاہت کے حصول کے لیے تو دوسری اُس کی خوشیوں کے لیے۔۔

اور معاذ فاروق جس کے در پر قسمت پھر سے مہربان ہونے لگی تھی، اِس بات سے بے خبر آج خالص اپنی مُحبت میں دھڑکتے دل کو بے دردی سے توڑ بیٹھا تھا۔۔

....

اُن دونوں نے فِلحال اُسے اُس کے حال پر چھوڑا تھا۔۔

اور اُس دن کے بعد سے وہ بُوا کے ساتھ سونے لگی تھی۔۔نہ بُوا نے کچھ پوچھا نہ معاذ نے اُس سے کچھ کہا۔۔دن بے کیف گُزر رہے تھے۔۔

کچھ دِنوں سے اُسے اپنی طبعیت بوجھل بوجھل لگ رہی تھی۔۔وہ نظرانداز کرتی رہی تھی۔۔ بُوا کی زیرک نگاہوں سے اُس کی طبیعت چُھپی نہیں رہ سکی تھی۔۔آج صبح سے اُسے بُخار تھا۔۔وہ اُس کے نہ نہ کرنے کے باوجود اُسے ڈاکٹر کے پاس لے جانے پر آمادہ کرپائی تھیں۔۔

شاہد کے بیٹے کی طبیعت خراب تھی اِس وجہ سے وہ آج کل چُھٹی پر تھا۔۔آج اتفاقاً وہ جلدی گھر آگیا تھا مجبوراً بُوا کو اُسے کہنا پڑا تھا۔۔وہ بھی نجانے کس موڈ میں تھا کہ اُنہیں دس منٹ میں تیار ہونے کو کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔۔

....

آج اتنے دِنوں کے بعد اُسے سامنے دیکھ کر معاذ نے ایک بھرپور نظر اُس پر ڈالی تھی۔۔پیلے کپڑوں میں وہ خود بھی کملائی ہوئی سرسوں کا پھول لگ رہی تھی۔۔بُوا نے اُسے اپنے ساتھ پیچھے بٹھا دیا تھا۔۔

سارے راستے معاذ نے اُس کے چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھا لیکن آج وہ اِن نظروں سے بے خبر بُخار سے نڈھال بُوا کے کندھے سے سر ٹکائے آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔۔

اُس نے گاڑی ہاسپٹل کے گیٹ پر روکی تھی۔۔اُن دونوں کے اُترنے کے بعد اُس نے گاڑی آگے بڑھائی ہی تھی جب اُس کا موبائل بجا تھا۔کال اُس کے مینیجر کی تھی۔۔جو کہ بہت اہم تھی گاڑی کو سائیڈ پر روک کر وہ کال سُننے لگا تھا۔۔

....

"تُو کیا سمجھی تھی، تو ہمارا مُنہ کالا کر کے اپنے عاشق کے ساتھ بھاگ جائے گی ہم تیرے تک نہیں پہنچ پائیں گے"۔۔وہ بُوا کے سہارے دھیرے دھیرے چلتی ہاسپٹل کے گیٹ کی طرف

بڑھ رہی تھی جب کوئی اچانک اُس کے سامنے آیا تھا۔۔

"اد۔۔ادا"۔۔اپنے سوتیلے بھائی فیاض کو سامنے دیکھ کر اُس کے پیروں سے زمین نکلی تھی۔۔

اُسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر اُس نے کلائی سے تھام کر اُسے اپنی طرف کھینچا تھا۔۔

"ادا کی بچّی۔۔چل میرے ساتھ۔۔تُجھے موت کے گھاٹ میں خود اپنے ہاتھوں سے اُتاروں گا"۔۔بُوا کی کمزور گرفت سے نکلتی وہ اُس کے ساتھ جا لگی تھی۔۔

"چھوڑ مجھے۔۔ادا۔۔ چھوڑ مجھے۔۔بُوا۔۔"۔۔وہ اُس کے شکنجے میں مچلنے لگی تھی۔۔

"کمینی، ذلیل۔۔تُجھے شرم نہیں آئی یار کے ساتھ۔۔"۔۔اُس سے پہلے کہ وہ اُس پر ہاتھ اُٹھاتا کسی نے اُس کا ہاتھ روکا تھا۔۔

"باس۔۔!!اب ایک اور لفظ تیری زبان سے نہ نکلے"۔۔رابیل نے سر اُٹھا کر سامنے دیکھا تھا۔۔آج بھی وہ دُنیا کے سامنے اُس کا مُحافظ بن کر کھڑا تھا۔۔ نجانے کتنے ہی آنسو اُس کی آنکھوں سے نکل کر گالوں سے ہوتے زمین پر گرتے چلے گئے تھے۔۔

"تُو اِس کا یار۔۔میں دونوں کو کاری کرواں۔۔"۔۔اِس پہلے کہ وہ بات مُکمل کرتا معاذ نے پوری قوت سے اُس کے چہرے پر مُکا مارا تھا۔۔اُس کے ہونٹوں سے خون کا فوارہ اُبل پڑا تھا۔۔

رابیل نے اپنا ہاتھ ہونٹوں پر رکھا تھا۔۔آس پاس کے لوگ اکٹھا ہونے لگے تھے

"اے میاں۔۔بس کرو۔۔"۔۔بُوا دہل کر آگے بڑھی تھیں۔۔

"بیوی ہے یہ میری۔۔بھگا کر نہیں لایا تھا۔۔پوچھنا اِس کی بے غیرت ماں بہن سے جو اِسے تنہا

سمندر پر چھوڑ کر بھاگ نکلی تھیں"۔۔وہ اُس کے گریبان کو جھٹکا دے کر بولا۔۔لوگوں نے آگے بڑھ کر معاذ کو سنبھالا تھا ورنہ وہ اُس کا خون کرنے سے بھی دریغ نہ کرتا۔۔رابیل کی آنکھوں کے سامنے اُس کا عکس دھندلایا تھا۔۔اُسے چکر آیا تھا۔۔بُوا اُسے نہ سنبھالتی تو یقیناً وہ گِر جاتی۔۔

"تم دونوں جھوٹے ہو۔۔اپنا گُناہ۔۔"۔۔اب کے معاذ کے ایک ساتھ دو تین تھپڑوں نے اُس کی تواضع کی تھی۔۔لوگوں نے بمشکل اُسے قابو کیا تھا۔۔

"اِس سے پہلے کہ میں اِسی وقت تیرا کام تمام کردوں دفع ہوجا یہاں سے۔۔اور آئندہ میری بیوی کے بارے میں کوئی بکواس کی تو تمہارے سارے غیرت مند خاندان کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا"۔۔معاذ فاروق کے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ وہ اُلٹے قدموں بھاگتا ہوا وہاں سے غائب ہوا تھا۔۔

آج بھی کسی مہربان کی طرح اُس نے اُسے اِس ظالم دُنیا سے بچایا تھا۔۔یہ آخری سوچ تھی جو اُس کے دماغ پر چھائی تھی۔۔آہستہ آہستہ اُسے اپنے حواس جواب دیتے محسوس ہوئے تھے۔۔اُس پر نظریں جمائے اِس سے پہلے کہ وہ گرتی بُوا کے مُتوجہ کرنے پر وہ اُسے سہارا دے چُکا تھا۔۔

....

اچانک بہت اہم میٹنگ ہونے کے سبب وہ اُسے ایڈمٹ کروانے کے بعد بُوا کے بہت بار

روکنے پر بھی وہاں سے چلا گیا۔۔

"بُوا میں اپنا قابلِ اعتبار بندہ بھیجتا ہوں۔۔آپ لوگ اکیلے مت آیئے گا"۔۔ایک نظر اُس کے بےہوش وجود پر ڈال کر وہ ہاسپٹل سے نکل گیا تھا۔اُسے فوری طور پر ڈرپ لگائی گئی تھی۔۔

بُوا کے شک کو یقین گُزرا تھا۔۔وہ اُمید سے تھی۔۔اُنہوں نے فوراً ہی صدقہ دے کر شُکرانے کے نفل ادا کیے تھے۔۔

وہ معاذ کو یہ خوشی کی خبر خود دینا چاہتی تھیں۔۔اِس لیے جیسے ہی اُسے ہوش آیا اُس کے بھیجے گئے ڈرائیور کے ساتھ وہ اُسے گھر لے آئی تھیں۔۔

....

"کون سی منحوس گھڑی تھی جب میں اُس۔۔۔کو وہاں چھوڑ آئی تھی"۔۔وہ فیاض کی کاٹن کی قمیض استری کم کررہی تھی واویلا زیادہ مچارہی تھی۔۔

" صحیح کہہ رہا تھا وہ کمینہ۔۔۔تُو اُسے چھوڑ آئی تھی۔۔"۔۔فیاض نے اُسے گُدی سے پکڑا تھا۔وہ ابھی ابھی گھر پہنچا تھا۔۔وہ تو ویسے ہی رابیل کو کسی کے ساتھ دیکھ کر اور اُسے زندہ چھوڑ کر آنے پر شعلوں میں جل رہا تھا اور اب سُمی کے مُنہ سے نکلے الفاظ معاذ فاروق کے کہے کی تصدیق کر کے اُسے مُکمل طور پر خاکستر کرگئے تھے۔۔وہ آپے سے باہر ہوتا اُس پر جھپٹ پڑا تھا۔۔

"ام۔۔اماں۔۔بچا۔۔اماں"۔۔فیاض نے اُس پر تھپڑوں کی بارش کردی تھی۔۔سُمی کا ہاتھ گرم گرم استری پر لگا تھا۔۔اُس کی دلدوز چیخوں پر پروین بھاگتی ہوئی آئی تھی۔۔

"چھوڑ۔۔فیاض۔۔۔ماردے گا کیا اِس۔۔۔کو۔۔"۔۔پروین اُس کی بےرحمانہ گرفت سے سُمی کو نکالنے میں بےسود ہوئی تھی۔۔

"ہاں مار دوں گا میں اِس۔۔۔کو، تُو ہٹ جا اماں"۔۔اُس نے پروین کو دھکا دیا تھا وہ زور سے دروازے سے جالگی تھی۔۔

"تیرا بیڑا غرق ہو فیاض"۔۔وہ اپنی کمر اور کہنی سہلاتی کرراہی تھی۔۔سُمی حال سے بے حال ہوتی زمین پر گری تھی۔۔جب اُس نے اپنی ٹانگ اُٹھا کر اُسے مارنی چاہی تھی۔۔سُمی کو اپنی موت نظر آئی تھی۔۔لیکن پروین نے اپنے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھے تھے۔۔

"ہوش کر فیاض۔۔"۔۔جب پیچھے سے اُسے نجیب اللہ نے دھکا دیا تھا۔۔

"پاگل ہوا ہے"۔۔وہ سُمی کے پاس بیٹھا اُسے اپنے بازوؤں میں چھپانے لگا تھا۔۔

"ہٹ جا ابا مار ڈالوں گا میں اِسے، اُس۔۔۔کو یہ۔۔۔۔وہاں سمندر پر چھوڑ آئی ہے"۔۔نجیب اللہ کے سُمی کو تحفظ دیتے ہاتھ وہیں ساکت ہوئے تھے۔۔اُس کی آنکھوں کے آگے وہ معصوم چہرہ۔۔آنسوؤں سے بھری آنکھیں آئی تھیں۔۔سب کچھ ہوا میں تحلیل ہوا تھا۔۔وہ سُمی کو چھوڑ کر آہستہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔اُسے کچھ بھی سُنائی نہیں دے رہا تھا۔۔سُمی کی درد بھری چیخیں، پروین کی گالیاں، کوسنے۔۔سُمی کا ابا ابا پکارنا۔۔وہ بلکل بہرا ہوا تھا۔۔

"ابا۔۔اُسے تو میں زندہ چھوڑ آیا ہوں پر اِسے نہیں چھوڑوں گا"۔۔اُسے سُمی کے سامنے سے ہٹتا دیکھ کر فیاض پھر سُمی کی طرف بڑھنے کو تھا جب پروین بھاگتی ہوئی بیٹی کے اوپر گرتی اُسے خود میں چُھپا گئی تھی۔۔

نجیب اللہ بے جان لاش کی طرح خود کو گھسیٹتا ہوا دروازے تک پہنچا تھا۔۔

"میں اِسے زندہ چھوڑ رہا ہوں پر اِس گھر میں مزید اِس کا۔۔۔وجود برداشت نہیں کروں گا۔۔ زاھد کو ابھی جاکر ہاں کرتا ہوں میں"۔۔وہ اُن دونوں پر بم پھوڑتا استری کو ٹھوکر مارتا گھر سے نکل گیا تھا۔۔

"اماں۔۔ابا۔۔ابا۔۔ مم۔۔میں نہیں کروں۔۔گی۔۔اماں۔۔میں نہیں کروں گی اُس زاھد۔۔ زاھد سے شا۔۔شادی۔۔ام۔۔ابا سے بول۔۔اماں۔۔ادا کو سمجھ۔۔جھا۔۔"۔۔وہ سارے درد بھول کر اِس نئے خوف سے چیخ رہی تھی۔۔پروین نے اُس کے نیلوں نیل جلے ہوئے جسم کو خود میں چھپایا تھا۔۔دونوں ماں بیٹیاں دھاڑیں مار مار کر رودی تھیں۔۔

....

میٹنگ ختم ہوچکی تھی، اُس نے فیصل کو اپنے پسندیدہ کیفے میں آنے کو کہا تھا۔۔

فیصل ایک ہفتہ پہلے ہی امریکہ سے لوٹا تھا اور اب کب سے اُسے ملنے کے لیے بول رہا تھا۔۔

پچھلے پندرہ منٹ سے وہ اُس کا انتظار کر رہا تھا اور وہ ہمیشہ کی طرح لیٹ تھا۔۔اُس نے اُسے دو چار صلواتیں سنانے کے لیے موبائل اُٹھایا تھا۔۔

"احمی"۔۔آج دو سال بعد کسی نے اُسے اِس نام سے پُکارا تھا۔۔اُس نے بے اختیار نظر اُٹھا کر دیکھا تھا۔۔وہ اپنی پوری حشر سامانیوں کے ساتھ اُس کے سامنے کھڑی تھی۔۔چند پل وہ اُس کے چہرے کو دیکھتا رہا تھا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟۔۔کیا ابھی تک مجھے بھول نہیں پائے ہو۔۔؟؟"۔۔اُسے یک ٹِک خود کو دیکھتے پاکر اُس نے اِک ادا سے اُس کی آنکھوں کے سامنے چُٹکی بجائی تھی۔۔

"بھولنے کے لیے کسی کا یاد آنا ضروری ہوتا ہے"۔۔اجنبی، استہزائیہ لہجہ۔۔ایک پل کو مُقابل کے چہرے کے رنگ کو اُڑا لے گیا تھا۔۔

"مجھے یقین ہے تم آج بھی مجھے مِس کرتے ہوگے احمی"۔۔شہرین لئیق کے لہجے میں دو سال پہلے والا مان چھلکا تھا۔۔

"بھولی تو میں بھی تمہیں نہیں ہوں۔۔پل پل تمہیں یاد کیا ہے میں نے"۔۔دو سال بعد اُسے دیکھ کر شہرین کا دل بے قرار ہوگیا تھا۔۔وہ آج بھی اُتنا ہی سحر انگیز شخصیت کا مالک تھا۔۔ اُس کے چہرے کے تاثرات ایک دم پتھر ہوئے تھے۔

"معاذ۔۔معاذ احمد فاروق نام ہے میرا۔۔"۔۔وہ مضبوط لہجے میں بولا تھا۔۔

"لیکن میرے لیے تو تم ہمیشہ سے احمی ہی رہے ہو۔۔یاد ہے، میں جب جب تمہیں اِس نام سے۔۔"۔۔اُس کی آنکھوں سے ہی نہیں بلکہ لہجے سے ٹپکتی حسرت بھی معاذ احمد فاروق کے سینے کی آگ کو ٹھنڈا نہیں کر پائی تھی۔۔

"میں دل سے اُترے لوگوں کا قبرستان بھی اپنے دل میں نہیں بناتا۔۔کون ہیں آپ۔۔میں آپ کو نہیں جانتا اور نہ ہی جاننا چاہتا ہوں"۔۔اجنبی لہجہ۔۔اِس سے پہلے کہ وہ اُٹھ کر وہاں سے چلا جاتا فیصل جلدی سے چلتا ہوا اُس کے سامنے آیا تھا۔۔

"سوری یار بس دیر ہوگئی۔۔یہ بیوی جیسی مخلوق کے سامنے ہم شریف بندوں کو اللہ ہی بچائے۔۔"۔۔وہ خوش اخلاقی سے بول کر اُس سے بغلگیر ہوا تھا۔۔

وہ زور سے ہنسا تھا۔۔اِس سے پہلے کہ فیصل کُرسی کھینچ کر بیٹھتا وہ ایک دم کھڑا ہوا تھا۔۔

"فیصل کہیں اور چلتے ہیں۔۔یہاں کا ایٹ موس فیئر (ماحول) مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا"۔۔وہ اپنا والٹ، لائٹر، گاڑی کی چابی اور سگریٹ کا پیکٹ اُٹھاتا بولا۔۔

"ارے یار یہ تو تیری فیورٹ جگہ ہوتی تھی۔۔؟؟"۔۔فیصل نے اُس کے ساتھ باہر کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔

"کبھی کبھی موسٹ فیورٹ فیلنگز آپ کی موسٹ ہیٹ ایبل فیلنگز میں تبدیل ہوجاتی ہیں اور ہیٹ کے فیز سے نکل کر وہ آپ کے لیے کچھ بھی نہیں رہتیں"۔۔سگریٹ لبوں میں دباتا اُس کے پاس سے گُزر گیا تھا۔۔

کچھ لوگ جانتے بوجھتے خود پر اپنے ہاتھوں سے قسمت کا دروازہ بند کردیتے ہیں۔۔اور یقیناً شہرین لئیق کا شُمار اُنہی لوگوں میں ہوتا تھا۔۔

....

اتنی بڑی خوشخبری کے بعد بھی وہ نجانے کیوں چُپ ہوگئی تھی۔۔اُسے انجانی فِکروں نے آلیا تھا۔۔فیاض کا اچانک سامنا۔۔اُس کا خود پر الزام اُسے توڑ گئے تھے۔۔اور یہ خبر۔۔

"بھول جاؤ بٹیا۔۔وہ بدبخت اب کبھی تمہارے سامنے نہیں آئے گا"۔۔بُوا کی تسلی بھی اُس کی پریشانی کم نہیں کرپائی تھی۔۔

"اللہ نیک بخت، صحت مند اولاد عطا کرے آمین۔۔اب دیکھنا معاذ میاں کیسے خوشی سے پاگل ہوتا ہے"۔۔اُنہوں نے اُس کی پیشانی چوم کر اُسے دُعا دی تھی۔۔اُن کے دُعا پر وہ بےاختیار سسکی تھی۔۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے بُوا۔۔وہ۔۔وہ بہت غصّہ ہوں گے۔۔مجھے پتا ہے وہ ایسا کبھی نہیں چاہیں گے۔۔اُنہوں نے۔۔میں نے۔۔میں نے اُن سے وعدہ کیا تھا بُوا یہ رشتہ صرف نام کا ہوگا۔۔بُوا اب کیا ہوگا"۔۔اُس کے دل کو قرار نہیں آرہا تھا۔۔وہ آنے والے وقت کا سوچ کر رودی تھی۔۔

"اے لو بِٹیا۔۔معاذ میاں کوئی بچّہ ہے کیا۔۔؟؟۔۔جو ہوا ہے اُس کی مرضی سے، اللہ کے کرم سے ہوا ہے۔۔کُفرانِ نعمت نہیں کرتے بٹیا اللہ ناراض ہوتا ہے۔۔اب شاباش دو رکعت شُکرانے کے پڑھو۔۔اللہ نے خوشیوں کا راستہ کھولا ہے"۔۔وہ اُس کا سر تھپک کر بولیں۔۔

لیکن وہ اپنے دل کا کیا کرتی جو کسی انہونی کے خیال سے لرز رہا تھا۔۔

"اللہ نے میرے بچّے کے اوپر کرم کیا ہے ورنہ دو سالوں سے ہم نے میاں کو کبھی ہنستے نہیں

دیکھا۔۔ہائے اللہ"۔۔بُوا کے سینے سے ہوک اُٹھی تھی۔۔لیکن پھر اُنہوں نے جیسے فوراً سے خود کو سنبھالا تھا۔۔

"اولاد عورت کی بہت بڑی طاقت ہوتی ہے بٹیا۔۔پھر وہ مرد کہیں نہیں جاتا۔۔ہمیشہ اُسی کے در کا ہوجاتا ہے۔۔تم دیکھنا کیسے معاذ میاں بدلتے ہیں اِس خبر کے بعد"۔۔وہ اُس کے بالوں میں اُنگلیاں پھیرتیں اُسے تسلی دے رہی تھیں۔۔

"بُوا دو سال پہلے ایسا کیا ہوا تھا۔۔؟؟۔۔ایسا کیا ہوا تھا بُوا کہ وہ ایسے پتھر ہوگئے ہیں۔۔وہ ایک دن میری طرف نرمی سے دیکھتے ہیں تو اگلا پورا ہفتہ مجھ سے بھاگتے ہیں۔۔"۔۔اِس سوال پر اُس کے بالوں میں چلتا بُوا کا ہاتھ رُکا تھا۔۔

....

شہرین لئیق اُسے پہلی ہی نظر میں اچھی لگی تھی۔۔اُس کی پُراثر شخصیت اور بیک گراؤنڈ کے باعث شہرین کو کیا اعتراض ہوتا، دونوں جلد ہی ایک دوسرے کی مُحبت میں گرفتار ہوئے تھے۔۔یونیورسٹی ختم ہونے کے چند سال بعد معاذ کے بہت زیادہ زور دینے پر وہ شادی پر راضی ہوئی تھی۔۔وہ ابھی شادی جیسے بندھن میں بندھنا نہیں چاہتی تھی۔۔لیکن معاذ کی مُحبت بھری ضد کے آگے اُسے ہار ماننی پڑی تھی۔۔

اُس کے بےباک رنگ ڈھنگ دیکھ کر بُوا کبھی کبھی اُسے ٹوک دیتی تھیں، جو بظاہر ناگوار لگنے کے باوجود وہ معاذ کی بُوا کے لیے مُحبت دیکھ کر چھپا لیتی تھی۔۔لیکن جب کچھ عرصے بعد بُوا

دبے دبے انداز میں معاذ کی اولاد دیکھنے کا کہنے لگی تھیں، یہیں شہرین لئیق کی برداشت کی حد ختم ہوئی تھی۔۔

اُس نے ابھی بچہ پیدا کرنے کے لیے صاف صاف منع کر دیا تھا۔۔اور پھر کچھ عرصے بعد ہی شہرین نے اُسے الگ گھر لینے کو کہا تھا۔۔

وہ معترض ہوا تھا۔۔لیکن بُوا کے کہنے پر چُپ ہوا تھا۔۔

ہفتے میں ہر دوسرے تیسرے دن وہ بُوا سے ملنے آتا تھا۔۔بُوا اُسے دیکھ دیکھ کر ہولتی تھیں۔۔ہر گُزرتے دن کے ساتھ وہ بُوا کو خود سے بیگانہ، کمزور لگنے لگا تھا۔۔

وہ بُوا کے سامنے ایک لفظ نہ کہتا لیکن وہ اُس کے دُکھ کو دل پر محسوس کرتی تھیں۔۔وہ شہرین کے ساتھ خوش نہیں تھا۔۔وہ جانتی تھیں معاذ کو بچّے کس قدر پسند تھے، لیکن شہرین فلحال بچوں کے جھنجھٹ میں پڑنا ہی نہیں چاہتی تھی وہ اُس پر بھی ساری بات اپنے اوپر بات لے کر وہ بُوا کو ٹالتا رہا تھا۔۔

لیکن پھر اُس کے جان لیوا ایکسیڈنٹ کی خبر بُوا پر بجلی بن کر دوڑی تھی لیکن جب تک اُنہیں یہ خبر ملی اُس سے پہلے وہ اپنے ہنستے کھیلتے معاذ کو مُکمل طور پر کھو چکی تھیں۔۔کچھ دِنوں بعد خبر ملتے ہی وہ جیسے ہی ہاسپٹل پہنچیں اُن کے سامنے پتھر دل معاذ تھا۔۔

بُوا نے اُس کے سامنے معاذ کی زندگی کا تکلیف دہ وقت کھول کر رکھ دیا تھا۔۔رابیل کے دل کو بھی تکلیف نے چُپکے سے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔

....

آج بھی سمندر نے کُھلی بانہوں سمیت اُسے خوش آمدید کہا تھا۔۔بڑے سے پتھر پر بیٹھ کر اُس نے سگریٹ سلگائی تھی۔۔

آج جان بوجھ کر وہ گُزرے دو سالوں میں پہنچا تھا۔۔

پورے دو سال بعد وہ پھر اُس کے سامنے آگئ تھی۔۔اِس بار اُسے سامنے دیکھ کر معاذ احمد فاروق کا دل چاہا اُس عورت کے ساتھ گُزرے وقت کو اپنی گُزری زندگی سے بھی نکال کر پھینک دے۔۔

اُس کا دل گھر جانے کو بلکل بھی نہیں چاہا تھا۔۔اُسی وقت وہ اظہر کو اپنے آنے کا بتا کر لاہور جانے کے لیے ائیرپورٹ روانہ ہوا تھا۔۔اظہر اُس کا دوست اُس کا رازدار تھا۔۔لیکن اِس بار وہ بُوا کو اپنے جانے کا بتانا نہیں بھولا تھا۔۔

"اے معاذ میاں تمہاری بیوی کی طبیعت ٹھیک نہیں اور تم سیر سپاٹوں کو نکلے ہو اچھی بات ہے یہ"۔۔بُوا کی مزید سُنے بغیر وہ کال ڈسکنیکٹ کرچُکا تھا۔۔

....

"ابا۔۔ابا۔۔مم۔۔میری بات سُن ابا"۔۔وہ بمشکل لڑکھڑاتی ہوئی اُس کے سامنے آئی تھی۔۔جو اُسے دیکھ کر مُنہ پھیرتا اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔سُمی درد کی پرواہ کیے بغیر اُس کے قدموں میں جاگری تھی۔۔آج ایک ہفتہ ہوگیا تھا ابھی تک اُس کے زخم نہیں بھرے تھے۔۔زاھد پچھلے

دس دنوں سے شہر سے باہر تھا۔۔فیاض نے کہہ دیا تھا کہ اُس کے آتے ہی وہ زاھد کے ساتھ اُسے چلتا کردے گا۔۔

نجیب اللہ پچھلے ایک ہفتے سے اُسے دیکھ کر نفرت سے مُنہ پھیر کر چل دیتا تھا۔۔آج وہ اُس کے پیر پکڑے گڑگڑا دی تھی۔۔

"اب۔۔ابا۔۔مجھ۔۔مجھے معاف کردے۔۔لیکن ابا۔۔میں بھی تیری بیٹی ہوں ابا مجھے۔۔ مجھے۔۔زاھد سے شادی۔۔ نہیں کرنی اب۔۔ابا۔۔ادا۔۔کو منع کردے ابا۔۔مجھے بچا لے ابا۔۔ مجھے بچا لے"۔۔وہ اُس کے پیروں پر اپنا چہرہ رکھتی بلک بلک کر رودی تھی۔۔

"میرا کوئی واسطہ نہیں ہے"۔۔وہ اُس سے اپنا ہر رشتہ توڑتا اُس پر نظر ڈالے بغیر گھر کا دروازہ پار کرگیا تھا۔۔پر سُمی بھی کسی کی پرواہ کیے بغیر اپنا زخمی وجود لیے اُس کے پیچھے باہر نکل گئی تھی۔۔بیچ سڑک پر اُس نے اپنے دونوں ہاتھ اُس کے آگے جوڑے تھے۔۔

""میں۔۔مانتی۔۔مانتی ہوں ابا۔۔وہ۔۔وہ تیری۔۔سب سے۔۔اچھی۔۔نیک۔۔بیٹی تھی۔۔سب میں۔۔میں نے۔۔کیا۔۔ابا۔۔اُس دن مم۔۔میں اُسے سمندر۔۔پر۔۔چھوڑ۔۔آئی تھی۔۔"۔۔

نجیب اللہ کے دل میں پھر سے درد سا جاگا تھا۔۔وہ ساکت کھڑا رہا تھا۔۔

"میں نے سب۔۔سب سے کہا۔۔وہ۔۔وہ گھر سے بھاگ گئی۔۔ایسا۔۔ایسا نہیں تھا۔۔ابا۔۔ میں۔۔اندھی ہوگئی۔۔ہئے۔۔میں نے کیوں ایسا کیا۔۔"۔۔سُمی اپنے سر پر ہاتھ مارتی زمین پر اُس کے پیروں پر گری تھی۔۔گھر کے دروازے پر کھڑی پروین کی نظر سامنے اُٹھی تھی۔۔

جہاں محلے کی عورتیں اپنے گال پیٹتی استغفر اللہ کرتی جمع ہو رہی تھیں۔۔

"توبہ توبہ۔۔کیسی مکار بہن ہے۔۔وہ بھلی لوک تو شکل سے ہی اللہ والی معصوم لگتی تھی"۔۔ سامنے والی نے اپنے گال پیٹے تھے۔۔

"گلی سے گزرتے کبھی اُس بچی نے اپنی نگاہیں نہیں اُٹھائی تھیں۔۔ہائے نجانے کہاں ہو گی"۔۔ مختلف آوازیں۔۔

"تبھی تو کہتے ہیں اللہ سوتیلے رشتوں سے بچائے"۔۔سب کی حقارت بھری نظریں زمین پر گری سُمی اور دروازے پر کھڑی پروین پر تھیں۔۔

"نجیب اللہ تُو نے ضرور کوئی نیکی کا کام کیا تھا جو تُجھے رابی جیسی بیٹی ملی تھی"۔۔تیسرے گھر والی خالہ نے اُسے دیکھ کر کہا تھا۔۔وہ چُپ چاپ کھڑا رہا تھا۔۔

"لیکن کیا فائدہ خالہ۔۔ قدر نہیں کی ہیرے جیسی بچی کی۔۔"۔۔کسی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔۔ نجیب اللہ کی آنکھوں میں مرچیں بھرنے لگی تھیں۔۔

اُس نے آسمان کی طرف دیکھا تھا۔۔وہ قُدرت کا انعام ہی تو تھی جسے وہ گنوا بیٹھا تھا۔۔اُس نے آنکھیں میچی تھیں۔۔آنسو پلکوں کی باڑ توڑتے اُس کی داڑھی میں جذب ہوئے تھے۔۔

سُمی کی گرفت سے اپنے پیر چھڑاتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا گلی کا موڑ مُڑ گیا تھا۔۔

"اِس بے حیا کے رنگ ڈھنگ تو شروع سے ہی سب کے سامنے تھے"۔۔اب عورتوں نے نیچے گری سُمی پر نظریں گاڑی تھیں۔۔

"ارے سُنا ہے اپنے پھپھوزاد کے چکروں میں تھی۔۔لیکن اِس کے لچھن دیکھ کر اُس نے انکار کر دیا"۔۔اِن عورتوں کو اچھا تماشا مل گیا تھا۔۔سُمی گونگی بہری بنی زمین پر گری ہوئی تھی۔۔

"چل۔۔۔اب اندر چل کر مر"۔۔پروین نے آگے بڑھ کر اُسے بازو سے پکڑتے ہوئے گھر کے اندر پھینکا تھا۔۔اگلے ہی لمحے گھر کا دروازہ زور سے بند کیا تھا۔۔تماشا ختم ہوتے ہی سب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئی تھیں۔۔

وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ

جسے تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے تو چاہے ذلیل کرتا ہے {سورۃ آل عمران ٢٦}

وہ اپنے عام سے بندے کو بظاہر دُنیا کے سامنے اپنے ہی بندوں کے ہاتھوں ذلیل کرواتا ہے، تُڑواتا ہے، لیکن کون جانے جس کو یہ دُنیا دُھتکارتی ہے، توڑتی ہے، اُسے وہ اپنے دربار میں پناہ دے دیتا ہے۔۔کون جانے ہر دُھتکار پر وہ اپنے رب کے ہاں اعلیٰ مُقام پا رہا ہوتا ہے۔۔ اور وہی تو ہوتے ہیں جنہیں وہ چُن لیتا ہے۔۔اور جنہیں دُنیا دھتکار دیتی ہے اُنہیں ہی تو وہ چُن لیتا ہے۔۔اپنے لیے خاص کر دیتا ہے۔۔

....

"آنے دو معاذ میاں کو۔۔اِس بار اُس کے کان نہ کھینچے تو ہم بھی اُس کی بُوا نہیں ہیں"۔۔وہ اُسے یہ خبر مینیجر کے بجائے خود دینا چاہتی تھیں۔۔

اُس کی ذہنی حالت کے باعث اظہر اُسے اپنے ساتھ شمالی علاقاجات لے گیا تھا۔۔پھر وہاں سے وہ دونوں مالدیپ چلے گئے تھے۔۔بیچ بیچ میں وہ گھر مینجر کے ذریعے اپنی خریت کی اطلاع بجھواتا رہتا تھا۔۔

ہر گزرتے دن کے ساتھ اُس کے دل کی حالت عجیب ہوتی جارہی تھی۔۔بُوا کو اُس کی حالت دیکھ دیکھ کر ہول اُٹھنے لگتے تھے۔۔

"بٹیا۔۔کیوں خود کو ہلکان کرتی ہو۔۔وہ بدبخت، بدنصیب عورت تھی جس کے خون میں وفا شامل ہی نہیں تھی۔۔میرے بچّے کو ہسپتال کے بستر پر چھوڑ کر چلی گئی۔۔اللہ کا شُکر ہے دفع ہوگئی میاں کی زندگی سے۔۔ہاں تھوڑا سا نقصان کرگئی ہے، جِسے ٹھیک کرنے کے لیے اللہ نے تمہیں بھیجا ہے معاذ میاں کی زندگی میں اور اب دیکھو یہ اللہ کی رضا ہی تو ہے تم دونوں پر، جو وہ ننھا سا تُحفہ بھی دینے لگا ہے تم دونوں کو۔۔کھاؤ پیو جان بناؤ۔۔وہ بدبخت اب میاں کی زندگی میں کہیں بھی نہیں ہے"۔۔جب سے بُوا نے اُسے شہرین کے بارے میں بتایا تھا تب سے اُسے معاذ فاروق کا رویہ سمجھ میں آنے لگا تھا۔۔لیکن ساتھ ایک ڈر بھی تھا۔۔وہ ایک عورت کا ڈسا ہوا تھا۔۔اور ایسے مرد کسی دوسری عورت پر بہت مشکل سے اعتبار کرپاتے تھے۔۔

بُوا اُس کا حد سے زیادہ خیال رکھنے لگی تھیں۔۔

پتا نہیں وہ کیا کرے گا یہ خبر جان کر، اُسے ایک پل بھی چین نہیں تھا۔۔

کبھی سجدوں میں رو دیتی تو کبھی ہاتھ اُٹھاتے ہی دُعا کے الفاظ بھول جانے لگتی تھی وہ۔۔

....

آج پورے ڈیڑھ مہینے بعد اُس نے گھر میں قدم رکھا تھا۔۔بُوا اُسے دیکھ کر خوشی سے رو پڑی تھیں۔۔بُوا نے اُس کے وجود کو اپنے ناتواں بازوؤں میں لیا تھا۔۔

"معلوم ہے ہمیں۔۔ تمہیں بوڑھی بُوا کا خیال ہے نہ اپنی بیوی کا"۔۔اُنہیں روتے دیکھ کر وہ شرمندہ ہوا تھا۔۔

"اب تو آگیا ہوں ناں بُوا"۔۔معاذ کی نظروں نے بے اختیار اُسے ڈھونڈا تھا۔۔

"سو رہی ہے وہ۔۔ تمہیں اگر اُس غریب کی ذرا بھی پرواہ ہوتی تو اُس دن اُسے اِس حال میں بلکل بھی چھوڑ کر نہ جاتے تم میاں"۔۔اُس کی نظروں کو بھانپ کر بُوا نے اُسے لتاڑا تھا۔۔

"اچھا بُوا میں ذرا فریش ہو کر آتا ہوں آپ ذرا چائے پلوائیں مجھے پلیز"۔۔وہ اُن سے اپنا آپ چھُڑاتا اپنے کمرے میں بھاگا تھا۔۔

اندر وہ گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے بیڈ پر بیٹھی لرز رہی تھی۔۔

"آگیا ہے تمہارا شوہر۔۔ہم چائے بنا رہی ہیں جا کر دے آؤ اُسے۔۔اور ہاں بٹیا۔۔اپنا حُلیہ ذرا سنوار کر جانا۔۔اتنے دِنوں بعد شوہر گھر آیا ہے۔۔اچھی طرح سج سنور کر اُسے خوشخبری دو۔۔جاؤ"۔۔بُوا خوشی سے نہال ہوتیں اُس کے زرد ہوتے چہرے پر نظر ڈالے بغیر کمرے سے نکل گئی تھیں۔۔کچھ سوچ کر اُس نے کھڑے ہو کر اپنا آپ شیشے میں دیکھا تھا۔۔

"وہ بدبخت تو بچّہ بھی پیدا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔معاذ میاں کو بچّوں کا بہت شوق تھا۔۔ نجانے کیسے کیسے اُس نے میاں کو تکلیف پہنچائی ہے۔۔اور دیکھو رب نے کیسا کرم کیا ہے"۔۔ بُوا کے الفاظ اُس کے کانوں میں گونجے تھے۔۔

"کیا پتا بُوا سچ ہی کہہ رہی ہوں۔۔اپنے بچّے کا سُن کر وہ ضرور خوش ہوں گے"۔۔اُس نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔اتنے دِنوں کے بعد اُسے اپنے روبرو دیکھنے کا سوچ کر ہی دل کی دھڑکنوں میں ارتعاش سا پیدا ہوا تھا۔۔شیشے میں نظر آتے اپنے ہی عکس کو دیکھ کر اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔

....

ریڈ اینڈ بلیک کنٹراسٹ میں اُس کا گندمی رنگ کِھلا کِھلا لگ رہا تھا۔۔لمبے بالوں کو ادھ کُھلا چھوڑ کر اُس نے ہونٹوں پر ہلکا سا پنک گلوس لگایا تھا۔۔کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاپس۔۔گلے میں چین کے ساتھ اُسی ٹاپس کا لاکٹ۔۔

تبھی بُوا کمرے میں آئی تھیں۔۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ۔۔میاں تو اب کہیں نہیں جائے گا۔۔دیکھنا"۔۔ اُنہوں نے مُحبت سے اُس کی پیشانی چُومی تھی۔۔وہ سُرخ چہرے کے ساتھ سر جُھکا کر مُسکائی تھی۔۔بُوا نے بے اختیار الماری سے نجانے کتنے نوٹ نکال کر اُس پر وارے تھے۔۔

"لو۔۔یہ کلائیاں کیوں سونی ہیں۔۔یہ ڈالو ہاتھوں میں"۔۔اُنہوں نے اُسے دو کڑے اور دو

انگوٹھیاں پکڑائی تھیں۔۔

"بُوا یہ سب۔۔"۔۔وہ شرم سے ہچکچاہٹ کا شکار ہو رہی تھی۔۔

"شوہر ہے تمہارا۔۔حق ہے اُس کا تم پر۔۔اب لو چائے بن گئی ہے۔۔یہ مٹھائی بھی لے جاؤ"۔۔وہ جو کھڑی ہوئی تھی مِٹھائی کا نام سُن کر دوبارہ سے بیٹھ گئی تھی۔۔اُس کے دل کی دھڑکن الگ لے پر دھڑکی تھیں۔۔

"بُوا۔۔آ۔۔آپ خود۔۔مجھے شرم۔۔آرہی ہے"۔۔وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چُھپا گئی تھی۔۔

بُوا اُس کی معصومیت پر مُسکرا دی تھیں۔۔

"اُٹھو بِٹیا چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔۔میاں ٹھنڈی چائے نہیں پیتا"۔۔اُنہوں نے ٹرے اُس کے ہاتھ میں پکڑائی تھی۔۔

....

وہ جھجکتی ہوئی اُس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔وہ سامنے کھڑا تولیے سے سر رگڑ رہا تھا۔۔

اُس پر نظر پڑتے ہی رابیل کے ہاتھوں میں ٹرے لرزی تھی۔۔کھٹکے کی آواز پر معاذ نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا۔۔جہاں وہ تذبذب کے عالم میں ٹرے پکڑے کھڑی تھی۔۔

اُسے نظر انداز کرتا اُس نے بیڈ پر تولیا پھینک کر شرٹ اُٹھائی تھی۔۔رابیل نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا۔۔جو اب شیشے کے سامنے کھڑا بالوں میں بُرش پھیر رہا تھا۔۔

"الس۔۔السلام وعلیکم"۔۔وہ ہمت یکجا کرتی سلام کرتی اندر داخل ہوئی تھی۔لہجہ اتنا دھیما تھا کہ رابیل کے اپنے کانوں نے بھی بمشکل سُنا تھا۔۔کانپتے ہاتھوں سے ٹرے کو ٹیبل پر رکھ کر اُس نے پھر اُس کی طرف دیکھا تھا۔۔وہ موبائل لیے اب بیڈ پر بیٹھ رہا تھا۔۔

"یہ۔۔چا۔۔چائے"۔۔وہ کپ اُٹھا کر اُس کے سامنے آئی تھی۔۔اُس نے نگاہیں اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا۔۔

اچانک معاذ احمد فاروق پر ادراک ہوا تھا کہ پچھلے ڈیڑھ مہینے سے اُس کے دل نے شدت سے اِس معصوم، بے ریا، پُرنور چہرے کو دیکھنے کی چاہ کی تھی۔۔ایک دو پل وہ اُس کے چہرے سے نگاہ نہیں ہٹا پایا تھا۔۔

اپنے چہرے پر اُس کی بے تاب نگاہیں محسوس کر کے رابیل کا چہرہ شرم و حیا سے سُرخ ہوا تھا۔۔پلکیں جُھکتی چلی گئی تھیں۔۔رابیل کی یہ دلفریب ادا ہمیشہ سے معاذ احمد فاروق کو اپنا دیوانہ بنا دیتی تھی۔۔

ابھی بھی اُس کے چہرے کو قریب سے دیکھنے کی چاہ میں اُس نے رابیل کے ہاتھ سے کپ لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا۔۔اُس کی والہانہ نظروں کی تاب نہ لاکر اِس سے پہلے کہ وہ پلٹتی معاذ نے اُس کی کلائی تھام کر اُسے اپنے مُقابل بِٹھایا تھا۔۔

عجیب بےخودی کا عالم تھا۔۔وہ پوری جان سے لرزی تھی۔۔معاذ کی بے تاب، بےخود نگاہیں اُس کے چہرے کے ہر نقش کو جیسے چُوم رہی تھیں۔۔

"یہ شخص پہلے کسی اور کو چاہ چُکا ہے"۔۔اُس کے دل کو جیسے کسی نے مُٹھی میں دبایا تھا۔۔ دل کا درد آنکھوں سے بہہ نکلا تھا۔۔اُس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو ٹِپ ٹِپ کرتے گالوں سے ہوتے اِس سے پہلے کہ نیچے گِرتے معاذ احمد فاروق نے اُن انمول موتیوں کو اپنے ہونٹوں سے چُنا تھا۔۔رابیل کے ہونٹوں سے سسکی نکلی تھی۔۔

اتنے دِنوں کی جُدائی، تکلیف، اذیت، اُس کی بے رُخی، معاذ احمد فاروق کا مُحبت میں اُٹھایا گیا دُکھ۔۔۔نجانے کیا کیا اُسے رُلا گیا تھا۔۔ جتنی شدّتوں سے وہ روتی گئی تھی اُتنی ہی شدت سے وہ اُس کے چہرے کے ہر نقش کو چومتا اُس کے آنسوؤں کو نہیں بلکل اُس کے دُکھوں کو اپنے ہونٹوں سے چُن رہا تھا۔۔

خود پر قابو نہ پاتے ہوئے وہ اُس کے سینے سے لگی ہچکیوں سے رودی تھی۔۔معاذ نے مُحبت سے اُسے خود میں سمیٹا تھا۔۔

دو تین منٹ بعد رابیل کو اپنی بے اختیاری کا احساس ہوا تھا، وہ ایک دم اُس کے حصار سے نکلی تھی۔۔

شرم و حیا کے باعث اُس سے آنکھیں اُٹھانا دوبھر ہوا تھا۔۔معاذ نے ایک نظر اپنی شرٹ کو دیکھا تھا تبھی رابیل نے بھی پلکیں اُٹھائی تھیں اُس کا چہرہ مزید خفت سے سُرخ ہوا تھا۔۔اُس کی شرٹ سینے کے مُقام پر گیلی ہورہی تھی لیکن دونوں کی نظر اُس کی شرٹ پر لگے لپ گلوس کے نشان پر تھی۔۔وہ سٹپٹاتی ہوئی ایک دم اُٹھی تھی۔۔

"مم۔۔میں آ۔۔آپ کو دوسری۔۔شرٹ لا دیتی۔۔ہوں آپ۔۔"۔۔وہ مارے شرم کے زمین میں گڑتی جارہی تھی۔۔اُس نے رابیل کے چہرے کے رنگوں کو دلچسپی سے دیکھا تھا۔۔نجانے کیوں وہ آج اُسے بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔معاذ کو اُس کے چہرے پر آج الگ ہی نُور برستا محسوس ہورہا تھا۔۔

"نہیں۔۔ٹھیک ہے۔۔میرے آنے کی خوشی میں بُوا نے سارے مُحلے میں مِٹھائی بانٹی ہے کیا۔۔؟؟"۔۔وہ مِٹھائی کے ڈبے کو دیکھتا پوچھ رہا تھا۔۔

اُسے ایک دم ڈھیروں شرم نے آگھیرا تھا۔۔

"یہ۔۔آ۔۔آپ بُوا سے۔۔پوچھ۔۔لیجیئے گا"۔۔وہ کہہ کر کمرے سے بھاگی تھی۔۔معاذ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے چائے کا کپ اُٹھایا تھا۔۔جو کہ یقیناً اب تک ٹھنڈا ہوچُکا تھا۔۔گہرا سانس لیتا وہ بیڈ سے اُٹھا تھا

....

"بُوا یہ مِٹھائی کِس خوشی میں۔۔؟؟"۔۔وہ ڈبا لیے کچن کے دروازے سے ٹیک لگائے پوچھ رہا تھا۔۔

"اے لو۔۔میاں تمہیں بِٹیا نے کچھ نہیں بتایا"۔۔بُوا نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے اُس پر افسوس کیا تھا۔۔

"آپ کی بہو نے کہا آپ سے پوچھ لوں"۔۔اُس نے ڈبا کھول کر گلاب جامن اٹھایا تھا۔۔

"تمہارے آنے کے بعد سے شرم سے لال ہورہی ہے میاں۔۔خیر سے خوشخبری ہے"۔۔بُوا اُس کے قریب آئی تھیں وہ بھی چلتا ہوا واپس لاؤنج میں آیا تھا۔۔اندر بیٹھی اُس کے دھڑکنوں کی رفتار تیز ہوئی تھی۔۔

"کہیں آپ کا ہندوستان کا ٹکٹ تو کنفرم نہیں ہوگیا بُوا"۔۔اُس نے گلاب جامن کا ٹکڑا مُنہ میں رکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔

"اے لو۔۔ہم کیوں جائیں گے ہندوستان۔۔اور اب تو بلکل بھی نہیں جاسکتے۔۔خیر سے تم باپ بننے والے ہو میاں"۔۔معاذ احمد فاروق کو لگا گھر کی چھت اُس پر آگری ہو۔۔

مُٹھی کو بھینچ کر اُس نے ہاتھ میں پکڑا گلاب جامن کا ٹکڑا مسلا تھا۔۔اُس کا چہرہ خطرناک حد تک سُرخ ہوا تھا۔۔

"اللہ نے کرم کیا ہے تم پر میاں۔۔اب اپنی زندگی دوبارہ سے شروع کرو۔۔کب تک اُس بدبخت عورت کے کیے کا بدلا خود سے۔۔"۔۔بُوا اُس کی حالت سے بے خبر بولتی جارہی تھیں۔۔معاذ احمد فاروق کو اپنی دماغ کی رگ پھٹتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔

"بس کردیں"۔۔اُس نے پوری قوت سے مِٹھائی کا ڈبہ سامنے دیوار پر دے مارا تھا۔۔

بُوا نے دہل کر اپنا ہاتھ سینے پر رکھا تھا۔۔اُس کے دھاڑنے پر وہ بھاگتی ہوئی کمرے کے دروازے پر آئی تھی۔۔

"میاں۔۔کک۔۔کیا ہوا۔۔تمہیں خوشی نہیں ہوئی"۔۔اُنہوں نے اُس کے کندھے پر ہاتھ

رکھنا چاہا تھا۔۔

"بس۔۔بس کر دیں۔۔بُوا"۔۔وہ اُن کا ہاتھ جھٹکتا بڑی مُشکل سے بولا تھا۔۔رابیل کے پیٹ میں گرہیں پڑنے لگی تھیں۔۔اُسے اپنے دل کی دھڑکن رکتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔۔

"بُوا یہ عورت ذات اعتبار کے قابل ہی نہیں ہوتی۔۔کہا تھا ناں میں نے آپ سے"۔۔وہ دھاڑا تھا۔۔جب نظر کمرے کے دروازے پر کھڑی اُس پر پڑی تھی۔۔وہ آنکھوں میں جنون لیے ایک ہی جست میں اُس تک پہنچا تھا۔۔

"کیوں۔۔کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں۔۔بولو۔۔؟؟"۔۔اُس نے بےدردی سے بازو سے پکڑتے ہوئے اُسے جھنجوڑ ڈالا تھا۔۔

"معاذ میاں۔۔میاں۔۔کیا پاگل ہوگئے ہو۔۔چھوڑو اِسے۔۔ارے میاں"۔۔بُوا نے اُس کی مضبوط گرفت سے اُسے نکالنا چاہا تھا۔۔۔وہ اُس کی گرفت میں ادھ موئی ہوئی تھی۔۔

"ہاں پاگل ہوگیا ہوں میں۔۔اِس سے پوچھیں۔۔پوچھیں اِس سے۔۔کس کا گناہ یہ میرے سر تھوپ رہی ہے"۔۔اُس کی بات پر پورے لاؤنج میں ایک دم سناٹا چھایا تھا۔۔رابیل کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔۔اُس نے بےاختیار دیوار کا سہارا لیا تھا

"معاذ میاں"۔۔بُوا کا ہاتھ اُٹھا تھا اور اُس کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا تھا۔۔وہ ایک دم ساکت ہوا تھا۔۔

"ہمیں افسوس ہورہا ہے، آج خود پر افسوس ہورہا ہے۔۔اپنی تربیت پر افسوس ہورہا ہے۔۔

ہائے کیا مُنہ دِکھائیں گے ہم تمہارے ماں باپ کو ہائے"۔۔وہ سر پر ہاتھ مارتیں رودی تھیں۔۔

"افسوس مجھے خود پر ہورہا ہے، میں دوسری بار بھی بیوقوف بن گیا"۔۔ایک اذیت تھی جو اُس کے پورے وجود میں سرائیت کر گئی تھی۔۔اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کے بالوں کو جکڑا تھا۔۔عجیب جنونی انداز تھا اُس کا۔۔

"میاں۔۔تم ابھی ہوش میں نہیں ہو جو اِس معصوم کو اُس بدبخت بے حیا عورت سے مِلا رہے ہو"۔۔بُوا نے افسوس سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"معاذ احمد فاروق نے ایک بار مُحبت کے ہاتھوں شکست کھائی ہے اور اب کی بار معصومیت سے وار کیا گیا ہے۔۔لیکن اب نہیں۔۔اب نہیں بُوا۔"۔۔اُس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنے بالوں سے ہاتھ ہٹائے تھے۔۔رابیل نے زور زور سے سانس لینے کی کوشش کی تھی۔۔

"میری بات سُنیں بُوا۔۔میں اِس کا سایہ بھی اِس گھر میں برداشت نہیں کروں گا۔۔نکال باہر کریں اِسے"۔۔وہ ایک نفرت بھری نظر اُس پر ڈالتا پلٹ کر باہر کے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔اُس کی نفرت کی نگاہ نے رابیل کے رہے سہے اوسان بھی چھینے تھے۔۔وہ دھڑام سے نیچے زمین پر گری تھی۔۔

"بِٹیا۔۔میری بچّی۔۔"۔۔بُوا دیوانہ وار اُسے پُکار رہی تھیں۔۔دروازے کے باہر اُسے بُوا کی چیخیں سُنائی دی تھیں لیکن وہ کٹھور بنا گاڑی میں جابیٹھا تھا۔۔

....

"بُوا کیوں بچایا مجھے۔۔کیوں بچایا۔۔میرے لیے اُس نے خوشیاں لکھی ہی نہیں ہیں"۔۔وہ تکیے پر سر پٹختی اپنے نصیبوں پر رو دی تھی۔۔

چوکیدار قریبی ہاسپٹل سے ڈاکٹر کو لے آیا تھا۔۔

"بس بِٹیا ڈاکٹر نے تمہیں رونے سے منع کیا ہے۔۔مت رو۔۔بس میری بچّی"۔۔بُوا نے نم لہجے میں اُسے تسلی دینی چاہی تھی۔۔

"مجھے میرے رب کی قسم ہے بُوا یہ بچّہ۔۔یہ بچّہ اُن کا ہے۔۔بُوا۔۔میں کہاں جاؤں گی بُوا"۔۔اُسے سکون نہیں مِل رہا تھا۔۔

معاذ احمد فاروق نے اُس کے معصوم سے دل کو زخمی کر دیا تھا۔۔

"مجھے تم پر یقین ہے بِٹیا۔۔اُس عورت نے برباد کر دیا میاں کو۔۔کیا کہوں میں"۔۔وہ رو دی تھیں۔۔

"اُن سے کہیں مجھے اپنے ہاتھوں سے مار دیں۔۔پر ایسا نہ کہیں بُوا۔۔اپنے۔۔بچّے کے لیے ایسا نہ کہیں"۔۔اُس کا غم کم ہونے میں ہی نہیں آ رہا تھا۔۔ڈاکٹر نے سختی سے اُسے پریشانی سے دور رہنے کو کہا تھا۔۔

"اے میرے مالک رحم"۔۔اُنھوں نے مارے بے بسی کے رب کو پُکارا تھا۔۔

....

آج چوتھا دن تھا اُسے گھر سے گئے ہوئے۔۔آج صبح سے اُس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔ لیکن اُس وقت اُس کی مزید بگڑتی حالت بُوا کے ہاتھ پاؤں پھلا گئی تھی۔۔رات کے بارہ بجے شاہد بھی نہیں تھا۔۔وہ چوکیدار کو بُلانے باہر بھاگی تھیں۔۔ تبھی اُس نے لاؤنج میں قدم رکھا تھا۔۔

"کیا ہوا بُوا خیرت تو ہے۔۔؟؟"۔۔اُن کی ابتر حالت دیکھ کر معاذ اُن سے اپنی ساری ناراضگی بھولا تھا۔۔

"میاں۔۔بِٹیا۔۔بِٹیا آنکھیں نہیں کھول رہی۔۔"۔۔وہ تڑپ کر بولی تھیں۔۔ معاذ کے چہرے کے تاثرات یک دم پتھریلے ہوئے تھے۔۔

"یہ اب تک گھر میں ہے بُوا"۔۔وہ انتہائی ناگواری سے بولا تھا۔۔

"اے میاں۔۔بیوی ہے وہ تمہاری۔۔ کہاں جائے گی۔۔اِس وقت اُس کی طبعیت ٹھیک نہیں تم۔۔"۔۔وہ لجاجت سے بولی تھیں لیکن وہ اُن کی بات کاٹ گیا تھا۔۔

"بیوی نہیں معاذ احمد فاروق کے لیے گالی ہے وہ۔۔میری طرف سے بھاڑ میں جائے۔۔"۔۔ نفرت میں ڈوبے الفاظ اندر کمرے میں لیٹی رابیل کے درد میں اضافہ کر گئے تھے۔۔

"بُو۔۔بُو۔۔ا"۔۔وہ اپنے دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھتی کراہئی تھی۔۔

"اللہ سے ڈرو میاں۔۔"۔۔بُوا نے تڑپ کر اُسے دیکھا تھا۔۔

"آج کی رات کے بعد مجھے اِس کا وجود اپنے گھر میں نہیں چاہیئے۔۔ورنہ میں اِس گھر میں

نہیں رہوں گا"۔۔وہ قطعیت سے کہتا آگے بڑھا تھا۔۔

درد حد سے بڑھنے لگا تھا اُسے لگا کوئی اُس کی روح کھینچ رہا ہو۔۔اپنی تمام تر ہمت جمع کرتی وہ بیڈ سے کھڑی ہوئی تھی۔۔

"معاذ میاں۔۔اُس پر نہیں تو بُوڑھی بُوا پر رحم کرو۔۔وہ مر جائے گی۔۔اُس کی حالت پر رحم کرلو"۔۔بُوا نے اُس کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔۔

"نفرت ہے مجھے عورت ذات سے۔۔اُس کی حالت کا میں ذمہ دار نہیں ہوں بُوا۔۔میں آپ سے آخری بار کہہ رہا ہوں۔۔صبح مجھے اِس کا ناپاک وجود اِس گھر میں نہیں چاہیئے"۔۔وہ چِلایا تھا۔۔کمرے سے کسی کے گرنے کی آواز آئی تھی۔۔بُوا تڑپ کر اندر کی طرف بھاگی تھیں۔۔لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر دروازے پر ہی دہل کر رُک گئی تھیں۔۔

وہ زمین پر دُہری ہوتی درد سے تڑپ رہی تھی۔۔

"بِٹیا ہم۔۔ہمت کرو۔۔"۔۔بُوا نے اُسے سیدھا کرنا چاہا تھا۔۔لیکن اُن کے کمزور بازوؤں میں اتنی طاقت کہاں تھی کہ درد سے مچلتے اُس کے تڑپتے وجود کو سیدھا کرپاتیں۔۔اچانک بُوا کی نظر فرش پر بہتے خون پر پڑی تھی۔۔

"یا اللہ رحم"۔۔اُن کا دل دھک سے رہ گیا تھا۔۔

اُس کا سر احتیاط سے زمین پر رکھ کر وہ کمرے سے باہر بھاگی تھیں۔۔اُنہیں اُس کی زندگی بچانے کے لیے صرف ایک کوشش کرنی تھی۔۔اُنہوں نے اُس کے کمرے کا دروازہ تقریباً

پیٹ ڈالا تھا۔۔انتہائی ناگواری سے اُس نے دروازہ کھولا تھا اِس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا بُوا نے اپنا ڈوپٹہ اُس کے پیروں پر رکھا تھا۔۔

"معاذ میاں ہم نے آپ کو جنم نہیں دیا، دودھ بھی نہیں پلایا لیکن آج تم سے اپنے راتوں کے جاگنے کا حساب مانگتے ہیں ہم۔۔اُس کو صرف ہسپتال لے جاؤ۔۔ہم وعدہ کرتے ہیں ہم اُسے واپس اِس گھر میں نہیں لائیں گے۔۔"۔۔وہ بُدک کر پیچھے ہوا تھا

"بُوا ایسا نہیں کریں"۔۔اُس نے اُنہیں بازوؤں سے تھام کر اُٹھایا تھا۔۔

"وہ مر جائے گی۔۔اُسے "۔۔اُنہوں نے اب اُس کے آگے اپنے بوڑھے ہاتھ جوڑے تھے۔۔

اُن کے خون بھرے ہاتھوں کو دیکھ کر وہ ٹھٹکا تھا۔۔اُنہیں وہیں چھوڑ کر وہ بھاگتا ہوا نیچے گیا تھا۔۔لیکن اُسے دروازے پر ہی رُک جانا پڑا تھا۔۔وہ اپنے ہی خون میں نہائی ہوئی تھی۔۔

نجانے کیوں ایک پل کو معاذ احمد فاروق کا دل رُکا تھا۔۔اگلا لمحہ ضائع کیے بغیر وہ اُسے اپنے بازوؤں میں اُٹھا چکا تھا۔۔

"مم۔۔میرا بچّ۔۔چہ"۔۔یہ آخری الفاظ تھے جو اُس کے ہونٹوں سے ٹوٹ کر نکلے تھے۔۔

اگلے ہی لمحے وہ ہوش کی دُنیا سے بیگانی ہوئی تھی۔۔

....

وہ اُسے ہاسپٹل ایڈمٹ کروا کر اُلٹے قدموں واپس گاڑی میں آبیٹھا تھا۔۔اچانک نظر اُس کے خون سے رنگی اپنی شرٹ پر گئی تھی۔۔

دل کیوں اُسے واپس ہاسپٹل جانے کو کہہ رہا تھا۔۔اچانک اُس کی نظر اپنے دل کے مُقام پر اُس کے لپ گلوس کے نشان پر پڑی تھی۔۔اُس کی آنکھوں کے سامنے اُس کا شرمایا، پُرنور روپ آیا تھا۔۔

وہ ٹھیک نہیں تھی۔۔اُسے اُس کے سامنے آپریشن تھیٹر لے جایا گیا تھا۔۔

"میرا اُس سے کوئی تعلق نہیں"۔۔وہ زہر خند لہجے میں جیسے خود کو باور کروا گیا تھا۔۔

اُس کے دھوکے کو یاد کر کے اُس نے گاڑی اسٹارٹ کی تھی۔۔

....

"بِٹیا۔۔بٹیا۔۔کیسی ہے۔۔؟؟"۔۔بُوا نرس کو آپریشن تھیٹر سے نکلتے دیکھ کر اُس کی طرف بڑھی تھی۔۔

"دیکھیں۔۔خون بہت ضائع ہو گیا ہے۔۔ابھی کچھ کہنا مُشکل ہے آپ اِن کے ہسبینڈ کو کال کرلیں"۔۔وہ عجلت میں بولتی رُکی نہیں تھی۔۔

"اے اللہ رحم۔۔مالک"۔۔بُوا لڑکھڑاتی ہوئی بینچ پر گر سی گئی تھیں۔۔اُن کے پاس تو فون بھی نہیں تھا، جو وہ اُسے کال کرتیں۔۔اُس کا نمبر یاد ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔۔کال کرتیں بھی تو وہ نہیں آتا۔۔وہ اُسے جانتی تھیں۔۔وہ نہیں آتا۔۔

اُن کے کانپتے لبوں سے ان گنت دعاؤں کے ساتھ آنکھوں سے بے حساب آنسو جاری تھے۔۔

....

اُسے صبح ہونے کو آئی تھی، وہ کب سے سمندر پر آتی جاتی لہروں پر نظریں جمائے اپنے ساتھ ہوئے تقدیر کے مذاق کو سوچ رہا تھا۔۔

آج بھی وہ تکلیف دہ لمحہ اُس کے ذہن کے پردے پر لہراہا تھا۔۔دو سال پہلے اُس ہاسپٹل کے بیڈ پر جب ڈاکٹر نے اُسے وہ روح فرسا خبر سُنا کر اُس سے اُس کی ذات کا مان چھینا تھا۔۔

....

"مجھے تم سے طلاق چاہیئے۔۔"۔۔وہ دو ٹوک انداز میں بولی تھی۔۔بستر پر پڑے معاذ احمد فاروق کے چہرے پر حیرت کے تاثرات اُبھرے تھے۔۔یقیناً اگر وہ خود سے بیٹھنے کی ہمت بھی کرسکتا تو اپنی پیاری بیوی کی زبان سے ایسی غیر مُتوقع بات سُننے کے بعد وہ جمپ مار کر اُٹھ بیٹھتا۔۔

"تم۔۔تم۔۔"۔۔حیرت کی جگہ اب صدمے نے لے لی تھی۔۔

"دیکھو زیادہ ایموشنل (جذباتی) ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔یہ میری پوری زندگی کا سوال ہے"۔۔شہرین کا لہجہ ہر احساس سے عاری تھا۔۔اب کہ وہ بولا تو اُسے بھی اپنا لہجہ سرد لگا تھا۔۔

"کیا میں ڈس ایبل (معذور) ہوچکا ہوں۔۔؟؟"۔۔وہ ایسے پوچھ رہا تھا جیسے کسی اور کے بارے میں بات کررہا ہو۔۔

"نہیں فزیکلی تم بلکل ٹھیک ہو۔۔یہ ایکسیڈنٹ بہت شدید تھا، تمہاری جان کے ساتھ ہاتھ پیر بھی بچ گئے شُکر کرو۔۔لیکن اِس کے باوجود تم اب مُکمل نہیں رہے۔۔کوئی بھی عورت تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہے گی"۔۔وہ بےدردی سے بول رہی تھی۔۔اُس کی آخری بات پر اُس کی حیرت صدمے میں بدلی تھی۔۔

"لیکن ایسا کیا ہوا ہے میرے ساتھ شیری۔۔بولو۔۔؟؟۔۔اور تم۔۔تم اِس حالت میں کیسے مجھے چھوڑ کر جاسکتی ہو۔۔تم بیوی ہو میری۔۔مُحبت کرتا ہوں میں تم سے"۔۔مارے اذیت کے وہ اب چیخا تھا۔۔

"میں کوئی وفا کی دیوی نہیں ہوں جو تم پر اپنی زندگی قُربان کردوں۔۔تمہیں شاید میری بات پر یقین نہ آئے تم ڈاکٹرز سے کنفرم کروالو۔۔"۔۔شہرین بےنیازی سے بولتی ڈاکٹر کو بُلانے چل دی تھی۔۔

"آپ کے آپریشن کے وقت سینیئر ڈاکٹر کے ساتھ میں بھی اُن کو اسسٹ(مدد کرنا) کررہا تھا۔۔آپ کی حالت بہت کرٹیکل (نازک) تھی ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ اب کبھی باپ نہیں بن سکیں گے"۔۔اُس جونیئر ڈاکٹر نے اُس کے کان میں سیسا پگھلایا تھا۔۔

"ڈاکٹر۔۔کوئی۔۔کوئی تو ٹریٹمنٹ ہو گا۔۔یہاں نہیں تو باہر۔۔میں مہنگے سے مہنگا علاج کروانے کو تیار ہوں"۔۔وہ اُمید سے پوچھ رہا تھا۔۔

"آئی ایم سوری۔۔آپ کا ٹریٹمنٹ پوسیبل نہیں ہے معاذ صاحب"۔۔ڈاکٹر اُس پر ترحم بھری

نگاہ ڈالتا چلتا بنا تھا۔۔

"احمد۔۔کوئی بھی عورت اولاد کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔میں تمہارے ساتھ رہ کر اپنی زندگی برباد نہیں کرسکتی۔۔مجھے تم سے طلاق چاہیئے"۔۔وہ سفاکی سے بولتی اُسے تڑپا گئی تھی۔۔

"شیر۔۔شیری ہم۔۔ہم لندن امریکہ جائیں گے۔۔میں ٹریٹمنٹ۔۔"۔۔شہرین نے تیزی سے اُس کی بات کاٹی تھی۔۔

"تم نے سُنا نہیں ڈاکٹر کیا کہہ کر گیا ہے۔۔اب کچھ بھی ممکن نہیں ہے۔۔تم کبھی بھی باپ نہیں بن سکتے اور مجھے بچّہ چاہیئے"۔۔وہ اُس کا دل چیر گئی تھی۔۔

"ہم۔۔ہم۔۔بے بی اڈاپٹ کرلیں گے۔۔تم۔۔تم خود ہی تو کہتی تھیں کہ تمہارا فگر خراب ہوجائے گا۔۔شیری"۔۔وہ کسی بھی طرح اُسے منا لینا چاہتا تھا۔۔

"میں کسی اور کے بچّے کو پالوں گی۔۔نیور۔۔(کبھی نہیں)"۔۔وہ اپنے مغرور انداز میں بولی تھی۔۔اُس کے سامنے اُس خودغرض عورت کا عکس دھندلایا تھا۔۔

اُسے لگا وہ اب کبھی بستر سے اُٹھ نہیں پائے گا۔اُسے شیشے میں اپنا آپ دیکھنے کے لیے بھی ہمت چاہیئے تھی۔۔اور اُس کا اعتماد اُس عورت نے توڑا تھا جو اُس کی بیوی اُس کی مُحبت تھی۔۔

دوسرے دن خاموشی سے اُس نے طلاق کے پیپرز پر سائن کر دیئے تھے، اور اُس کی بیوی نے خود اُس سے سائن کروائے تھے۔۔

"تم ابھی بھی خوبصورت اور امیر ہو۔۔لیکن میرا ایک مشورہ ہے، کسی عورت کی زندگی خراب مت کرنا"۔۔اُس کے الفاظ آج بھی معاذ احمد فاروق کے اندر آگ سی بھڑکا دیتے تھے۔۔ اور اب رابیل کی حالت۔۔ اُس کے اندر غم و غصّے کا لاوا پھر سے اُسے جلا کر راکھ کر گیا تھا۔۔

اُس نے زور سے پتھر پانی میں پھینکا تھا۔۔گھڑی پر نگاہ ڈالتے ہی وہ چونکا تھا، صبح کے ساڑھے سات ہوچکے تھے وہاں بیٹھے بیٹھے۔۔

شکستہ قدموں سے چلتا ہوا وہ واپس اپنی گاڑی میں آبیٹھا تھا۔۔جب اُس کی نظر ڈیش بورڈ پر پڑے لفافے پر پڑی تھی جو ابھی گھر آتے ہوئے اُسے چوکیدار نے دیا تھا۔۔اُس پر درج ہاسپٹل کا نام پڑھ کر اُس نے ایک پل کو آنکھوں کو بند کر کے کھولا تھا۔۔

اظہر کے بہت سمجھانے پر وہ دو سال بعد ٹیسٹ کروانے پر آمادہ ہوا تھا۔۔اب وہ رپورٹ اُس کے سامنے پڑی تھی۔۔اُس نے رپورٹ اُٹھا کر اُس کے دو ٹکڑے کیے تھے۔۔ جبھی موبائل کے بجنے سے گاڑی میں ارتعاش سا پیدا ہوا تھا۔۔لاشعوری طور پر اُس کا دل بُوا کی کال کا انتظار کررہا تھا۔۔ نجانے وہ کیسی ہوگی۔۔رپورٹ کو فرنٹ سیٹ پر پھینک کر اُس نے جلدی سے موبائل چیک کیا تھا۔۔اسکرین پر چمکتے نام کو دیکھ کر اُس نے خود کو سنبھالا تھا۔۔

"ہاں بول یار"۔۔وہ خود پر قابو پاتا بولا۔۔

"تُو نے رپورٹ چیک کی۔۔؟؟"۔۔اظہر نے چھوٹتے ہی پوچھا تھا۔۔

"نہیں۔۔"۔۔اُس کا لہجہ سپاٹ ہوا تھا۔۔

"چیک کر لے"۔۔وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔۔

"تُو اب بھی اپنی بیکار کی ضد پر اڑا ہوا ہے۔۔تُجھے جب پتا ہے کہ"۔۔وہ بیزاری سے بول رہا تھا جب اظہر نے اُس کی بات کاٹی تھی۔۔

"ہاں مجھے پتا ہے، لیکن تُجھے نہیں پتا۔۔ایک بار چیک کر لے، میری ضد پر ہی سہی۔"۔۔وہ اب بھی ضدی لہجے میں بولتا اُسے تاؤ دلا گیا تھا۔۔

"پھاڑ کر پھینک چُکا ہوں میں"۔۔بولنے کے ساتھ ہی اُس نے رپورٹ کے دونوں ٹکڑوں کو کھڑکی کے باہر سمندر کی تیز ہواؤں کے سُپرد کیا تھا۔۔

"میں جانتا تھا تُو ایسا ہی کرے گا"۔۔اظہر اور بھی کچھ بول رہا تھا لیکن وہ کال ڈراپ کر کے گاڑی اسٹارٹ کر چُکا تھا۔۔کچھ لمحوں بعد اُس کے واٹس ایپ پر یکے بعد دیگرے دو تین میسجز آئے تھے۔۔وہ نظرانداز کرتا گاڑی چلاتا رہا تھا۔۔

سگنل پر گاڑی روک کر اُس نے موبائل اُٹھا کر دیکھا تھا اظہر کے میسجز تھے۔۔بے دھیانی میں وہ اُس کے میسجز کھول گیا تھا۔۔کسی پیپر کی تصویر تھی۔۔اُس نے بے دلی سے موبائل بند کر کے رکھنا چاہا تھا جب نظر سب سے نیچے لکھی تحریر پر پڑی تھی۔۔وہ وہی رپورٹ تھی جو ابھی کچھ دیر پہلے وہ پھاڑ کر پھینک چُکا تھا۔۔لیکن اُس پر لکھی تحریر۔۔

اُس نے پیشنٹ نیم کو غور سے دیکھا تھا جہاں واضح طور پر معاذ احمد فاروق لکھا ہوا تھا۔۔

اُس کے سر پر آسمان گِر پڑا تھا جیسے۔۔

سگنل کُھل چُکا تھا۔۔پیچھے گاڑیوں کی ہارن کی آواز بھی اُسے سُنائی نہیں دے رہی تھیں۔۔

"مم۔۔میرا بچّہ۔۔چہ"۔۔درد میں ڈوبی آواز اُس کے کان میں گونجی تھی۔۔جب کسی نے گاڑی کی کھڑکی کو زور سے بجایا تھا

"او بھائی بیچ سڑک پر گاڑی روکی ہے۔۔پورا ٹریفک جیم ہو گیا ہے۔۔"۔۔وہ چونکتا ہوا گاڑی کو آگے بڑھا گیا تھا۔۔اب گاڑی کا رُخ ہاسپٹل کی طرف تھا۔۔

"میرے آنے کی خوشی میں بُوا نے سارے محُلے میں مِٹھائی بانٹی ہے کیا۔۔؟؟"۔۔اُس کا شرمیلا عکس اُس کے آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔۔

"یہ۔۔آ۔۔آپ بُوا سے۔۔پوچھ۔۔لیجیئے گا"۔۔اُس وقت اُس کے چہرے پر حیا کے انوکھے رنگ تھے۔۔

"میاں۔۔تم ابھی ہوش میں نہیں ہو جو اِس معصوم کو اُس بدبخت بے حیا عورت سے مِلا رہے ہو"۔۔بُوا کی آواز پر اُس نے ایک ہاتھ سے اپنے سر کے بالوں کو جکڑا تھا۔۔

کیا ہو گیا تھا اُس سے۔۔اذیت ہی اذیت تھی۔۔اُس نے آنکھیں میچ کر کھولی تھیں۔۔

"وہ مر جائے گی۔۔اُس کی حالت پر رحم کرلو"۔۔لیکن اُس وقت وہ فرعون بنا ہوا تھا۔۔

"مم۔۔میرا بچّہ۔۔چہ"۔۔اُس کے آس پاس آوازیں بڑھتی جارہی تھیں۔۔بےاختیار اُس کا ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھا تھا۔۔

....

ہاسپٹل کے کمرے کے دروازے پر رُک کر اُس نے اپنی تمام تر ہمت جمع کی تھی۔۔لیکن اندر سے آتی آوازوں پر وہ ٹھٹکا تھا۔۔

"میرا بچّہ۔۔بُوا۔۔میرا بچّہ۔۔"۔۔وہ زور زور سے چیخ رہی تھی۔۔کسی انہونی کے خیال سے معاذ احمد فاروق کے پیروں تلے سے زمین کھسکی تھی۔۔

"صبر کرو بٹیا۔۔صبر "۔۔بُوا کی روتی ہوئی آواز اُس کے بدترین خدشات کی تصدیق کرچکی تھی۔۔معاذ کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اُس میں سما جائے۔۔اُس کی زندگی کی پہلی پہلی خوشی۔۔جس کے لیے وہ اتنا ترسا تھا، اُس نے اپنے ہاتھوں سے۔۔

"اللہ"۔۔ اوپر دیکھ کر اُس نے دھیرے سے دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا تھا۔۔

"نن۔۔نہیں مجھے میرا بچّہ لا دیں۔۔بُوا"۔۔وہ بُوا کی بانہوں میں مچل رہی تھی۔۔نرس نے بمشکل اُسے قابو کرتے ہوئے اُسے بے ہوشی کا انجیکشن لگایا تھا۔۔اُس نے کرب سے آنکھیں میچی تھیں۔۔دائیں آنکھ سے نکلتا آنسو اُس کے گال پر آگرا تھا۔۔

"اِنہیں سکون کا انجیکشن دے دیا ہے، اب یہ کچھ گھنٹے آرام سے سوئی رہیں گی"۔۔ڈاکٹر بوا سے کہتی آگے بڑھی تھی۔۔لیکن اِسے دروازے پر کھڑے دیکھ کر رُکی تھی۔۔

"آپ اِن کے۔۔؟؟"۔۔معاذ نے اپنی آنکھیں صاف کی تھیں۔

"میں۔۔میں ہسبینڈ ہوں اِن کا"۔۔وہ خود کو سنبھال چکا تھا۔۔بُوا نے بے اختیار چونک کر

اُسے دیکھا تھا۔۔وہ بُوا کو نہیں بلکہ بیڈ پر لیٹے وجود کو دیکھ رہا تھا۔۔کچھ گھنٹے پہلے وہ اپنے پُرنور روپ میں اُس کے سامنے تھی اور اب سفید چادر میں لپٹی زندہ لاش ہو جیسے۔۔اُس کی شرٹ پر لگے خون کو دیکھ کر بُوا کی آنکھیں بھر آئیں تھیں۔۔

"آپ پلیز میرے ساتھ آئیں۔۔"۔۔وہ پیشہ ورانہ انداز میں کہتی کمرے سے نکل گئی تھی۔۔ وہ بھی الٹے قدم اُس کے پیچھے چل دیا تھا۔۔بُوا آنکھوں پر ڈوپٹہ رکھے رودی تھیں۔۔

....

"آپ کی وائف کا اَرلی مِس کیرج ہوا ہے۔۔اور وجہ اسٹریس ہے۔۔اِس حالت میں عورت کو زیادہ سے زیادہ خوش رکھا جاتا ہے ورنہ مدر اور بے بی دونوں کی ہیلتھ اور لائف کو خطرہ ہوسکتا ہے۔۔اور یہ تو ویسے بھی بہت ویک ہیں۔۔اگر آپ کے کوئی پرسنل ایشوز ہیں تو بہتر ہے پہلے وہ سورٹ آؤٹ (دیکھ لیں) کریں پھر بے بی پلان کریں"۔۔ڈاکٹر کے لہجے میں تنبیہہ تھی۔۔وہ کیا کہتا۔۔اِس سب کا ذمہ دار وہ خود تھا

"بہرحال میں کچھ میڈیسنز لکھ کر دے رہی ہوں پیشنٹ کو باقاعدگی سے کھلائیں اور دوسری بات اِن کو زیادہ سے زیادہ خوش رکھنے کی کوشش کریں تاکہ وہ اِس مینٹل ٹروما سے نکل سکیں اور یہ کام ہسبینڈ سے زیادہ بہتر کوئی نہیں کرسکتا"۔۔وہ مُسکرائی تھی۔۔لیکن وہ مُسکرا بھی نہیں سکا تھا۔۔

....

دو دِنوں سے وہ اُس کے سونے کا پوچھ کر دروازے سے اُس کی ایک جھلک دیکھ کر واپس پلٹ جاتا تھا۔۔اُس کا ٹوٹا بکھرا روپ دیکھ کر بُوا کو کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔

"کیسی ہے بُوا وہ۔۔؟؟"۔۔اُسے خود اپنا لہجہ اجنبی لگا تھا۔۔

"موت کی تمنا کرنے والے کیسے ہوتے ہیں میاں۔۔؟"۔۔سوال پر سوال آیا تھا۔۔اُس نے سختی سی آنکھیں میچ کر دانت پر دانت جمائے تھے

"تم نے اُسے وہ زخم دیا ہے معاذ میاں جِس کو بھرنے میں وقت لگے گا۔۔لیکن پھر بھی ہماری دُعا ہے بِٹیا کا زخم جلد ہی بھر جائے"۔۔کچھ کہے بغیر وہ پلٹ گیا تھا۔۔

ضرورت کی ہر چیز بُوا کے کہنے سے پہلے ہی کمرے میں پہنچ جاتی تھی۔۔۔اُسے وی آئی پی روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔دو دِن بعد اُسے گھر لے جانے کی اجازت دی گئی تھی۔۔ لیکن وہ واپس اُس گھر میں جانے کو راضی نہیں تھی۔۔

ڈیوٹی پر موجود نرس اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ میاں بیوی میں کوئی ناراضگی ہے۔۔وہ اُسی سے اُس کے سونے جاگنے کے اوقات پوچھتا تھا۔۔ابھی بھی نرس نے اُسے سامنے دیکھ کر بتایا تھا۔۔وہ بلکل چُپ ہو کر رہ گیا تھا پھر کچھ سوچ کر اُس نے کمرے کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔

دروازہ تھوڑا سا کُھلا ہوا تھا۔۔

"بُوا۔۔میں نے کہہ دیا میں اُس گھر میں واپس نہیں جاؤں گی"۔۔ہٹیلا انداز۔۔

"بِٹیا۔۔تمہاری طبیعت ابھی بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔کیوں ضد کررہی ہو"۔۔بُوا نے اُسے سمجھانا چاہا تھا۔۔

"میرا اُس گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے بُوا۔۔جو۔۔جو تُعلق بنانے جارہا تھا اُس۔۔اُسے تو اِس دُنیا میں آنے سے پہلے ہی تسلیم نہیں کیا گیا"۔۔اب کے آواز بھرائی تھی۔۔معاذ احمد کے دل پر کسی نے چُھری رکھی تھی جیسے۔۔

"مم۔۔میرا بچّہ بُوا۔۔مر گیا۔۔میرا بچّہ۔۔چلا گیا۔۔اب میں اُس گھر میں کیوں جاؤں"۔۔گو کہ اب وہ چیختی چِلاتی نہیں تھی لیکن اِس وقت وہ پھر درد سے رودی تھی۔۔بُوا نے اُسے خود میں سمیٹا تھا۔۔

دروازے پر کھڑے معاذ احمد فاروق کی آنکھیں جلنے لگی تھیں۔۔وہ پلٹا تھا۔۔

"بس کچھ دن۔۔کچھ دن وہاں رہ لو۔۔پھر ہم خود تمہیں چھوڑ آئیں گے جہاں کہو گی۔۔بُوا کی بات مان لو"۔۔اُس کی دبی دبی سسکیاں اُس کے اندر اذیت کی بڑھا رہی تھی۔۔وہ بغیر رُکے تیز تیز قدموں سے سیڑھیاں اُترتا چلا گیا تھا۔۔

خود آنے کے بجائے اُس نے ڈرائیور کو بھیجا تھا۔۔جو اُن دونوں کو گھر چھوڑ آیا تھا۔۔

....

"مجھے معاذ احمد فاروق کا پورا میڈیکل ریکارڈ چاہیئے"۔۔وہ دو سال بعد اُسی ہاسپٹل میں کھڑا تھا جہاں اُسے ایکسیڈنٹ کے بعد لایا گیا تھا۔۔

"سوری سر ہم اِس طرح کسی بھی پیشنٹ کا میڈیکل ریکارڈ نہیں دیتے۔۔یہ ہمارے رولز کے خلاف ہے"۔۔ریسیپشینسٹ نے شائستگی سے انکار کیا تھا۔۔

"میں معاذ احمد فاروق ہوں"۔۔اُس نے اپنا این آئی سی کاؤنٹر پر پھینکا تھا۔۔

"اور میرے بارے میں جھوٹی رپورٹ بنانے کے جُرم میں میں اِس ہاسپٹل پر کیس کر سکتا ہوں۔۔ سمجھے تم لوگ"۔۔اُس کی آواز قدرے بُلند ہوئی تھی۔۔ آس پاس کے لوگ مُتوجہ ہوئے تھے۔۔

تبھی کوئی ہاسپٹل مینجر کو بُلا کر لایا تھا۔۔

"سر آپ آرام سے بات کریں اِس طرح شور کر کے۔۔"۔۔اِس سے پہلے کہ وہ بات پوری کرتا معاذ نے اُس کا گریبان تھاما تھا۔۔

"ارام سے۔۔!!!ڈیم اِٹ۔۔میری پوری زندگی برباد ہوگئی اُس ایک جھوٹی رپورٹ سے۔۔اور تم مجھے کہتے ہو میں آرام سے بات کروں"۔۔اِس سے پہلے کہ وہ اُسے دو چار لگے مارتا وارڈ بائے اور ڈاکٹرز نے اُسے بمشکل قابو تھا۔۔

"تم لوگوں کی جھوٹی رپورٹ کی وجہ سے میرا بچّہ مر گیا میں اِس ہاسپٹل کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا"۔۔اُس کے بپھرے انداز پر ہاسپٹل کے سینئر عملے کو بیچ میں آنا پڑا تھا اور اب وہ ہاسپٹل کے سینئر ڈاکٹرز کے سامنے بیٹھا تھا۔۔

"آپ کا کیس ڈاکٹر نعیم نے ہینڈل کیا تھا"۔۔ایک سینئر ڈاکٹر کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔۔وہ

کم و بیش پچاس سال کے ہوں گے۔۔معاذ نے بغور اُن کی طرف دیکھا تھا۔۔

"جی میں نے ہی اِنہیں آپریٹ کیا تھا۔۔بیٹا آپ مجھے غور سے دیکھیں اور بتائیں۔۔کیا میں نے آپ سے کہا تھا کہ اِس ایکسیڈنٹ کے بعد آپ کبھی باپ نہیں بن پائیں گے۔۔؟؟"۔۔وہ اعتماد سے پوچھ رہے تھے۔۔

اُس نے اپنے ذہن پر زور دیا تھا۔۔وہ ڈاکٹر اُسی کا ہم عُمر تھا۔۔اُس نے کہا تھا وہ سینئر ڈاکٹر کو اِسسٹ کررہا ہے۔۔اُس نے نفی میں سر ہلایا تھا

"نہیں۔۔وہ کوئی جونیئر ڈاکٹر تھا جو انہیں اسِسٹ کررہا تھا۔۔اُسی نے۔۔اُسی نے مجھ سے۔۔"۔۔وہی تکلیف محسوس کر کے وہ چُپ ہوا تھا۔۔اُس کی حالت دیکھ کر وہاں موجود ایک شخص نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اُسے پانی کا گلاس دیا تھا۔۔

"ڈاکٹر نعیم آپ کو اسِسٹ کون کررہا تھا۔۔؟؟"۔۔مینجر نے اُس کی میڈیکل فائل کھول کر پوچھا تھا۔۔

"ڈاکٹر فیروز"۔۔اُن کے بتانے پر سب نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔

"آپ کے ساتھ جِس نے وہ گھناؤنا مذاق کیا تھا وہ ڈاکٹر فیروز تھا۔۔اور ہمیں بہت بعد میں پتا چلا تھا کہ وہ لوگوں سے پیسے لے کر جھوٹی رپورٹس بنواتا تھا اور اِس کام میں عملے کے بہت سے لوگ اُس کے ساتھ ملوث تھے۔۔ایک دن وہ پولیس سے بھاگے کسی زخمی ڈاکو کے ہتھے چڑھ گیا۔۔جو کہ کسی خطرناک گینگ کا لیڈر تھا۔۔اُس سے علاج کروانے کے بعد اُنہوں نے

پہچان کے خوف سے اُسے بے دردی سے قتل کر دیا۔۔یہ دیکھیں یہ ہے آپ کے مُجرم کا بھیانک انجام"۔۔ڈاکٹر نعیم نے اُس کے آگے پرانے نیوز پیپر اور کچھ تصویریں رکھی تھیں۔وہ بلاشُبہ وہی ڈاکٹر تھا۔۔

شہرین۔۔تو کیا شہرین اِس گِھناؤنے فعل میں اُس کے ساتھ برابر کی شریک تھی۔۔؟؟

"اور بیٹا جب معاملہ زندگی کا ہو تو سیکنڈ اوپینین (دوسری رائے) ضرور لیا جاتا ہے"۔۔ڈاکٹر نعیم کے کہنے پر وہ خاموش رہ گیا تھا۔۔یہی سنگین غلطی ہوئی تھی اُس سے۔۔

اُس نے دانت پر دانت جمائے مُٹھی کو سختی سے بھینچا تھا۔۔

اُس نے شہرین کو بہت ڈھونڈا تھا۔۔کہیں سے اُسے پتا چلا کہ وہ آج کل کسی سیٹھ کے ساتھ دُبئی گئی ہوئی تھی۔۔

....

شکستہ دل، شکستہ قدم لیے وہ اُس کے کمرے کے دروازے پر آرکا تھا۔۔

"تھوڑا سا پی لو بِٹیا۔۔کمزوری کیسے جائے گی ورنہ"۔۔بُوا نے چمچ اُس کے مُنہ کے پاس کیا تھا۔۔

"نہیں بُوا۔۔اور نہیں پیا جائے گا"۔۔اُس نے بیزاری سے کہتے ہونٹوں کو سختی سے بند کر کے مُنہ دوسری طرف موڑا تھا۔۔

"ٹھیک کیسے ہوگی پھر تم۔۔کچھ تو کھاؤ بٹیا"۔۔بُوا نے پھر سے اُس کی منت کی تھی۔۔

"کھا کر کیا کروں گی بُوا میرا اب جینے کا ہی دل نہیں کرتا"۔۔ٹوٹا ہوا لہجہ۔۔

"ایسے نہیں کہتے بِٹیا"۔۔بُوا نے اُسے ٹوکا تھا۔۔کچھ کہے بغیر وہ واپس پلٹ گیا تھا۔۔

....

دو دن ہوگئے تھے وہ اُس سے بات کرنے کی ہمت ہی یکجا کرتا نجانے کتنی بار کمرے کے دروازے سے پلٹ جاتا تھا۔۔

آج ہمت کر کے وہ بُوا کے کمرے میں آیا تھا۔۔بیڈ خالی تھا وہ شاید واشروم میں تھی۔۔کھٹکے کی آواز پر اُس نے سر اُٹھایا تھا۔۔وہ سر جُھکائے واشروم سے نکل رہی تھی۔۔معاذ نے دُکھ بھری نظر اُس کے کمزور، نڈھال وجود پر ڈالی تھی۔۔ابھی بھی اُس کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔۔سہارے کے لیے اُس نے دیوار کو تھاما تھا جب اُس نے آگے بڑھ کر اُسے اپنے بازو کے حصار میں لینا چاہا تھا۔۔رابیل نے سر اُٹھایا تھا پر سامنے اُس دُشمنِ جاں کو دیکھ کر ایک دم بدک کر پیچھے ہوئی تھی۔۔

"ہاتھ۔۔ہاتھ نہیں لگایئے گا مجھے"۔۔اُس نے اُس کا حصار توڑ کر پھر سے دیوار کو تھاما تھا

"تم گِر جاؤ گی رابیل۔۔"۔۔اُس نے پھر سے اپنا ہاتھ اُس کی طرف بڑھایا تھا۔۔

"میں گِر گئی ہوں۔۔آپ نے مجھے میری ہی نظروں میں ایسے گِرایا ہے کہ شاید اب کبھی نہ اُٹھ سکوں"۔۔وہ بھرائے ہوئے لہجے میں نہ چاہتے ہوئے بھی شکوہ کرگئی تھی۔۔اُسے سامنے دیکھ کر رابیل کو پھر سے وہی جاں کنی کا عذاب محسوس ہوا تھا۔۔گہرے گہرے سانس لیتی وہ

لڑکھڑائی تھی۔۔

"تم پہلے یہاں بیٹھو پلیز"۔۔اُس کی سُنے بغیر وہ اُسے گود میں اُٹھا چُکا تھا۔۔

"چھوڑیں۔۔چھوڑیں مجھے"۔۔وہ اُس کی گود میں مچلی تھی معاذ نے اُسے قیمتی گُڑیا کی طرح بیڈ پر بٹھایا تھا۔۔

"مت چھوئیں مجھے۔۔مت اذیت دیں مجھے پھر سے۔۔مت آئیں میرے سامنے۔۔چلے جائیں"۔۔وہ چلاتی ہوئی اُس کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ گئی تھی۔۔

"ایک بار میری بات سُن لو۔۔میں۔۔"۔۔وہ بے بسی سے کہتا اُس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔۔لیکن وہ بُدک کر پیچھے ہوئی تھی۔۔

"جب میرے اپنے گھر والے مجھے کھلے سمندر میں چھوڑ کر چلے گئے، جب اُس لڑکے نے مجھ پر الزام لگایا کہ میں نے اُسے دعوت دی تھی تو واقعی آپ کو بھی مجھے ایسا ہی سمجھنا چاہیئے تھا کہ میں آپ کے نکاح میں ہو کر کسی اور کے۔۔"۔۔اِس سے پہلے کہ وہ بات پوری کرتی معاذ نے تڑپ کر اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا تھا۔۔اُس نے معاذ کے ہاتھ کو ایک جھٹکے سے اپنے ہونٹوں سے ہٹایا تھا۔۔اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ پڑا تھا۔۔

"میں۔۔میں نے ہمیشہ اللہ سے رحم مانگا تھا اپنے لیے۔۔اور آپ۔۔آپ اچانک۔۔اچانک میری زندگی میں۔۔ایک۔۔ایک مہربان فرشتے ہی کی طرح آئے تھے۔۔"۔۔وہ اُسے دیکھے بغیر بول رہی تھی۔۔معاذ یک ٹک اُس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔اُس کے آنسو معاذ کی اندر

کی تکلیف کو بڑھا رہے تھے۔۔

"لیکن۔۔آپ نے۔۔آپ نے مجھے غلط ثابت کر دیا۔۔ صحیح کہا تھا آپ نے۔۔آپ کے ساتھ زندگی آسان نہیں ہوگی۔۔مجھے اُسی۔۔اُسی دن سمندر میں ڈوب کر مر جانا چاہیئے تھا"۔۔وہ گھٹنوں میں سر دیئے بلک بلک کر رو دی تھی۔۔معاذ نے آنکھیں میچی تھیں۔۔

"کچھ نہیں بچا میرے پاس۔۔نہ عزت نہ میرا بچّہ"۔۔وہ سر کو دائیں بائیں کرتی اپنے دکھوں پر تڑپ رہی تھی۔۔

معاذ احمد فاروق کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گالوں سے ہوتے گریبان میں جذب ہوئے تھے۔۔وہ تو تب بھی نہیں رویا تھا جب شہرین لئیق اُس کی مُحبت اُس کے مُنہ پر مارتی ہسپتال کے بستر پر اُسے کسی اور کے لیے چھوڑ کر چلی گئی تھی۔۔شاید شہرین لئیق کی تحفے میں دی گئی بےاعتباری اُس نے رابیل کے ماتھے پر سجانی چاہی تھی۔۔

اُس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اُس کے بکھرے وجود کو سمیٹ لیتا۔۔اچانک وہ سر اُٹھا کر اُس کی طرف مڑی تھی۔۔

"رابیل۔۔میں"۔۔معاذ نے تڑپ کر اُس کے ہاتھ تھامے تھے۔۔لیکن اُسی تیزی سے اُس نے اپنے دونوں ہاتھ اُس کی گرفت سے نکالتے ہوئے اُس کے سامنے باندھے تھے۔۔

"میں۔۔چلی جاؤں گی اپنا ناپاک وجود لے کر آپ کے گھر سے۔۔آ۔۔آپ کی زندگی سے۔۔مجھے بس کچھ دن دے دیں۔۔لیکن آپ کو اللہ کا واسطہ میرے سامنے مت آئیں۔۔

آپ کو دیکھ کر مجھے تکلیف ہوتی ہے۔۔آپ کو جب جب دیکھوں گی مجھے یہاں۔۔یہاں درد ہو گا۔۔"۔۔اپنے دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھتی وہ سسکی تھی۔۔معاذ کو اپنے وجود سے گھن آئی تھی۔۔

"رابیل مجھے بس ایک موقع دو میں سب ٹھیک۔۔۔۔"۔۔وہ بے بسی سے بولا تھا لیکن وہ اُس کی بات کاٹ گئی تھی۔۔

"آپ نے مجھ سے میرے ہونے کا مان، میرا بچّہ چھین لیا۔۔کیا ٹھیک کریں گے اب آپ۔۔؟؟"۔۔وہ ہذیانی انداز میں کہتی ایک دم اُس کا گریبان تھام گئی تھی۔۔وہ پتھر ہوا تھا۔۔

"بولیں۔۔!!میرے پاس کوئی نہیں تھا اُس کے سوا۔۔کیوں کیا آپ نے ایسا۔۔!!آپ کو اُس پر ذرا رحم نہیں آیا۔۔آپ نے میرے بچّے کو گالی دی، وہ سہہ نہ سکا، چلا گیا وہ۔۔ظالم ہیں آپ"۔۔ایک جھٹکے سے اُس کا گریبان چھوڑتی وہ اُس کے سینے پر مکّے برسانے لگی تھی۔۔اُس نے اُس کے ہاتھ نہیں روکے تھے۔۔وہ چُپ چاپ اُس کے ہاتھوں سے مار کھاتا رہا تھا۔۔اُس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اُسے کوئی تسلی دے پاتا۔۔کہتا بھی کیا۔۔؟؟سچ ہی تو کہہ رہی تھی وہ۔۔ہاں وہ اپنے بچّے کا قاتل تھا۔۔

وہ اب نڈھال ہونے لگی تھی۔۔

"میں ہار گئی۔۔آپ سے مُحبت کرتے کرتے میں ہار گئی"۔۔تھک ہار کر رابیل نے اُسی کے

سینے پر اپنی پیشانی ٹکائی تھی۔۔معاذ احمد فاروق کو آج خود سے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔۔

"میں ہار گئی۔۔میری مُحبت ہار گئی"۔۔اپنی مُحبت کا ماتم کرتے کرتے اُس کی آواز کم ہوتی بلکل بند ہوئی تھی۔۔وہ اُس کے سینے سے لگی بے دم ہوئی تھی۔۔

....

اُس نے اُس کے بے ہوش وجود کو سیدھا کر کے لٹایا تھا۔۔کچھ پل اُس کے چہرے کو دیکھتے رہنے کے بعد معاذ نے جُھک کر اُس کی پیشانی کو چُوما تھا۔۔

"تم معاف کر بھی دو تو بھی شاید معاذ احمد فاروق خود کو کبھی معاف نہ کرپائے۔۔اور ساری زندگی کے لیے یہی میری سزا ہوگی"۔۔معاذ کی آنکھوں سے نکلتے آنسو رابیل کے چہرے پر گِرے تھے۔۔خودکلامی کرتے ہوئے وہ سیدھا ہوا تھا۔۔

بُوا کے دل کو جیسے کسی نے مُٹھی میں لیا ہو۔۔

وہ اُس کی حالت پر تڑپ رہی تھیں۔۔

وہ جو ہر وقت نِک سِک سا رہتا تھا، جیسے زندگی سے غافل ہونے لگا تھا۔۔بکھرا بکھرا سا حُلیہ۔۔آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی۔۔وہ اُن کے قریب سے ہوتا دروازے سے نکل گیا تھا۔۔

"میاں۔۔"۔۔اُنھوں نے اُسے پیچھے سے پُکارا تھا۔۔سیڑھیاں چڑھتے اُس کے قدم رُکے تھے۔۔کچھ پل رُک کر وہ دھیرے سے پلٹا تھا۔۔وہ اُن کو نہیں زمین کو دیکھ رہا تھا۔۔

سامنے کھڑے وجود کو اُنھوں نے جنم نہیں دیا تھا لیکن ماں کی طرح اُس کی تکلیفوں پر روئی

تھیں تو کبھی اُس کی خوشیوں میں خوش ہوئی تھیں۔۔وہ جیسے تھک کر سامنے پڑے صوفے پر بیٹھ گئی تھیں۔۔

"اُس رب نے ہمیں ماں نہیں بنایا۔لیکن میاں جِس پل تم ہماری گود میں آئے تھے۔۔ہم اُسی پل ماں بن گئے تھے۔۔"۔۔وہ آہستہ آہستہ سیڑھیاں اُترتا اُن تک آیا تھا۔۔

"بِنا جنم دیئے ہم نے ماں کے دُکھ کو محسوس کیا ہے میاں۔۔اُس نے تو پھر بھی ڈھائی مہینے اُسے اپنے وجود میں رکھا تھا"۔۔معاذ کی ٹانگوں نے مزید بوجھ سہنے سے انکار کیا تھا۔۔وہ ایک دم نیچے بیٹھنے کے انداز میں گِرا تھا۔۔

"وہ تو پہلے ہی دُکھوں کی ماری تھی۔۔تمہاری ذرا سی بے رُخی پر ہماری گود میں سر رکھے رودی تھی۔۔ایمان اور وفا والی عورت کے لیے اُس کا کردار اُس کی عزت سب کچھ ہوتا ہے۔۔ اولاد کا غم تو بِٹیا شاید سہہ جائے لیکن تم نے تو اُس کا مان توڑا ہے۔۔"۔۔اچانک وہ اُن کی گود میں سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رودیا تھا۔۔

"بُوا۔۔کتنا بدنصیب ہوں میں بُوا پہلے مُحبت نے مجھے مارا۔۔اب مُحبت کو میں نے اپنے ہاتھوں سے مار دیا" بُوا نے روتے ہوئے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"میں گُناہگار ہوں اُس کا بُوا۔۔میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے بچّے کو مار دیا"۔۔بُوا کے دل کو جیسے کسی نے مُٹھی میں لیا ہو۔۔

"نہ میرا بچّہ یہ تو رب کے فیصلے ہوتے ہیں"۔۔اُنھوں نے اُس کے بال سہلائے تھے۔۔

"وہ کہتی ہے میں نے اُس سے اُس کا بچّہ چھین لیا۔۔بُوا۔۔وہ میرا بھی تو بچّہ تھا ناں۔۔لیکن وہ سچ کہتی ہے میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے بچّے کی جان لے لی بُوا"۔۔اُس نے ایک دم سر اُٹھا کر اُن کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے تھے۔۔

"اُس سے کہیں مجھے کبھی معاف نہ کرے۔۔لیکن ایک بار۔۔ایک بار میری بات سُن لے بُوا"۔۔وہ زندگی میں پہلی بار بُوا کے سامنے ٹوٹا تھا۔۔وہ تو اپنے باپ کے مرنے پر بھی اُن کے سامنے اِس طرح نہیں رویا تھا۔۔اُن کا دل دُکھ سے بھر گیا تھا۔۔

"آپ ٹھیک کہتی تھیں بُوا۔۔وہ عورت میرے نصیب کی سیاہی بن کر آئی تھی۔۔بُوا اُس نے مجھے برباد کردیا۔۔"۔۔معاذ احمد فاروق آج ٹوٹ کر بکھرا تو اپنا دل بُوا کے سامنے کھول کر رکھ گیا تھا۔۔

دو سالوں سے وہ اِس اذیت کو دل میں چُھپائے ہوئے تھا۔۔بُوا کے دل کو جیسے کسی نے کند چُھری سے ذبح کیا ہو۔۔اُنھوں نے اُسے اپنے مہربان بوڑھے بازوؤں میں بھر کر اُسے سینے سے لگایا تھا۔۔

....

اگلے دن اُس کی طبیعت بہتر دیکھ کر بُوا نے اُس کا سارا سچ اُس کے سامنے رکھ دیا تھا۔۔اُسے بھی اُتنی ہی تکلیف ہوئی تھی۔۔اپنا غم بُھلا کر اب وہ اُس شخص کے لیے رو رہی تھی، جس کے ہاتھوں اُس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی تکلیف اُٹھائی تھی۔۔لیکن کچھ کہے بغیر وہ

وہاں سے اُٹھ گئی تھی۔۔بُوا سمجھ سکتی تھیں رابیل کا دُکھ بہت بڑا تھا۔۔اور وہ اُسے کچھ وقت دینا چاہتی تھیں۔۔

....

"اب۔۔با۔۔"۔۔اُسے کمرے میں اپنے بستر کے پاس دیکھ کر خوف سے اُس کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔۔نجانے اُس کا باپ اُسے کیا فیصلہ سُنائے گا۔۔

کیا پینتالیس سالہ، رنڈوا، جوان بچوں کا باپ زاھد اُس کا مُقدر تھا۔۔؟؟

ایک ہفتے سے وہ اپنے کمرے میں بستر پر پڑی تھی۔۔پروین اپنی ہڈیاں گھستی سارے گھر کا کام کرتی تھی۔۔دونوں ماں بیٹی کو اب چُپ سی لگ گئی تھی۔۔

نجیب اللہ وہیں کھڑا زمین کو دیکھ رہا تھا۔۔اُس کا باپ اُسے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا اب۔۔سُمی کا دل چاہا دھاڑے مار مار کر روئے۔۔

"پرسوں تمہارا نکاح ہے"۔۔سُمی کو کمرے میں گھٹن سی محسوس ہوئی تھی۔۔بیٹی کی قسمت کا فیصلہ سُننے کے لیے کمرے کے دروازے پر کھڑی پروین نے دونوں ہاتھ ہونٹوں پر رکھے تھے۔۔سُمی پھٹی پھٹی آنکھوں سے بے حس و حرکت بیٹھی اپنے ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔۔

"اور اُس کے ساتھ ہی تمہاری رُخصتی بھی ہے"۔۔وہ گونگی بہری بنی بیٹھی ہوئی تھی۔۔

"فیاض کے ابا"۔۔پروین نفی میں سر ہلاتی سسکی تھی۔۔وہ سُمی کو دیکھے بغیر پلٹا تھا۔۔پروین کے ٹپ ٹپ کرتے آنسو زمین پر گرنے لگے تھے۔۔وہ کچھ لمحے اُس بے رحم عورت کو دیکھنے

لگا تھا۔۔

"جوان اولاد ہے وہ میری۔۔اُس کا سر جُھکا ہے محلے میں پینو۔۔اور تو جانتی ہے، یہ سر پہلے بھی تیری اِس اولاد کی وجہ سے جھکا تھا اور۔۔اور آج بھی۔۔"۔۔پروین منت بھری نظروں سے شوہر کو دیکھتے ہوئے مُستقل نفی میں سر ہلارہی تھی۔۔

"پرسوں برات آئے گی اِس کی۔۔ لیکن نواز کے گھر سے۔۔"۔۔پروین کے رونے پر اضافہ ہوا تھا۔۔وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی زمین پر آگری تھی۔۔ سُمی کے جسم و جاں میں کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی۔۔

"میں اپنی رابی کے صدقے تیری بیٹی کے لیے اتنا ہی کرسکتا تھا پینو"۔۔ نجیب اللہ کی آواز لرزی تھی۔۔'تیری بیٹی'۔۔اُس کے الفاظ سُمی کے دل میں تیر بن کر لگے تھے۔۔

"حلانکہ تو۔۔تو میری دونوں بیٹیوں کی دُشمن ہے۔۔آج یہ جس حالت میں ہے اُس کی ذمہ دار بھی تو ہے اور آج میری بیٹی۔۔میرے دل کا ٹکڑا بھی جہاں ہے اُس کی گناہ گار بھی تو ہے۔۔پروین۔۔یہ۔۔یہ میرے دونوں ہاتھ ہیں"۔۔نجیب اللہ نے اُس کے آگے دونوں ہاتھ جوڑے تھے۔۔پروین کے رونے میں اب درد کی تڑپ تھی۔۔

"میری بیٹی کو تو تُو نے اپنی نفرت کی بھینٹ چڑھا دیا۔۔اب اپنی بیٹی پر رحم کرلینا۔۔اِس کو گھر بسانے کے ہنر سکھانا۔۔اللہ کا واسطہ ہے"۔۔وہ تکلیف سے کہتا کمرا پار کرگیا تھا۔۔

پروین اپنی جگہ سے اُٹھتی سُمی کے پاس آئی تھی۔۔وہ بے جان مورت کی طرح تکیے سے ٹیک لگائے پتھرائی نظروں سے سامنے دیکھ رہی تھی۔۔اُس کا دل انجانے خوف سے دھڑکا تھا۔۔

"سُم۔۔سُمی"۔۔ڈر کے مارے اُس نے اُسے چھوئے بغیر آواز دی تھی۔۔جب بے حس بنے پتھر کے وجود سے دو آنسو اُس کی گود میں پڑے ہاتھوں پر گرے تھے۔۔

پروین کی رُکی سانس بحال ہوئی تھی۔۔روتے ہوئے اُس نے اُسے اپنی دونوں بانہوں میں بھرا تھا۔۔سُمی کو جیسے ہوش آیا تھا۔۔اُس کے سینے سے لگتی اب دونوں ہی باآواز بلند ہورہی تھیں۔۔

تیس سالہ نواز کی محلے میں کریانے کی دکان تھی۔۔اچھا شریف واجبی شکل کا نوجوان تھا۔۔ کچھ ماہ پہلے بیوی طلاق لے کر چلی گئی تھی۔۔اولاد کوئی نہیں تھی، اُس کی مجبوری اُس کی معذور ماں تھی۔۔جو کہ بیماری اور معذوری کے باعث بدزبان ہوگئی تھی۔۔چوبیس گھنٹے ساس کی خدمت اور اُس کی بدزبانی کی وجہ سے ساس بہو کی نہیں بنی تھی۔۔محلے میں تو اور کوئی نواز کو رشتہ دینے پر راضی نہیں تھا۔۔

نجیب اللہ بڑی مشکلوں سے فیاض کو زاھد کے رشتے سے روک پایا تھا لیکن فیاض اُسے اب مزید گھر میں برداشت کرنے کو راضی نہیں تھا جس کے باعث اُس کو نواز کا رشتہ منظور کرنا پڑا تھا

پروین کے دل میں سکون تھا۔۔نواز اچھا لڑکا تھا۔۔وہ سُمی کو اب سنبھال لے گی۔۔وہ اُسے

نواز کی ماں سے سمجھوتا کرنا سکھائے گی۔۔

....

آج اُس کے گھر سے دوسری بیٹی بھی رُخصت ہوئی تھی۔۔وہ پندرہ منٹ سے دڑبے کے پاس کھڑا تھا۔۔

سُمی واقعی خُوش قسمت تھی۔۔ساری زندگی عیش و آرام سے پلنے کے بعد وہ باپ بھائی کے ہاتھوں رُخصت ہوئی تھی۔۔اور وہ۔۔وہ بدنصیب۔۔جو جانے کہاں تھی۔۔آج جانے کیوں وہ اُسے بے تحاشا یاد آرہی تھی۔۔

"اللہ"۔۔اُس نے گہرا سانس بھر کر آسمان کی طرف دیکھا تھا۔۔آنسوؤں کا گولا حلق میں پھنسا تھا۔۔رُخصت سُمی ہوئی تھی، لیکن اُسے لگا جیسے۔۔جیسے وہ بھی اُس کے گھر سے ہمیشہ کے لیے رُخصت ہونے لگی تھی۔۔

نجیب اللہ کو تو یاد بھی نہیں تھا کہ اُس نے کبھی اپنی اِس اولاد کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرا ہو۔۔وہ پروین کی سوتیلی اولاد تھی پر اُس کی تو سگی تھی۔۔جو اُس کے گھر آتے ہی اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اُس کے لیے گلاس چھلکاتی پانی لے آتی تھی۔۔اُس کے پانی گرانے پر پروین پیچھے سے اُسے گالیوں سے نوازتی تھی۔۔اگر وہ تب پروین کی زبان روک پاتا تو شاید آج اُس کے ضمیر پر بوجھ تو نہیں ہوتا۔۔

"یا اللہ۔۔میری بچّی کی عزت اور جان کی حفاظت فرمانا۔۔جو عزت و خوشیاں اُسے میں نہیں

دے پایا اُسے تو دونوں جہاں میں عطا کرنا میرے مولا"۔۔وہ سسکا تھا۔۔اُس کے پیچھے کھڑی پروین کے لبوں سے آمین نکلا تھا۔۔

"فیاض کے ابا۔۔شُکر کر رب کا۔۔اللہ نے عزت سے یہ دن دکھایا ہے۔۔اللہ اُسے خوش رکھے آمین"۔۔وہ نم لہجے میں بولی تھی۔۔

"ثم آمین"۔۔نجیب اللہ نے صدقِ دل سے کہا تھا۔۔

"دودھ لے آؤں تیرے لیے"۔۔وہ اپنے آنسو صاف کرتی اُس کی پُشت کو دیکھتی بولی تھی۔۔

"کل غلام دین ڈربے کو لے جائے گا۔۔۔میں نے بات کرلی ہے"۔۔وہ ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہتا آہستہ آہستہ چلتا ہوا چھت کی سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا۔۔نجانے کیوں پروین کو اُس کے کندھے جُھکے ہوئے لگے تھے۔۔

پروین کو اب سمجھ آئی تھی۔۔وہ دُعائیں جس پر اِن دونوں نے آمین کہا تھا وہ سُمی کے لیے تو تھیں ہی نہیں۔۔

دُنیا میں ہی ہم بڑے آرام سے کسی کے بد نصیبی اور کسی کی خوش نصیبی کا فیصلہ کرلیتے ہیں۔۔ یہ جانے بغیر کہ یہ فیصلے دُنیا کی دولت سے نہیں بلکہ رب کی عطا سے ہوتے ہیں۔۔اور باپ کی دُعا تو اولاد کے لیے سب سے انمول نعمت ہوتی ہے۔۔

وہ وہیں کھڑی ڈربے کو دیکھتی رہ گئی تھی۔۔

....

ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔۔اُس نے اُسے کہا تھا میرے سامنے مت آنا، وہ اُس دن کے بعد سے واقعی اُس کے سامنے نہیں آیا تھا۔۔

رابیل نے ایک ہفتے سے اُس کی شکل تو کیا آواز بھی نہیں سُنی تھی۔۔

صبح وہ ناشتہ کیے بغیر بُوا کی سُنے بنا نکل جاتا تھا تو رات کو ڈیڑھ دو بجے سے پہلے نہیں آتا تھا۔۔

بُوا کی نمازیں لمبی ہونے لگی تھیں۔۔دل و دماغ پر مزید بوجھ نہ سہتے ہوئے اُنہیں بُخار نے آلیا تھا۔۔

ڈاکٹر ابھی ابھی اُنہیں دیکھ کر گیا تھا۔۔معاذ اندر نہیں گیا تھا۔۔وہ لاؤنج کے دروازے کے باہر ہی کھڑا ڈاکٹر کا انتظار کرتا رہا تھا۔۔

"اِنہیں پریشانی سے دور رکھیں"۔۔ڈاکٹر اُس سے کہتا باہر نکل کر اب معاذ کے سامنے وہی الفاظ دہرا رہا تھا۔۔

"بُوا اپنا خیال رکھا کریں۔۔ایسا نہیں کریں"۔۔وہ اُن کا ہاتھ تھامتی رو پڑی تھی۔۔

"ہمارے بچّے تکلیف میں ہیں۔۔ہم کیسے خوش رہ سکتے ہیں بٹیا"۔۔وہ رودی تھیں۔۔وہ بے آواز رو رہی تھی۔۔

"ایک ہفتہ ہوا ہے میاں کب آتا ہے کب جاتا ہے۔۔ہم نے ٹھیک سے اُس کی شکل نہیں دیکھی۔۔اور تمہیں ایسے بے رونق۔۔ہم اندر سے مرتے جارہے ہیں"۔۔اُس نے اپنے مُنہ پر

ہاتھ رکھے رُخ موڑ کر اپنی سسکی رُوکی تھی۔۔اُس کا ہاتھ ابھی بھی بُوا کے ہاتھ میں تھا۔۔

....

دو دن بعد بُوا کی طبیعت بہتر تھی۔۔

وہ لاؤنج کے صوفے پر بیٹھیں ہاتھ میں تسبیح تھامے سامنے دیوار کو تک رہی تھیں۔۔

دن کے بارہ بج رہے تھے۔۔رابیل زیادہ تر اپنے کمرے میں ہی رہتی تھی۔۔

"بُوا جی صاحب صفائی کا منع کر رہے ہیں"۔۔مُلازمہ سیڑھیوں سے نیچے اُترتی بُوا سے بولی تھی۔۔

"میاں گھر پر ہے۔۔؟؟"۔۔وہ بُری طرح چونکی تھیں۔۔

"جی بُوا جی۔۔پر صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔وہ بُری طرح کھانس بھی رہے ہیں۔۔مجھے تو ایسا لگتا ہے اُنہیں بُخار ہے۔۔آنکھیں بلکل لال ہورہی ہیں"۔۔اُس کی آدھی بات پر ہی بُوا بے چینی سے اُٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔ وہ جو قرآن پاک کو آنکھوں سے لگائے رکھنے کو تھی وہیں ٹھٹک کر رُکی تھی۔۔جب بُوا کی آواز پر اُس کا دل زور زور سے دھڑک کر اُسے ایک نظر دیکھنے کو مچلا تھا۔۔

"اے میاں۔۔کہاں جارہے ہو۔۔؟؟"۔۔اُسے آفس کے لیے تیار دیکھ کر بُوا نے حیرت سے پوچھا تھا وہیں اُس کی حالت دیکھ کر بُوا دھک سے رہ گئی تھیں۔۔

بڑھی ہوئی شیو۔۔بُخار کی شدت سے سُرخ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔۔

"بُوا مجھے کہاں جانا ہوتا ہے۔۔آفس۔۔آپ بتائیں آپ کی طبیعت کیسی ہے اب۔۔؟"۔۔وہ اُن سے نظریں چُرائے کلائی میں گھڑی باندھ رہا تھا۔اُس کی آواز رابیل کے مچلتے دل کو قرار دے گئی تھی۔۔وہیں اُس کی آواز میں نقاہت محسوس کر کے وہ بے چین ہوئی تھی۔۔ بُوا چلتی ہوئی اُس کے پاس آئی تھیں۔۔

"اے میاں۔۔اپنی حالت دیکھو۔۔بُخار میں تپ رہے ہو۔۔چلو واپس کمرے میں۔۔ہم دلیہ لے آتے ہیں"۔۔اُنہوں نے اُس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تھا۔جب وہ بُری طرح کھانسا تھا۔۔ اُس کے قدم تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے تھے۔۔اُس کی پُشت پر نظر پڑتے ہی اُس کا دل ہارنے لگا تھا۔۔

"بُوا میں ٹھیک ہوں۔۔آپ پریشان نہ ہوں۔۔مجھے کچھ نہیں ہو گا۔۔بڑا سخت جان ہوں میں۔۔بے فکر رہیں۔۔ہاں آرہا ہوں میں۔۔تم میٹنگ روم کو ایک بار پھر چیک کرلو"۔۔وہ تلخی سے کہہ کر بجتے فون کو کان پر لگاتا باہر نکل گیا تھا۔دروازے پر کھڑی وہ اپنے آپ میں پشیمان ہوئی تھی۔۔

"اللہ۔۔ہمارے بچوں پر رحم کر"۔۔وہ لڑکھڑائی تھیں۔۔اُس نے بھاگتے ہوئے اُنہیں تھاما تھا۔۔

"بِٹیا۔۔شکل دیکھی تھی تم نے اُس کی۔۔ہئے۔۔میرے مولا۔۔ہم سے اِس آزمائش کو دور کر مولا۔۔معاف کردے۔۔تیری مُحبت سے بڑھ کر شاید اپنے بچوں کی خوشیاں عزیز

ہونے لگی ہیں ہمیں۔۔ ہمیں۔۔ ہمیں معاف کردے مولا۔۔ لیکن مولا ہم کمزور پر رحم کر۔۔ ہمارے بچّوں کو پھر سے آباد کردے مولا"۔۔ بُوا کے الفاظ اُسے اندر تک جھنجھوڑ گئے تھے۔۔

سچ تو یہ تھا کہ رابیل کو اب سمجھ آیا تھا۔۔

"اللہ آزماتا ہے۔۔وہ اپنے محبوب بندوں کو ہی چُنتا ہے آزمائش کے لیے"

اللہ نے معاذ احمد فاروق کے دل کو شہرین لئیق کی مُحبت سے بھر کر آزمایا، اور پھر اُس کے دل کو اُسی کے ہاتھوں تُڑوایا۔۔

اور رابیل کے دل کو معاذ احمد فاروق کے ہاتھوں توڑ کر آزمایا۔۔

اِس دل پر سب سے پہلا اور زیادہ حق اُس رب کا ہے۔۔ جہاں کسی کے دل میں انسان کی مُحبت اُس کی مُحبت سے بڑھتی ہے وہیں وہ اُس دل کو اُسی مُحبت کے ہاتھوں تُڑوا کر اپنا حق یاد دلاتا ہے۔۔

اور پھر وہ رب تو کہتا ہے ناں کہ مجھے ٹوٹے ہوئے دِلوں میں ڈھونڈو۔۔

وہ اگر تکلیف میں تھی تو راحت میں وہ بھی نہیں رہا تھا۔۔ آج اتنے دِنوں بعد وہ اپنے بچّے کو بھول کر معاذ کے دُکھ پر رودی تھی۔۔

....

اُس کی طبیعت کی وجہ سے وہ سارا دن جلے پاؤں کی بلی کی طرح گھوم رہی تھی۔۔اب تو رات کے دو بج رہے تھے۔۔اُس سے مزید برداشت نہ ہوا تو وہ چُپکے سے بیڈ سے اُٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی تھی۔۔پاس لیٹی بُوا نے جو کب سے اُس کی بے چینی کی گواہ تھیں ایک آنکھ کھول کر اُسے باہر نکلتے دیکھا تھا پھر رب کا شُکر ادا کرتیں اطمینان سے آنکھیں بند کر گئی تھیں۔۔

....

آہستگی سے دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی تھی۔۔پورے کمرے میں سگریٹ کی بُو پھیلی ہوئی تھی۔۔وہ بیڈ پر نہیں تھا، بیڈ سے ہوتی اُس کی نظر نیچے زمین پر پڑی تھی، وہ دھک سی رہ گئی تھی۔۔وہ نیچے زمین پر دُنیا جہاں سے روٹھا آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔۔
پاس ہی اُس کا لائیٹر، سگریٹ کا پیکٹ اور ساتھ رکھی چیز کو دیکھ کر وہ ایک پل کو اپنی جگہ سے ہل نہیں پائی تھی۔۔وہ کرسٹل کا ایش ٹرے تھا۔۔جو پورا کا پورا پی ہوئی سگریٹوں سے بھرا ہوا تھا۔۔اُس کی آنکھوں میں نمی سی بھر گئی تھی، وہ آہستہ سے آگے بڑھی تھی۔۔
کچھ سیکنڈ بنا پلکیں جھپکائے وہ اُس کے چہرے کو دیکھتی رہی تھی۔۔
ٹوٹا بکھرا حُلیہ، بُخار کے باعث سُرخ چہرہ، گریبان کے تین چار بٹن کُھلے ہوئے تھے۔۔اُلجھے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے، بڑھی ہوئی شیو۔۔کمزور چہرہ۔۔کھلتی ہوئی رنگت کملا سی گئی تھی۔۔بے تحاشا سگریٹ پینے کی وجہ سے اُس کے ہونٹ جامنی مائل ہورہے تھے۔۔معاذ نے

سگریٹ لبوں میں دبا کر گہرا سانس اندر لیا تھا۔۔ آنکھیں ہنوز بند تھیں، اچانک اُس کا عکس دھندلایا تھا۔۔ بھیگی آنکھوں سمت وہ قدم در قدم چلتی اُس کے قریب آکر دھیرے سے اُس کے پاس نیچے بیٹھی تھی۔۔ نظریں ابھی بھی اُسی پر تھیں۔۔

اگلے ہی لمحے وہ ٹھٹک گئی تھی۔۔ معاذ کی پلکیں بھیگی ہوئی تھیں۔۔ گالوں پر آنسوؤں کی لکیر تھی۔۔ کسی کی موجودگی محسوس کرتے ہوئے معاذ نے دھیرے سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔

اُسے اپنے پاس دیکھ کر وہ آنکھ جھپکنا بھول گیا تھا۔۔

کیا وہ واقعی اُس کے پاس آئی تھی۔۔؟؟

معاذ احمد فاروق کی لہو چھلکاتی سُرخ بھیگی آنکھوں میں بے یقینی، اذیت، تکلیف۔۔ کیا کیا نہیں تھا۔۔ یہ سارے تاثرات رابیل کا دل چیر گئے تھے۔۔

یہ شخص۔۔ اپنے اندر نجانے کتنے دُکھ سنبھالے ہوئے تھا۔۔ رابیل کی آنکھوں میں مچلتے آنسو گالوں پر پھیلے تھے۔۔

دونوں ہی یک ٹک ایک دوسرے کو دیکھے گئے تھے۔۔ رابیل کے آنسو اب گالوں سے ہوتے اُس کا گریبان بھگو رہے تھے۔۔

اُس کو چھوڑ کر جاتی تو کیا جی پاتی۔۔؟؟

یہ شخص اُس کی واحد پناہ گاہ تھا، پر یہاں بات اُس کے دل کی تھی۔۔ وہ کون تھی، کہاں سے آئی تھی، اُس نے تو کچھ بھی نہیں پوچھا تھا۔۔ وہ چاہتا تو اُسے میڈم روزی کے ہاسٹل چھوڑ کر

ہمیشہ کے لیے چلا جاتا۔۔یا پھر اُس دن اُس شخص کے الزام لگانے کے بعد وہ اُسے ذلیل کرتا وہاں سے چلا جاتا۔۔کیا لگتی تھی وہ اُس کی۔۔؟؟ کچھ بھی تو نہیں۔۔

عورت ذات سے ایک بار دھوکا کھانے کے باوجود اُس نے اُس کے کہنے پر اپنا نام دیا تھا۔۔ اپنے گھر میں رہنے کی جگہ دی تھی۔۔

رابیل نے اپنے کانپتے ہاتھ سے اُس کے ماتھے پر بکھرے بال ہٹائے تھے۔۔جو کہ گرم ہو رہا تھا۔۔

معاذ احمد فاروق نے اِس لمحے سانس روکی تھی کہ کہیں یہ خواب نہ ہو۔۔

نچلے لب کو دانتوں میں دبا کر اُس نے سسکی روکتے ہوئے معاذ کے گالوں پر بہہ جانے والے آنسوؤں کو اپنی پوروں پر چُنا تھا۔۔کیا یہ واقعی خواب تھا۔۔وہ بنا پلکیں جھپکائے اُس کے چہرے کو تکتا گیا تھا۔۔

وہ اُسے سزا دینے چلی تھی۔۔

رب نے اُسے بھی تو بن مانگے عطا کیا تھا ناں۔۔اور یہ شخص اُسی رب کی طرف سے اُس کے لیے انمول عطا ہی تو تھا۔۔وہ کفرانِ نعمت کی مرتکب ہو رہی تھی۔۔

اُس کا دل کیا وہ اپنی زندگی کے تمام دُکھ اُس کے سینے پر بہادے۔۔اپنی سوچ کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اگلے ہی پل وہ اُس کے سینے سے لگی تھی۔۔۔یہ خواب نہیں تھا۔۔ایک پل کو

معاذ احمد فاروق کو اپنی قسمت پر یقین نہیں آیا تھا، زندگی اُس کے گلے سے لگی اُسے پھر سے نوازنے آئی تھی۔۔

"مجھے لگا تھا آپ کو دیکھوں گی تو میری زندگی کی تکلیف بڑھے گی، لیکن زندگی کو آپ کے بغیر دیکھا تو کچھ بھی نظر نہیں آیا"۔۔وہ اُس کے مہربان حصار میں اپنی زندگی کے سارے دُکھ بہا رہی تھی۔۔اور معاذ احمد فاروق قُدرت کے اِس انعام کو متاعِ حیات کی طرح اپنے سینے سے لگائے بچّوں کی طرح رو دیا تھا۔۔

....

میٹنگ ختم ہوئے کچھ دیر ہوئی تھی، اب سب لوگ ریفریشمنٹ انجوائے کرنے میں لگے ہوئے تھے۔۔

یہ ایک پرائیویٹ بزنس میٹنگ تھی۔۔جِس میں شہر کی بڑی بڑی بزنس پارٹیاں مدعو تھیں۔۔
وہ اپنے جاننے والوں کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا جب اُس کی نگاہ سامنے کسی وجود پر ٹھہری تھیں۔۔اُس کو اِس ماڈرن گیدرنگ میں دیکھ کر اُسے بلکل بھی حیرت نہیں ہوئی تھی۔۔وہ اُسے پہلے سے زیادہ خوبصورت، اسٹائلش اور بولڈ بھی لگی تھی۔۔

معاذ احمد فاروق کا دل چاہا سامنے کھڑی عورت کا گلا اپنے ہاتھوں سے دبا دے۔۔

بلیک ون شیولڈر میکسی ڈریس میں اُس کے جسم کی ساخت نُمایاں تھی۔۔جو چیز معاذ کے لیے حیران کُن تھی وہ اُس کے ہاتھ میں تھاما مشروب کا گلاس تھا۔۔

"اِن کو دیکھ کر تو ہر کوئی ہی بِن پیئے بہکتا ہے معاذ صاحب"۔۔جب اُس کے ساتھ کھڑے شُعیب نے اُس کی نظروں کے تعاقب میں نگاہ دوڑائی تھی۔۔اُس نے اپنی نظریں پھیری تھیں۔۔

"جتنی خوبصورت ہے اُتنی ہی مغرور ہے"۔۔ارباز نے حریص نظروں سے اُسے ٹٹولا تھا۔۔

"ارے چھوڑ یار اِس جیسی کمینی عورتیں پیسوں پر مرتی ہیں۔۔تین مہینے یہ گردیزی کے ساتھ رہی۔۔پھر اُس کی بیوی سے بے عزت ہوکر اُس بُڈھے اشرف حمید کو اچھا خاصا بےوقوف بنا کر اُس کا بنگلہ اپنے نام کروا دیا۔۔اور اب شرازی اپنی بیوی بنا کر اِسے کیش کروائے گا اور کیا"۔۔کامران استہزائیہ انداز میں بولا۔۔

"انگور کھٹے ہیں باس۔۔سب ہی جانتے ہیں یہ تُجھے کتنی بار ریجیکٹ کرچکی ہے۔۔"۔۔فہیم نے کامران کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے بے ہنگم قہقہہ لگایا تھا وہ کھسیا کر رہ گیا تھا۔۔

"پتا نہیں کیوں ہر ہاٹ پیس اِس کرپٹ شیرازی کو کیسے مِل جاتا ہے"۔۔شعیب کا جلن کے مارے بُرا حال تھا

"شیرازی جیسے فلرٹی انسان کے پاس دو ہی تو چیزیں ہیں، ایک شکل دوسرا پیسہ، تو ایسے ہاٹ پیسز اُسے ہی ملیں گے ناں"۔۔کامران قہقہہ لگا کر بولا۔۔اُس کے ساتھ اور بہت سے قہقہے گونجے تھے۔۔معاذ نے لب بھینچ کر وہاں سے جانا چاہا تھا۔۔

"ارے آپ کہاں چل دیئے مانا کہ دسترس سے دور ہے پر ہم جیسے لوگ دور سے دیکھ کر آنکھیں تو ٹھنڈی کرسکتے ہیں ناں"۔۔شعیب نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اُسے روکا تھا۔۔وہاں کھڑے سب ہی مردوں کا بےباک قہقہہ اُبھرا تھا۔۔

"سوری میرا شُمار اُن مردوں میں نہیں ہوتا"۔۔وہ خود پر ضبط کرتا مضبوط لہجے میں کہہ کر وہاں سے آگے بڑھا تھا۔۔

وہ اب وہاں سے جانے کا سوچ رہا تھا جب وہ اچانک اُس کے سامنے آئی تھی۔۔

"اوہ! معاذ احمد فاروق کیسے ہو۔۔؟؟۔۔یقین کرو تمہیں اِس طرح سر اُٹھا کر دُنیا کے سامنے دیکھ کر حیرت ہورہی ہے"۔۔وہ بولتے بولتے قہقہہ لگا کر ہنسی تھی۔۔ایک لمحے کو معاذ کا دل کیا اُس کا مُنہ توڑ کر رکھ دے۔۔اُس کو اِس چہرے سے نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔وہ خود پر اُس کی نظریں محسوس کر چکی تھی۔۔

نجانے کیا سمجھ کر وہ ایک ادا سے بالوں کو پیچھے کرتی مُسکرائی تھی۔۔

"کیا دیکھ رہے ہو۔۔؟؟۔۔پچھتا رہے ہو۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی۔۔معاذ نے اپنی آنکھیں نہیں ہٹائی تھیں۔۔

"لُک ایٹ یو مین، یو آر ہینڈسم، بٹ ہارڈ لک"

(خود کو دیکھو یار، تم خوبصورت ہو لیکن بدقسمت)

وہ طنزیہ مُسکرائی تھی۔۔وہ کچھ بھی کہے بغیر لب بھینچے اُسے دیکھے گیا تھا۔۔وہ یقیناً اُس سے اُس دن کیفے والا بدلا لے رہی تھی۔۔

"بٹ یو نو واٹ۔۔؟؟۔۔قسمت قسمت کی بات ہے، میں شہرین لئیق آج ہزاروں دلوں کا ارمان بن کر تمہارے سامنے ہوں، ہر مرد مجھے دیکھ کر میری خواہش کر رہا ہے اور اِس پارٹی کا سب سے شاندار آدمی میرا فیانسے ہے"۔۔وہ فخر سے گردن اکڑا کر بولی۔۔کچھ بھی کہے بغیر معاذ نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ تھا۔۔اب مُسکرانے کی باری معاذ احمد فاروق کی تھی۔۔وہی سحر انگیز مُسکراہٹ۔۔ایک پل کو شہرین کا دل ڈولا تھا۔۔لیکن پھر اُس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔۔

"پینتالیس سالہ حسن شیرازی، بِلاشبہ اِس پارٹی کا سب سے امیر آدمی، جِس کا بزنس پاکستان کے علاوہ دُوبئ، امریکہ تک پھیلا ہوا ہے، جِس کے ساتھ ہر روز ہر رات ایک نئ قسمت ہوتی ہے، اور اِس وقت بھی یقیناً وہ اپنی قسمت ہی آزما رہا ہے، اور بڑی شدت سے آزمانے کی کوشش کر رہا ہے"۔۔وہ ہنوز شیرازی پر نظر رکھے بولتا ہی گیا تھا۔۔شہرین کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔۔

شیرازی کی بانہوں میں اِس وقت دائیں بائیں ہوش رُبا حسینائیں تھیں۔۔

"اور ایک بات اور، اللہ کا شُکر ہے میں اپنی قسمت پر دل و جان سے راضی ہوں اور ایک مرد کے لیے اِس سے بڑھ کر سُکون کی کیا بات ہوگی کہ اُس مرد کی پاکباز بیوی اُس کے گھر

میں بیٹھی اُس کی اولاد کی پرورش کر رہی ہے"۔۔وہ اب اُس کی آنکھوں میں دیکھتا بڑے ہی سُکون سے بولا تھا۔۔

"او۔۔اولاد۔۔؟؟"۔۔حیرت کی شدت سے شہرین کی آنکھوں کے ساتھ مُنہ بھی کُھلا تھا

"ہاں اولاد۔۔میری بیٹی"۔۔وہ اطمینان سے بولا تھا۔۔مارے حسد کے اُس کا خوبصورت چہرہ بگڑا تھا۔۔

"تم نے شادی کرلی۔۔ہونہہ۔۔لیکن اپنی بیوی سے پوچھ تو لو کہ وہ کِس کے گُناہ کو۔۔"۔۔ معاذ نے بے ساختہ اپنے اُٹھے ہاتھ کو مُٹھی بنا کر روکا تھا

"اپنی گندی زبان کو لگام دو۔۔اِس سے پہلے کہ میں تمہارا مُنہ توڑ دوں۔۔تمہیں بھی یقین ہے کہ وہ معاذ احمد فاروق کی ہی اولاد ہے"۔۔اُس کی بات کاٹ کر معاذ احمد فاروق غرایا تھا۔۔ اُس کی آنکھوں سے ٹپکتے اپنے لیے نفرت کے شعلے شہرین کی زبان کو تالے لگا چکے تھے۔۔

"میں چاہوں تو تمہیں جیل کی سلاخوں کے پیچھے گھسیٹ سکتا ہوں۔۔لیکن نہیں"۔۔اب اُس کے لہجے میں اطمینان تھا۔۔اُس نے سکون سے سگریٹ سلگائی تھی۔۔

"بقول تمہارے۔۔تمہارا ہر مرد کے دل کا ارمان ہونا، آج ہر مرد کی حریص نگاہوں کے حصار میں ہونا تم اِسے قسمت کہتی ہو میں اِسے قُدرت کی طرف سے تمہاری سزا کہتا ہوں۔۔ اور یہی میرا انتقام ہے"۔۔اُس نے گہرا کش لے کے فضا میں دھواں خارج کیا تھا۔۔شہرین لئیق کا چہرہ بھی دھواں دھواں ہوا تھا۔۔

"ارے بھئی آپ میری فیانسی کو جانتے ہیں۔۔؟؟۔۔کیا باتیں ہورہی ہیں"۔۔اُسی لمحے حسن شیرازی ہاتھ میں گلاس لیے شہرین کو بازو کے گھیرے میں لیتا براہ راست اُس سے مُخاطب ہوا تھا۔۔اِس جیسے مرد جیسے اپنے معاملے میں آزاد خیال ہوتے ہیں اُس سے کہیں زیادہ اپنی عورتوں کے بارے میں ہوتے ہیں۔۔ویسے بھی وہ معاذ سے کاروباری لحاظ سے مُتعارف تھا۔۔ شیرازی نے اُس کے آگے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا۔۔

"کچھ خاص نہیں بس، میں آپ کی فیانسی کو بتا رہا تھا کہ اصل میں قِسمت کہتے کسے ہیں"۔۔وہ شہرین کی آنکھوں میں دیکھتا طنزیہ مُسکرایا تھا۔۔وہ مُسکرا بھی نہ سکی تھی۔۔

"ہیو فن۔۔آئی ہیو ٹو گو ناؤ۔۔مائی وائف اینڈ مائی لٹل بے بی مسٹ بی ویٹنگ فار می۔۔بائے" (مزے کریں۔۔مجھے اب جانا ہوگا۔۔میری بیوی اور ننھا بچّہ ضرور میرا انتظار کررہے ہوں گے)

وہ شیرازی کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کرتا اُس پر ایک نفرت بھری نظر ڈال کر وہاں سے نکلا تھا۔۔

....

ہمیشہ کی طرح اُس کی گاڑی کا ہارن سُن کر وہ چھ مہینے کی فاطمہ کو اُٹھائے لاؤنج سے باہر آئی تھی۔۔

"سوری سوری۔۔یار دیر ہوگئی"۔۔اُس کا پھولا مُنہ دیکھ کر معاذ نے جُھک کر اُس کی پیشانی چومتے ہوئے اُس کے ہاتھوں سے فاطمہ کو لیا تھا۔۔جو اُسے دیکھ کر خوشی سے قلقاریاں مارنے لگی تھی۔۔

"میں نے کچھ کہا کیا۔۔؟؟"۔۔وہ ہنوز ناراضگی سے بولتی اندر داخل ہوگئی تھی۔۔

"تم کچھ نہ کہہ کر بھی بہت کچھ کہہ جاتی ہو میری جان۔۔"۔۔اُس نے فاطمہ کو ہوا میں اچھالتے ہوئے اُسے آنکھ ماری تھی۔۔وہ جھینپی تھی۔۔

"میں بُوا سے آپ کی شکایت کروں گی ایک تو آپ دیر سے آئے ہیں اوپر سے آپ میرے منع کرنے کے باوجود سگریٹ بھی پی کر آئے ہیں"۔۔اب وہ سچ میں ناراض ہوتی سیڑھیاں چڑھ گئی تھی۔۔

وہ اُس کے پیچھے پیچھے کمرے تک آیا تھا۔۔

"کسی کا ساڑھے تین سال پہلے کا قرض تھا، وہ اُتار آیا ہوں"۔۔اُس کے بولنے پر وہ ٹھٹک کر رُکی تھی۔۔پھر پلٹ کر دیکھا تھا وہ اُس کی طرف مُتوجہ نہیں تھا بلکہ اپنی بیٹی سے لاڈ کررہا تھا۔۔

نجانے کیوں رابیل معاذ، معاذ احمد فاروق کے چہرے پر اطمینان دیکھتے ہوئے سمجھ گئی تھی کہ وہ کس قرض کی بات کررہا ہے۔۔

"اِسے مجھے دیں اور جائیں فریش ہوجائیں۔۔میں نے آپ کے کپڑے واشروم میں رکھ دیئے ہیں"۔۔وہ اُس کے ہاتھ سے فاطمہ کو لیتی بولی۔۔

"کل میرا آخری پیپر ہے واپسی پر آپ مجھے لینے آئیں گے یاد ہے ناں آپ کو"۔۔اُسے اچانک یاد آیا تھا۔۔ڈیڑھ سال پہلے معاذ نے اُس کے سارے ڈاکومنٹس نکلوا کر اُس کا پرائیوٹ انٹر میں داخلہ کروایا تھا۔۔دو تین ٹیشونز کی مدد سے وہ ایک ہی بار میں انٹر کلئیر کر گئی تھی۔۔اور اب کل اُس کا بی اے پارٹ ون کا آخری پرچا تھا۔۔

"میری جان تم بھولنے دیتی ہو کچھ"۔۔وہ اُس کے سامنے آیا تھا وہ مُسکرائی تھی۔۔

معاذ احمد فاروق کی مُحبت اور محنت دونوں کا ہی نتیجہ تھا کہ اُس کی شخصیت میں اعتماد کے ساتھ بہت نکھار آیا تھا۔۔

"تمہیں پتا ہے رابیل۔۔تم میرے لیے قُدرت کا انعام ہو"۔۔عقیدت سے اُس کی پیشانی چوم کر وہ واشروم میں غائب ہوا تھا۔۔

معاذ احمد فاروق نے مُحبت کے ساتھ عزت دے کر اُس کے دل کے غم کو دھو ڈالا تھا۔۔

بےشک وہ آزماتا ہے لیکن پھر انعام سے بھی نوازتا ہے۔۔وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے لیے انعام تھے۔۔قُدرت کا انعام۔۔

....

"ابھی بابا کو سرپرائز دیں گے ہم فاطمہ۔۔ہے ناں"۔۔وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی فاطمہ کے ساتھ باتیں کررہی تھی۔۔وہ اُس کے آفس جارہی تھی اُس کے لیے لنچ لے کر۔۔

آج ڈیڑھ سال بعد بھی وہ کبھی کبھی اُسے بنا بتائے اُس کے لیے خود کھانا لے آتی تھی، ویسے روز ڈرائیور کے ہاتھ بھیج دیتی تھی۔۔

"اللہ خیر"۔۔جب اچانک سے گاڑی کو بریک لگنے کے باعث اُس نے بمشکل فاطمہ کو اپنے سینے سے لگائے دوسرا ہاتھ فرنٹ سیٹ پر رکھ کر خود کو سیٹ سے لگنے سے بچایا تھا۔۔

"کیا ہوا شاہد۔۔بھائی"۔۔وہ خود کو سنبھال کر بولی تھی۔۔

"بی بی جی۔۔کوئی گاڑی کے سامنے۔۔"۔۔وہ عجلت میں بولتا گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا تھا۔۔اُس نے آگے ہوکر ونڈ اسکرین سے سامنے دیکھنا چاہا تھا۔۔کوئی شخص زمین پر گرا تھا جسے شاہد اُٹھنے میں مدد دے رہا تھا۔۔وہ بھی دروازہ کھول کر باہر نکلی تھی۔۔

"شاہد بھائی اِنہیں۔۔اِنہیں۔۔ہسپتا۔۔ل"۔۔اُس کے سارے لفظ جیسے کہیں گُم سے ہوگئے تھے۔۔

"مم۔۔میں۔۔ ٹھی۔۔ٹھیک ہوں بیٹا۔۔"۔۔سامنے کھڑا شخص اب اپنے کپڑے جھاڑ رہا تھا۔۔ دو سال بعد۔۔پورے دو سال بعد وہ اُس کے سامنے تھا۔۔رابیل کی نگاہ اُس کے سفید کھچڑی بالوں کے بعد اُس کے بوڑھے چہرے سے ہوتی اُس کے میلے کپڑوں پر گئی تھی۔۔

"اب۔۔با"۔۔اُس کے ہونٹوں سے لفظ ٹوٹ کر نکلا تھا۔۔وہ جو ڈرائیور کو اپنے ٹھیک ہونے کا یقین دلا رہا تھا ایک دم سامنے دیکھا تھا۔۔

آج دو سال بعد نجیب اللہ کی دُعا قبول ہوئی تھی۔۔

"تُو۔۔رابی۔۔رابی ہے ناں۔۔میری۔۔میری۔۔بیٹی"۔۔سامنے کھڑی صحت مند، پیاری سی لڑکی کو دیکھ کر وہ جیسے بے یقینی کی کیفیت میں پوچھ رہا تھا۔۔

"ہاں اب۔۔ابا۔۔میں۔۔ تیری بیٹی۔۔را۔۔بی"۔۔وہ تڑپ کر باپ کے سینے سے لگی تھی۔۔وہ دونوں ہی رو دیئے تھے۔

"تُجھے۔۔تُجھے چوٹ تو نہیں آئی ناں ابا"۔۔وہ اُس کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے دائیں بائیں کرتی پھر اُس کے ہاتھوں کو چومتی پوچھ رہی تھی۔۔

شاہد حیران پریشان کھڑا اپنی بی بی جی کو اُس میلے شخص کے ہاتھ چومتے دیکھ رہا تھا۔۔

"آج میرے سارے دردوں کو جیسے آرام مل گیا میری بچی"۔۔نجیب اللہ نے اُس کی پیشانی چومی تھی۔۔اُس کی گود میں فاطمہ نے رونا شروع کیا تو وہ چونکی تھی۔۔

"یہ۔۔یہ تیری۔۔نواسی۔۔فاطمہ"۔۔وہ روتے روتے ہنستے ہوئے بولی۔۔نجیب اللہ نے فرطِ مسرت سے فاطمہ کا سر چوما تھا۔۔وہ مزید رونے لگی تھی۔۔

رابیل اپنے آنسو صاف کرتی ہنس دی تھی۔۔

"چل ابا۔۔میرے گھر چل"۔۔اُس نے اُس کا بازو پکڑا تھا۔۔جہاں گرنے کے باعث اُسے چوٹ آئی تھی۔۔وہ درد کو دبا گیا تھا۔۔لیکن اُس کی بیٹی آج بھی اُس کے درد سے آشنا تھا۔۔

"ابا تُجھے چوٹ آئی ہے"۔۔اُس نے باپ کے بازو کو تھامنا چاہا تھا وہ نرمی سے اپنا بازو چھڑاتا اُس کے سر پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔۔

"میں۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔میری بچی۔۔تُجھے دیکھ کر سارے دُکھ درد بھول گیا ہوں۔۔تُجھے خوش دیکھنے کی، تُجھ سے ایک بار ملنے کی دُعا کی تھی۔۔رب سے۔۔اُس نے قبول کی۔۔ بس۔۔اب اور کوئی چاہ نہیں"۔۔وہ برستی آنکھوں سے اُسے دیکھتا دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔۔

"نہیں ابا۔۔دوبارہ تُجھے کھونے کا حوصلہ نہیں ہے مجھ میں"۔۔وہ تڑپ کر کہتی دو قدم آگے بڑھی تھی۔۔جیسے وہ یہیں سے غائب ہو جائے گا۔۔رابیل نے اُس کا بازو پکڑا تھا۔۔

"دیکھ بیٹا میں۔۔"۔۔وہ ہچکچاہٹ کا شکار ہوا تھا

"نہیں ابا۔۔مجھ پر یہ ظُلم نہ کر"۔۔وہ اپنے ہاتھ سے اُس کے آنسو صاف کرتی روتی ہوئی بولی تھی۔۔

"شاہد بھائی گاڑی کا دروازہ کھولیں"۔۔اب کی بار رابیل نے اُس کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما تھا۔۔شاہد نے آگے بڑھ کر فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تھا

....

"بیٹیا باپ کو اب آرام کرنے دو"۔۔بُوا نے اُس سے کہا تو اُسے خیال آیا تھا۔۔وہ اپنی کوتاہی پر سر پر ہاتھ مارتی ایک دم اُٹھی تھی۔۔بُوا نے فاطمہ کو سُلا دیا تھا۔۔

"بیٹا مجھے بس اب جانے دو۔۔پروین۔۔ہسپتال میں میرا انتظار کررہی ہوگی"۔۔وہ اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

وہ اُسے گھر لے آئی تھی۔۔اُس کی ایک کال پر معاذ احمد فاروق فوراً گھر پہنچا تھا۔۔معاذ سے مل کر نجیب اللہ کو یقین آگیا تھا کہ اُس کی مانگی دُعائیں اِتنے خوبصورت انداز میں قبول ہوتیں اُسے جیسے پھر سے جوان کرگئی تھیں۔۔

غسل خانے میں گرنے کے باعث پروین کی ٹانگ تین چار جگہ سے ٹوٹی تھی۔۔اُس کی بڑھتی تکلیف دیکھ کر وہ اُسے کراچی کے ہسپتال لے آیا تھا۔۔سُمی کو مجبوراً اپنا بیٹا لے کر ساتھ آنا پڑا تھا۔۔پروین کے علاج کے لیے نجیب اللہ کو اپنی واحد جائیداد اپنا گھر گروی رکھنا پڑا تھا۔۔فیاض کی نوکری اچھی تھی۔۔گزر بسر اچھا ہورہا تھا، لیکن اب یہ افتاد۔۔

"ابا۔۔ابا۔۔مجھے بھی ہسپتال جانا ہے اماں سے ملنے"۔۔وہ ایک دم بولی تھی۔۔

"نہیں۔۔تُو نہیں ملے گی اُن سب سے۔۔میں اُن میں سے کسی کا منحوس سایہ بھی تُجھ پر نہیں پڑنے دوں گا سمجھی"۔۔وہ ایک دم پتھریلے لہجے میں بولا تھا۔۔اُس نے بے بس نگاہوں سے معاذ کو دیکھا تھا۔۔

"وہ ماں بیٹی تیرے لیے اُسی دن مر گئی تھیں، جس دن تُجھے بے آسرا سمندر پر چھوڑ آئی تھیں"۔۔ نجیب اللہ کی آنکھوں میں گُزرے آیام کی تکلیف دیکھ کر اُس کی اپنی آنکھیں بھر آئی تھیں۔۔

"وہ میری قسمت تھی ابا۔۔میں نے کبھی اُنہیں بدعا نہیں دی۔۔لیکن ابا میں اماں سے ملنا چاہتی ہوں۔۔آپ کہیں ناں ابا سے"۔۔وہ اُس سے کہتی التجائی انداز میں معاذ سے بولی تھی۔۔

"انکل چلیں میں بھی چلتا ہوں"۔۔معاذ کے کہنے پر وہ بے بسی سے مان گیا تھا۔۔

....

"اماں یہ ابا کہاں رہ گیا ہے بھلا۔۔؟؟۔۔ کہیں وہ تُجھے ایسے ہسپتال کے بستر پر چھوڑ کر اپنی بھگوڑی بیٹی کو تو نہیں ڈھونڈنے گیا"۔۔ سُمی کی نفرت بھری آواز آج بھی اُس کا دل چیر گئی تھی۔۔

وہ وارڈ کے دروازے پر رُکی تھی۔۔پروین درد سے بے حال بستر پر پڑی تھی۔۔بائیں ٹانگ پلاسٹر میں جکڑی تھی، جبکہ سُمی کے پاس کھڑا کمزور سا بچّہ دونوں ہاتھ اُٹھائے اُسے گود میں اُٹھانے کی ضد کررہا تھا۔۔اُس کے پھیلتے جسم کو دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ پھر اُمید سے ہے۔۔

"چل۔۔ منحوس زندگی اجیرن کر کے رکھ دی ہے تو نے میری۔۔بس غسل خانے میں ہی بیٹھی رہوں میں"۔۔وہ اُسے دھموکا جڑتی بولی تھی۔۔بچہ دونوں ہاتھ زمین پر رکھتا گرا تھا۔۔

"منحوس ہاتھ ٹوٹے تیرے۔۔کیسے معصوم بچے کو مارتی ہے"۔۔پروین نے اُسے کوسا تھا۔۔

"تو اِن دو سالوں میں ملا کیا ہے مجھے۔۔معذور گندی ساس۔۔کم عقل کم شکل شوہر، کنگلہ کہیں کا۔۔جس کے پاس نہ شکل ہے نہ عقل ہے نہ پیسہ۔۔بس یہ منحوس اولاد اور اِس کی دادی جو گھڑی گھڑی بس گندگی پھیلاتی رہتی ہے"۔۔وہ بچے کو دو اور دھموکے جڑ کر اُسے گود میں اُٹھاتی رابیل کے پہلو سے ہوتی وارڈ سے نکل گئی تھی۔۔وہ ساکت کھڑی سب دیکھ رہی تھی۔۔

"ہائے رابی۔۔کہاں ڈھونڈوں تُجھے۔۔"۔۔پروین کی درد بھری آواز پر اُس کا دل پسیجا تھا۔۔وہ آگے بڑھی تھی۔۔

"اماں۔۔"۔۔اُس کی اجڑی حالت دیکھ کر رابیل نے مُنہ پر ہاتھ رکھ کر سسکی روکی تھی۔۔

"کون۔۔؟؟"۔۔پروین نے اپنے سامنے کھڑی نیلے کپڑوں میں ملبوس۔۔نیلا ڈوپٹہ سر پر اوڑھے پیاری سی لڑکی کو دیکھا تھا۔۔جس کی آنکھوں سے بے تحاشا آنسو گر رہے تھے۔۔

"اماں۔۔میں۔۔رابی"۔۔وہ ذرا سا آگے ہوئی تھی۔۔پروین ساکت ہوئی تھی۔۔

"رابی۔۔رابی"۔۔اُٹھنے کے چکر میں پروین کراہ کر رہ گئی تھی۔۔

"اماں۔۔تُو۔۔تُو نہ اُٹھ"۔۔وہ بے ساختہ آگے بڑھی تھی۔۔پروین نے اپنے دونوں ہاتھ اُس کے آگے جوڑے تھے۔۔

"تُجھ یتیم پر ساری زندگی ظلم و زیادتی کا انجام دیکھ۔۔میں۔۔میں اب خود سے۔۔۔اُٹھ کر بیٹھ۔۔معاف کردے۔۔رابی۔۔بہت تکلیف میں ہوں۔۔معاف کردے"۔۔وہ اپنے ہی جُڑے ہاتھوں پر سر رکھتی بلک بلک کر رودی تھی۔۔

"اماں۔۔اماں۔۔مت رو اماں۔۔میں نے ہمیشہ تم لوگوں کے لیے دُعائیں کی ہیں۔۔مت رو اماں۔۔"۔۔وہ اُس کے پاس ہی اُس کے بستر پر بیٹھ کر دونوں ہاتھوں میں اُس کے ہاتھ تھامتی خود بھی رودی تھی۔۔

پانچ منٹ بعد سُمی وارڈ میں واپس آئی تھی۔۔

"اماں یہ ابا کہاں رہ گیا بھوک سے بُرا حال ہے اب"۔۔وہ بیزاری سے کہتی اُس کے پاس کسی کو بیٹھے دیکھ کر ٹھٹکی تھی۔۔اُسے دیکھ کر رابیل کھڑی ہوئی تھی۔۔پھر آہستہ سے پلٹی تھی۔۔ چند سیکنڈ لگے تھے سُمی کو اُسے پہچاننے میں۔۔اُسے اپنے سامنے بلکل مُختلف انداز میں دیکھ کر سُمی جہاں کی تہاں رُکی تھی۔۔وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔۔اِس لڑکی نے اُسے در بدر کیا تھا اُس کے باوجود نجانے کیوں رابیل کے دل نے اُسے گلے لگانے کو چاہا تھا۔۔معاذ کے گھر رہتے ہوئے اِن گُزرے دو سالوں میں اُس نے اپنے رشتوں کو یاد کیا تھا۔۔

"رابی"۔۔وہ بڑبڑائی تھی۔۔

"چل سُمی۔۔ماں کا سامان سمیٹ"۔۔ نجیب اللہ وارڈ میں آتا بولا تھا۔ سُمی ایک دم پلٹی تھی۔۔ اُس کی نظریں ابا کے سفید چمکدار کُرتے اور صاف سُتھرے حلیے سے ہوتی پیچھے کھڑے شاندار بندے پر اٹکی تھیں۔۔جس کی گود میں تھامی پیاری سی بچّی رابیل کو دیکھ کر اُس کی طرف لپک رہی تھی۔۔رابیل نے آگے بڑھ کر اُس کے ہاتھ سے بچّی کو تھاما تھا۔۔بچّی کی شکل کو ایک نظر دیکھ کر ہی سُمی کو اندازہ لگانے میں ایک پل لگا تھا کہ وہ رابیل کی بیٹی تھی۔۔

"فیاض کے ابا۔۔۔یہ۔۔یہ اپنی رابی"۔۔پروین اُسے دیکھ کر بولی تھی۔۔وہ پیچھے مُڑا تھا۔۔

"معاذ بیٹا۔۔ تیرا بہت بڑا احسان ہے جو میں شاید کبھی بھی نہ اُتار پاؤں"۔۔اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا وہ رابیل کو دیکھ کر بولا جو فاطمہ کو لے کر پروین کی طرف بڑھی تھی۔۔

"اور آج تو تُم نے بلکل ہی مار دیا ہے"۔۔ نجیب اللہ نے اپنے سر کو جُھکایا تھا۔۔

"شرمندہ نہ کریں انکل"۔۔اُس نے اُن کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔۔

"اماں۔۔یہ۔۔یہ آپ کی نواسی"۔۔اُس نے فاطمہ کو پروین کے قریب کیا تھا۔۔پروین کی آنکھیں مُحبت سے چمکی تھیں۔۔اُس نے بہتی آنکھوں سے بچی کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"ایک۔۔ایک۔۔منٹ۔۔فیاض کے ابا سو کا نوٹ ہے تیرے پاس"۔۔پروین کے کہنے پر وہ مُڑا تھا۔۔

"ہاں۔۔ہاں یہ لے"۔۔اُس نے جیب سے سو کے دو نوٹ نکال کر پروین کو تھمائے تھے۔۔

"اللہ نصیب اچھے کرے۔۔آمین۔۔"۔۔پروین نے بہتی آنکھوں سے دونوں نوٹ فاطمہ کے سر پر وارے تھے۔۔وہ چمکتی آنکھوں سے پروین کو دیکھ رہی تھی۔۔جب کہ سُمی نفرت بھری آنکھوں سے اُس کے ہنستے بستے چمکتے روپ کو۔۔پروین نے دونوں نوٹ نجیب اللہ کو تھمائے تھے۔۔

"معاذ بیٹا۔۔اب تم لوگ جاؤ۔۔بس۔۔لے جاؤ اِسے"۔۔اُس کی بات پر رابیل نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے معاذ کو دیکھا تھا۔۔

"جاؤ بیٹا۔۔قسمت میں ہو گا تو دوبارہ ملیں گے۔۔میری دُعائیں تیرے ساتھ ہیں۔۔"۔۔اُس نے رابیل کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اُس کے اور فاطمہ کے سر کو چوما تھا۔۔معاذ نے اُس کے ہاتھ سے فاطمہ کو لیا تھا۔۔رابیل پروین سے ملتی سُمی کی طرف بڑھی تھی، لیکن سُمی نے ہاتھ سے اُسے روک دیا تھا۔۔رابیل کا دل دُکھ سے بھر گیا تھا۔۔کچھ کہے بغیر اُس نے پرس سے پانچ ہزار کا نوٹ نکال کر سُمی کے بیٹے کے ہاتھ میں تھمایا تھا۔۔

"کاش رابی تیری جگہ میں خود کو چھوڑ آتی سمندر پر۔۔تو آج یہ شاندار بندہ میرا نصیب ہوتا۔۔تیری وجہ سے میری زندگی اجیرن ہوئی ہے۔۔دوزخ میں ہوں میں۔۔اور تُو۔۔تُو اتنے عیش میں"۔۔اُس کا رنگ و روپ دیکھ کر وہ حسد و جلن کی آگ میں جاگری تھی۔۔

معاذ کو پتا تھا وہ اِس وقت کیا محسوس کر رہی تھی، اُس نے مضبوطی سے رابیل کا ہاتھ تھاما تھا۔۔ سُمی کی نظروں نے دور تک اُن دونوں کا پیچھا کیا تھا۔۔

"سامان سمیٹ۔۔ معاذ نے تیری ماں کا داخلہ کراچی کے سب سے بڑے ہسپتال میں کروایا ہے۔۔ سارا خرچہ بھی بھر دیا ہے"۔۔ نجیب اللہ نے خود ہی آگے بڑھ کر سامان سمیٹنا شروع کر دیا تھا۔۔ پروین کی آنکھوں نے پھر سے برسنا شروع کر دیا تھا۔۔

سُمی ایک دم ہوش میں آئی تھی۔۔ اُس کی نظر اپنے بیٹے کی مُٹھی میں جکڑے پانچ ہزار کے نوٹ پر پڑی تھی۔۔ اُس نے جھپٹ کر وہ نوٹ بچے سے چھینا تھا۔۔

"ابا۔۔ رابی کا پتا وتا تو لے لیا ہے ناں تُو نے۔۔؟؟".. وہ نوٹ کو اپنے سامنے کرتی دیکھتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔۔

"نہیں۔۔ آج آخری بار وہ ہم سے مل رہی تھی۔۔ بس اب۔۔ میں نہیں چاہتا میری بچی پر اب کوئی مصیبت آئے"۔۔ وہ سامان کو چھوڑ کر سخت پتھریلے لہجے میں بولا تھا۔۔

"ابا۔۔ پاگل واگل تو نہیں ہو گئے ہو"۔۔ سُمی کو اُس کی دماغی حالت پر شک ہوا تھا۔۔

اور پروین سوچ رہی تھی۔۔

اولاد کے حق میں باپ کی دُعا قبول ہونے میں کوئی شک ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔ آج اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔۔ رابیل معاذ کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے اُس کی نظروں سے اوجھل ہوئی تھی۔۔ اور کچھ لوگوں کو وہ رب گناہوں کے باوجود سدھرنے کا موقع دیتا ہے

لیکن وہ اپنے ہاتھوں سے رب کی عطا کو جھٹلا دیتے ہیں۔۔اُس نے بے ساختہ سُمی کو دیکھا تھا جو نجیب اللہ کا رابیل کا پتا نہ لینے پر بکتی جھکتی سامان سمیٹ رہی تھی۔۔

....

"شریف شوہر ہے ساس کی خدمت سے اُس کا دل جیت لے سُمی ساری زندگی کا سکون تیرا نصیب بنے گا"۔۔پروین نے سُمی کو واسطے دیئے تھے

"ہاں ساس کی گندگی صاف کروں اب میں۔۔ کنگلے بندے کے ساتھ نصیب پھوڑ دیا میرا۔۔ اپنی اُس بے حیا بیٹی کا بدلہ مجھ سے لیا ابا نے"۔۔وہ ہمیشہ رابیل کو کوستی اپنی اندر کی آگ کو ٹھنڈا کرنا چاہتی تھی۔۔

اُس کی بدزبانی، پھوہڑ پن کی وجہ سے نواز بھی اُس سے نالاں رہنے لگا تھا۔۔وہ صرف اپنی اولاد کی وجہ سے اُس سے نبھا کرنے پر مجبور تھا۔۔

بقول پروین کے وہ ناشکری تھی۔۔رب اُس کے گناہ کے باوجود نواز کی صورت اُس پر مہربان ہوا تھا پر وہ ناشکری کر کے اپنی زندگی کو خود ہی اجیرن بنائے ہوئے تھی۔۔

معاذ نے گھر کی رقم ادا کردی تھی، گھر کے کاغذات دوبارہ نجیب اللہ کو ملے تھے۔۔ایک مُستقل نرس پروین کے علاج کے لیے مُقرر کردی گئی تھی۔۔اِن سب کے باوجود اُس نے معاذ کو رابیل کو یہاں لانے سے منع کردیا تھا۔۔

وہ خود آکر رابیل سے مل لیتا تھا۔۔

....

"سرپرائز ہے"۔۔معاذ اُس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھے اُسے لان میں لے آیا تھا۔۔

"بُوا آپ ہی مجھے بتا دیں ناں"۔۔وہ ساتھ چلتی بُوا سے بولی تھیں۔۔

"نا بٹیا ہم کیوں میاں کا سرپرائز خراب کرنے لگے"۔۔بُوا نے ہری جھنڈی دکھائی تھی۔۔

"فاطمہ۔۔میرا بچہ ہے ناں۔۔آپ بتائیں کیا سرپرائز ہے۔۔؟؟"۔۔وہ چھ مہینے کی فاطمہ سے بولی تھی۔۔

چیں چیں کرتی مخصوص آواز اُس کا دل دھڑکاتی اُسے کسی اور جہاں میں پہنچا گئی تھی۔۔

"یہ تو، یہ تو۔۔"۔۔اُس نے بے تابی سے اپنی آنکھوں پر رکھے معاذ کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے تھے۔۔معاذ نے اپنے ہاتھ ہٹائے تھے۔۔

اُس کی آنکھوں کے سامنے خوبصورت سا ڈربہ تھا۔۔

"یہ۔۔یہ"۔۔وہ آگے بڑھی تھی۔۔اُس سے کچھ بولا ہی نہیں جارہا تھا۔۔

"جی۔۔یہ۔۔کچھ آپ کی سہیلیاں ہیں اور کچھ اُن کے بچّے اور کچھ اُن کے بچّوں کے بچّے"۔۔معاذ کے بتانے پر اُس کی آنکھیں جھلملائی تھیں۔۔

"لیکن یہ۔۔یہ ابھی تک۔۔یہ آ۔۔آپ کے پاس کیسے آئیں۔۔؟؟"۔۔ڈربے کے اندر جھانکتی وہ حیرت و خوشی سے بولی تھی۔۔

"لو"۔۔معاذ نے اُس کے کان پر موبائل رکھا تھا۔۔

"تیری یہ آخری نشانی جو تو میرے پاس چھوڑ کر گئی تھی۔۔اُس کی حفاظت کرتے کرتے میں تھک گیا ہوں"۔۔ نجیب اللہ کی آواز میں جیسے برسوں کی تھکن تھی۔۔

"ابا۔۔"۔۔وہ رودی تھی۔۔وہ فون رکھ چُکا تھا۔۔

نجیب اللہ نے معاذ سے وعدہ لیا تھا کہ اُس کے مرنے کے بعد وہ کبھی بھی رابیل کو اُس گھر کے کسی فرد سے نہیں ملائے گا۔۔

"اپنی سہیلیوں کو یوں رو کر ویلکم کروگی پاگل لڑکی"۔۔معاذ نے اُس کے ہاتھوں سے موبائل لیا تھا۔۔وہ کھکھلا کر ہنس دی تھی۔۔

فاطمہ خوشی سے اچھلتی ہوئی ڈربے پر ہاتھ مار رہی تھی۔۔

"لو بٹیا اب تمہاری سہیلیاں بھی آگئی ہیں، جی بھر کر اِن سے باتیں کرو۔۔ہم اندر جارہے ہیں کچھ دیر آرام کرلیں"۔۔بُوا فاطمہ کو معاذ کو تھماتی اندر کی طرف بڑھی تھیں۔۔

"میں نے اپنی بیوی کو چُپکے چُپکے اپنی سہیلیوں کے لیے روتے دیکھا تھا"۔۔اُس کے چہرے پر بچّوں سا اشتیاق دیکھ کر معاذ نے اُس کے کان میں دھیرے سے سرگوشی کی تھی۔۔وہ پھر سے ہنس دی تھی۔۔اُس کی نم ہنسی معاذ احمد فاروق کو ہمیشہ کی طرح آسودہ کرگئی تھی۔۔

"اب بس میری بیوی مجھے نہ بھول جائے"۔۔وہ کان کھجا کر بولا تھا۔۔

"اپنے رب کے بعد آپ میری ہر دن کی پہلی اور آخری سوچ ہوتے ہیں۔۔آپ کو بھولوں

گی تو خود کو بھول جاؤں گی"۔۔اُس نے معاذ کے کندھے پر سر رکھا تھا۔۔معاذ مُسکرایا تھا۔۔ لیکن تبھی معاذ کی گود میں فاطمہ نے اُس کے سر کو باپ کے کندھے سے ہٹانا چاہا تھا۔۔ رابیل نے اُسے گھورا تھا۔۔

"اپنی بیٹی کو سمجھا لیں۔۔آپ پہلے میرے ہیں پھر اِس کے ہیں"۔۔وہ ناک چڑھا کر بولی تھی۔۔وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا تھا۔۔

"بھئی اب تمہاری سہیلیاں آگئی ہیں۔۔اب ہم سارے کے سارے اپنی بیٹی کے ہیں"۔۔وہ فاطمہ کا گال چومتا شرارت سے بولا تھا۔۔

"مجھ سے بات نہیں کریں۔۔مُرغیاں کیا۔۔آپ کی اولاد بھی میرے لیے آپ کی جگہ نہیں لے سکتی اور آپ یہ بات جانتے ہیں۔۔"۔۔وہ خفا ہوتی مُڑی تھی۔۔معاذ فاطمہ کو اِسڑالر میں ڈال کر اُس کے پاس آیا تھا۔۔

"تم ہو تو میں ہوں۔۔اور تم بھی یہ بات جانتی ہو"۔۔معاذ نے اُسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے اُس کی پیشانی سے پیشانی ٹکرائی تھی۔۔

اُس کے ہونٹوں پر خوبصورت مُسکراہٹ رقصاں ہوئی تھی۔۔اُس کی مُسکان میں معاذ احمد فاروق کی مُحبت کا مان تھا۔۔

کچھ کہے بغیر رابیل نے زیرِ لب الحمداللہ کہتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔۔معاذ کے دل نے بھی بے ساختہ الحمداللہ کہا تھا۔۔

❤ ختم شُد ❤

الحمداللہ اللہ کا کرم ہوا ہے کہ میں یہ ناول مُکمل کر پائی ہوں۔۔

آج خاص طور پر اپنے شوہر صاحب کا ذکر کروں گی جن کے حوصلے کی وجہ سے یہ ناول لکھ پائی ہوں۔۔آغا صاحب جزاک اللہ خیر ❤

عمران بھائی جزاک اللہ خیر۔۔اللہ آپ کے کام میں رزقِ حلال کی برکت عطا کرے آمین۔۔

رابیل جہانگیر۔۔ ❤

میری ہم نام۔۔میری پروف ایڈیٹر، میری ہر تحریر پہلے اِس کے پاس جاتی ہے چیک ہونے پھر میں آنکھیں بند کر کے پوسٹ ہونے کے لیے بھیج دیتی ہوں۔۔میری دوست۔۔میری مُحسن۔۔کیا کیا کہوں۔۔اللہ تمھیں دونوں جہانوں کی کامیابیاں اور خوشیاں عطا کرے آمین۔۔

جزاک اللہ خیر رابیل۔۔ ❤

اور آخر میں آپ لوگ۔۔

اللہ آپ سب کو دونوں جہانوں کی خوشیاں عطا کرے آمین۔۔آپ کی دُعاؤں پر فرشتے آپ کے لیے اور میرے لیے آمین کہیں۔۔آمین۔۔

اتنی ساری مُحبت اور عزت کا شُکریہ۔۔

جزاک اللہ خیر۔۔❤